Scanned with CamScanner

# گلشن اَسرار

موسوم : راحت العاشقین

مختصر تذکرہ

حضرت غوث زمان، شہباز عرفان، خواجہ شاہ محمد سلیمان خان قدس سرہٗ الرحمان

حسب ارشاد و سرپرستی

پیر طریقت زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غلام سلیمان تونسوی مدظلہٗ العالے

مرتبہ

کمالات صوری و معنوی میاں محمد صاحب درزی رحمۃ اللہ علیہ

سعادت خاص، اشاعت و طباعت

صاحبزادہ محمد خالد حسین مہاروی

ملک محمد رفیق کھرسنانواں

اردو ترجمہ

از احقر اللہ بخش رضا ایم اے فارسی

فاضل جامعہ انوار العلوم و فاضل تنظیم المدارس پاکستان

امام و خطیب جامع مسجد دربار عالیہ حضرت محب اللہ المتعال

خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی قدس سرہ ملتان

نام کتاب: گلشنِ اَسرار (موسوم راحت العاشقین)

فرمودات: فخر الاولیاء شہباز چشت خواجہ خواجگان
قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر فارسی: حضرت میاں محمد درزیؒ تونسہ شریف

اُردو ترجمہ: اللہ بخش رضاؔ ملتان

ترتیب وتزئین: صاحبزادہ محمد عاصم ناصر مہاروی، خواجہ محمد محبوب سلیمانی تونسو[ی]
خواجہ محمد عمیل سلیمانی صاحب۔ ملک علی رضا کھر سنانوا[ں]

تصاویر: صاحبزادہ منصور علی مہاروی صاحب

کمپوزنگ: عبدالرؤف نایابؔ ٹی ایم اے کوٹ ادو

پروف ریڈنگ: سید امیر محمد شاہ، مولانا فقیر محمود تونسہ شریف

معاونت: ملک محسن رضا کھر، طالب حسین سلیمانیؔ
محمد اشفاق بھٹی (بستی سعید مہاروی)، نور الٰہی انصاری کوٹ
مولوی عبدالرحمان کھوسہ، حفیظ اللہ بلوچ

چھاپہ خانہ: جھوک پرنٹرز ملتان

کعبۃ اللہ شریف کا صدیوں پرانا لکڑی کا دروازہ

# انتساب

قطب زمان محبوب حضرت شہباز چشت فخر الاولیاء

خواجہ خواجگان حضرت شاہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہنشاہ اقلیم غوثیت ،غوث العاشقین

سراج الواصلین فخر العارفین سیّدی، مرشدی

حضرت خواجہ حاجی محمد غوث صاحب مہاروی قدس سرّہٗ العزیز

کے نام

# گلشن اَسرار

موسوم : راحت العاشقین

## اُردُو ترجمہ

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ |
|---|---|---|

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ |
|---|---|---|

| صفحہ | عنوانات | نمبر شمار |
| --- | --- | --- |

| صفحہ | عنوانات | نمبر شمار |
|---|---|---|

| صفحہ | عنوانات | نمبر شمار |
|---|---|---|

| صفحہ | عنوانات | نمبر شمار |
|---|---|---|

| صفحہ | عنوانات | نمبر شمار |
|---|---|---|
| 197 | ظالم کفن سے بھی محروم ہو گئے | :135 |
| 200 | اعیان ثابتہ | :136 |
| 203 | عجیب امراض کا ذکر | :137 |
| 204 | کوہستان میں بخار ذات الجنب کا علاج | :138 |
| 204 | فرمایا راہب نے سرکار ﷺ کو سجدہ کیا | :139 |
| 205 | فرمایا شریعت کی متابعت سے کامیابی ہوتی ہے | :140 |
| 206 | تلقین شیخ کی تاثیر | :141 |
| 207 | نیک بخت اور بد بخت | :142 |
| 208 | اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم | :143 |
| 209 | فرمایا فعل نیک اور فعل بد | :144 |
| 210 | فرمایا سالک سلوک کی کتابوں سے غافل نہ رہے | :145 |
| 211 | حضرت مولانا جامیؒ کے شعر کا عملی جواب | :146 |
| 212 | خواجہ اجمیریؒ کا مزار ہندوستان کی بادشاہی کر رہا ہے | :147 |
| 213 | حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ کی شان | :148 |
| 215 | سالک کیلئے پانچ چیزیں | :149 |
| 215 | دوست حقیقی کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہئے | :150 |
| 216 | احترامِ خواجہ صاحبؒ کیلئے ہاتھی رُک گیا | :151 |
| 217 | فرید خان لکھویرا کی قبر پر تلوار مارنے کی وجہ | :152 |
| 218 | بارش کیلئے دعا کے الفاظ | :153 |
| 220 | آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے دیئے | :154 |

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات
اللہ
رسول
محمد
کا احاطہ، تلوار مبارک، مہر مبارک، نقشِ پا اقدس، مصر کے بادشاہ کو لکھے گئے خط کا نسخہ، عصاء مبارک
توپا کی میوزیم ترکی سے حاصل کی گئی تصاویر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

# وجدِ حال

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مجموعہ فارسی زبان میں گلشن اسرار کے نام سے جو کہ حضرت خواجہ یار محمدؒ بن تاج محمود صاحب چشتیؒ ساکن پاکپتن شریف کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے حاشیہ پر میاں محمد درزیؒ صاحب مرید خلیفہ حضرت فخر الاولیاءؒ کے تحریر کردہ ملفوظات شریف بہ موسوم راحت العاشقین (گلشنِ اَسرار) درج ہیں کیونکہ دونوں مجموعہ ہائے ملفوظات فارسی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ مجھے بذریعہ اسد نظامی صاحب یہ ملفوظات میسر آئے جس کی اصل کاپی فقیر محمود صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف کے پاس موجود ہے وقت حاضر کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے محسوس کیا کیونکہ دورِ حاضر کی اکثریت فارسی زبان سے مانوس نہیں ہے اس لئے اس کا اردو ترجمہ شائع کروا کے راہ ھدایت کے طلب گاروں تک پہنچایا جائے اس کیلیئے اللہ بخش رضا صاحب خطیب جامع مسجد حضرت خواجہ حافظ جمالؒ اللہ ملتانی کی خدمات ایک مخلص مرید طالب حسین سلیمانی کے ذریعہ حاصل کیں۔ عرصہ تین سال میں رضا صاحب نے انتہائی محنت سے ملفوظات شریف کا ترجمہ بااحسن و بخوبی تکمیل کو پہنچایا اس کے بعد سید محمد امیر شاہ بخاری صاحب ساکن سیماڑ شریف اندر پہاڑ بزدار حال ساکن تونسہ شریف سے ملفوظارت ہذا کے اردو ترجمہ کا بغور مطالعہ کروایا شاہ صاحب نے بھی انتہائی محنت سے کمالِ مہربانی فرماتے ہوئے اپنے قیمتی وقت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ملفوظات کا لفظ بہ لفظ

مطالعہ فرمایا۔ مزید اطمینانِ قلبی کی خاطر فقیر محمود صاحب مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف سے اصل ملفوظاتِ فارسی کو سامنے رکھ کر اردو ترجمہ کا مقابلہ کروایا۔ فقیر محمود صاحب کے ساتھ غلام حسین صاحب ریٹائرڈ ماسٹر فارسی کی کاوشوں کے بھی مشکور ہیں۔ ملفوظات ہذا کی اشاعت وطباعت کی خاطر ملک محمد رفیق کھر صاحب نے خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور کتاب (ملفوظات شریف) کی طباعت و اشاعت اپنے خصوصی تعاون سے مکمل کروائی اللہ تعالیٰ ان کو بزرگان چشت کے طفیل اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ کیونکہ ملفوظات شریف میں حضرت فخر الاولیاءؒ کی زندگی کے ہر پہلو کا ذکر موجود ہے جس میں آپ کے بچپن، لڑکپن، جوانی اور پیر سالی کے حالات وواقعات درج ہیں۔ لہٰذا پڑھ کر محسوس کیا کہ اس سے ہر طبقہ اور ہر عمر کے انسان استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ آج کے پُرفتن دور میں ملفوظات شریف کی یہ کتاب گم گشتہ راہ لوگوں کیلئے راہ نمائی کا باعث ہوگی اور لوگوں کے منتشر ذہنوں کیلئے یکسوئی و اطمینان قلبی کا باعث ثابت ہوگی نیز روحانیت کے متلاشی احباب کی ترقی کیلئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خواجہ مخدوم سلیمان تونسوی

# آغاز کتاب

بسم اللہ الرحمان الرحیم

**رب یسر ولا تعسر و تمم بالخیر**

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد پس یہ چند سطور ہیں جو کہ کتاب گلشن اسرار جو کہ موسوم ہے راحت العاشقین سے اور اخیار الاذکار فی احوال مختار الاخیار سے بھی جو کہ جامع ہے کمالات صوری ومعنوی میاں محمد صاحب درزیؒ۔ وہ حضرت غوث زمان، شہباز عرفان حضرت خواجہ محمد سلیمان خان قدس سرہٗ الرحمان کے خاص مریدوں میں سے تھے اور پُر اخلاص ہم صحبت تھے۔ اس فقیر نے کتاب میں تبرکاً چیدہ چیدہ مخصوص روایات کو تالیف کیا ہے۔ وباللہ التوفیق. جان لیں جیسے کہ مشہور ہے جو کہ جاننا اور یاد کرنا چہار کرسی نسب سرور کائنات، خلاصہ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات فرض ہے۔ اسی طرح جاننا اور یاد کرنا چہار کرسی نسب اپنے پیرومرشد کا بھی ضروری ہے۔ پس اس طرح ذکر چہار کرسی حضرت فخر الاولیاء، ملاذ الغرباء، زبدۃ الاتقیاء، عمدہ الاصفیاء، قدوۃ العرفاء، غوث جہان، شہباز عرفان حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس اللہ سرہٗ العزیز کا لازم و واجب التقریر ہوا۔

## آپؒ کا خانوادہ

پس واضح ہو کہ حضرت فخر الاولیاءؒ بن حضرت ذکریاؒ ابن حضرت عبدالوہابؒ ابن عمر خانؒ ابن خان محمد خانؒ ہے اور والدہ ماجدہ شریفہ کا نام بی بی زلیخا بنت عمر خان

جعفرؒ جو کہ قندھاری کی نسبت سے مشہور تھے۔ حضرت ذکریاؒ کو بی بی زلیخا کے بطن سے دو فرزند اور چار معصومہ یعنی دختران پیدا ہوئیں۔ فرزند اول کا نام یوسفؒ تھا اور دوسرے فرزند حضرت فخر الاولیاءؒ تھے۔ حضرت عبدالوہابؒ کے تین فرزند تھے ایک حضرت ذکریاؒ دوسرے شہاب الدینؒ اور تیسرے کا نام مسوخانؒ تھا۔ عمر خانؒ کے بھی تین بیٹے تھے۔ عبدالوہابؒ، محمد خانؒ، بکھر خانؒ اور خان محمدؒ۔ خان محمدؒ خان کا صرف ایک بیٹا تھا جس کا نام عمر خانؒ تھا۔

## تعلیم کا آغاز

جب حضرت فخر الاولیاءؒ پیدا ہوئے۔ عمر مبارک چار سال ہوئی تو آپ کو مُلا یوسف نامی جعفر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کیلئے بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ دس پندرہ پارے ان کی خدمت میں پڑھے اس کے بعد حاجی صاحب کی خدمت میں کلام اللہ ختم کیا اور کتب فرائض کریما، نام حق اور ان کی مثل بھی ان ہی کی خدمت میں پڑھیں۔ پس ایک دن حاجی صاحب کی اہلیہ مٹی کی ہنڈیا کے ٹوٹنے کی وجہ سے۔ مٹی کی ہنڈیا جسے کوہستان کے لوگ چکنی مٹی سے بنا کر آگ پر پکا کر خود بناتے ہیں اور اس کو "ڈیڑو" یعنی ہنڈیا (ہانڈی) کہتے ہیں اس کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ انتہائی غضبناک ہوگئی اور جناب فخر الاولیاءؒ کے شدید زجز وتوبیخ کا ارادہ کیا۔ جناب فخر الاولیاءؒ اس سے بھاگ کر حاجی صاحب کی خدمت میں جو کہ ہل چلانے اپنی زمین پر گئے ہوئے تھے آپ نے ان سے اپنا ماجرا عرض کیا۔ چونکہ حاجی صاحب اہل بصیرت اور روشن ضمیر تھے انہیں ارشاد فرمایا کہ تم کمر ہمت باندھ کر ظاہری

آبائی گھر حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ (گڑگوجی شریف بلوچستان)
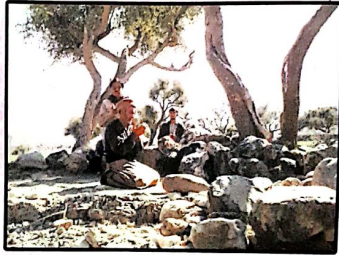
مزار مبارک والدہ شریف حضرت فخر الاولیاءؒ (گڑگوجی شریف)

وہ جگہ جہاں شاہ محمد سلیمانؒ کی والدہ چشمے سے پانی لینے جاتیں اور نماز پڑھتی تھیں

اور باطنی علوم کے حصول کیلئے روانہ ہو جاؤ۔ ان کو بتایا کہ پہلے تم فلاں جگہ جاؤ گے اور اس کے بعد فلاں جگہ اور اس کے بعد کوٹ مٹھن میں طلبِ علم کیلئے پہنچو گے اس کے بعد تمہیں حق تعالےٰ کونین کی شاہی عطا کرے گا۔ اور میں (حاجی صاحب) اس جہان سے رخصت ہو جاؤں گا اور میری یہ زوجہ دوسرا شوہر کرے گی۔ میرے بچے یتیم رہ جائیں گے پس تمہیں اپنے بیٹے کے حق میں وصیت کرتا ہوں کہ اس کے امور دین و دنیا کا خیال رکھنا اور اس کے دینی اور دنیاوی کاموں کی طرف توجہ کے ساتھ اصلاح کرنا۔ پس فخر الاولیاءؒ وہاں سے روانہ ہوئے سب سے پہلے تونسہ شریف پہنچے اور میاں حسن علی کی خدمت میں نظم کی کتابیں پڑھنی شروع۔ کیں کچھ عرصہ بعد بستی لانگ میں میاں ولی محمد کی خدمت میں پڑھتے رہے اور اس کے بعد کوٹ مٹھن پہنچے اور یہاں احمد علی صاحب قدس سرہٗ جو کہ جامع کمالات صوری و معنوی مقبول بارگاہِ صمد میاں محمد عاقل صاحب قدس سرہٗ کے فرزند تھے۔ ان کی خدمت میں علم نحو اور منطق پڑھنے شروع کیئے۔ کہ اس اثناء میں حضرت قبلہ عالمؒ و عالمیان، قطب عرفان خواجہ نور محمد مہارویؒ قدس سرہٗ جو اس شہباز طریقت کی تلاش میں اس طرف ہر سال دورہ فرماتے تھے، اوچ شریف پہنچے۔ اس موقعہ پر حضرت فخر الاولیاءؒ۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ کی ہمرکابی میں حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کی تقریبِ استقبال میں شرکت کیلئے اوچ شریف گئے اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ اس شہباز کو اپنے دام شکار میں لے آئے۔ حضرت قبلہ عالمؒ اوچ شریف سے واپس مہار شریف تشریف لے گئے اس امر کی تفصیلات ملفوظات میں مذکور ہیں۔

## حضرت صاحبؒ کی اولاد وامجاد

حضرت فخر الاولیاءؒ کے تین فرزند اور ایک بیٹی متولد ہوئی۔فرزند اول حضرت گل محمد صاحب ،فرزند دوم حضرت درویش محمد صاحبؒ اور فرزند سوم حضرت عبداللہ صاحب۔حضرت عبداللہ صاحب چھوٹی عمر میں حضرت کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے جو کہ اپنے دادا کے پہلو میں گڑ گوجی کوہستان میں مدفون ہیں جو کہ حضرت فخر الاولیاءؒ کا اصلی وطن ہے۔حضرت صاحبزادہ درویش محمد صاحبؒ جب بولنے لگے تو قرآن شریف اور علم نظم میاں گل محمد صاحبؒ دامانی کی خدمت میں مکمل کر کے حافظ حسن صاحب کی خدمت میں علم عربی پڑھنا شروع کیا کہ عین جوانی میں رحمت حق سے پیوست ہوئے یعنی وصال فرما گئے اور تونسہ شریف میں مدفون ہوئے یہ مادرزاد ولی تھے۔چنانچہ منقول ہے کہ ان کی ولادت سے پہلے ایک ہندوستانی زبان ولباس والے درویش نے حضرت فخر الاولیاءؒ کے دِر دولت پر آ کر کہا کہ آپ کے گھر میں مادرزاد ولی کہ فلاں علامت جو اس کے کندھے پر ہوگی متولد ہوگا اس کا نام مبارک درویش محمدؒ رکھنا ہوگا۔حق یہ ہے کہ وہ مادرزاد ولی تھے جیسا کہ لکھا ہے کہ ایک دن کھانا کھانے کے بعد جلدی والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت ایک عورت مسمات جنت زوجہ شکرا دھوبی حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں عورتوں کی محفل عام میں موجود تھی کہ انہوں نے بتایا: بابو جی ! کل رات جنت دھوبن کے بیٹے موسیٰ نے جھمّر میں عجب تماشا دکھایا۔اگر موسیٰ کا بھائی عیسیٰ ہوتا تو خوب تماشا دکھاتے۔ مسمات مذکورہ نے عرض کی قربان جاؤں اب عیسیٰ کی ولادت کا وقت کہاں رہا ہے،

مزار شریف خلیفہ باران محمدؒ

مزار شریف مولوی عبدالرحمٰنؒ بھڈیرا (قبرستان تونسہ شریف)

مزار مبارک خواجہ گل محمدؒ، خواجہ درویش محمدؒ (قبرستان تونسہ شریف)

جبکہ شکرا کوز پشت یعنی بہت بوڑھا ہے اور میں بھی اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔
آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اگر تجھے عیسیٰ عطا فرمائے تو مجھے ایک پختہ آثار مصری دوگی۔ مذکورہ عورت نقصِ عقل کی وجہ سے کرامت سے مایوس ہو کر معذرت کر چکی تھی کہ حضرت فخر الاولیاءؒ نے فرمایا اے ناقص عقل بوڑھی کیوں درویش محمدؒ کے کہنے پر یقین نہیں کرتی۔ ان کی بات کو قبول کر۔ اس نے فوراً قبول کیا اس کے کچھ عرصہ بعد عیسیٰ شکم مادر میں آیا۔ عیسیٰ مذکور کے متولد ہونے کے وقت حضرت صاحبزادہ درویش محمد صاحبؒ وصال فرما چکے تھے ان کی مذکورہ نذر معین خانقاہ شریف کے مجاوروں کو ادا کی گئی اور ابھی تک بلکہ ہمیشہ کیلئے یہ طریقِ نذر باقی ہے۔ جو بھی حاجت مند اپنی مشکلات اور حاجات کیلئے ان کی بارگاہ میں نذر مانتا ہے اور اپنی حاجت میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ فخر الواصلین، صدر السالکین مقبول بارگاہِ صمد، صاحبزادہ گل محمد صاحبؒ جو کہ پہلے فرزند ہیں نے علوم ظاہری کے حصول کیلئے پہلے میاں گل محمد دامانی کی خدمت میں علم نظم کی کُتب پڑھیں اس کے بعد آپ نے علم نحو، صرف، منطق، کلام، معانی، بیان، بدیع وغیرہ حافظ حسن صاحب سے پڑھے اور ان کی تکمیل مولوی نور احمد سوکڑی کے پاس کی اور علمِ سلوک اپنے والد بزرگوار حضرت فخر الاولیاءؒ سے پڑھ کر حد کمال تک پہنچے اور تقدیر الٰہی سے والد بزرگوار حضرت فخر الاولیاءؒ کی زندگی میں ہی اللہ کو پیارے ہوئے اور جنت داخل ہوئے۔ قدس اللہ سرھم اجمعین۔

## استاد محترم حاجی صاحب کی تیز مزاج اہلیہ

منقول ہے کہ جس وقت فخر الاولیاءؒ اپنے وطن میں حاجی صاحب کے پاس

تعلیم حاصل کر رہے تھے سبق سے فارغ ہونے کے بعد حاجی صاحب کیال مویشی
چرایا کرتے تھے۔ایک دن اسی تقریب سے حاجی صاحب کے گھر آپ آئے۔حاجی
صاحب کی اہلیہ جو نہایت تندخو اور تیز مزاج تھی اس نے بدزبانی کے ساتھ زبان
درازی کی۔آپ جس قدر بھی اس سے معذرت کرتے رہے اس نے کچھ نہ سنی گئی آخر
کار غصہ میں آکر آپ نے اس کی طرف پتھر پھینکا جو اتفاق سے مٹی کی دیگچی
"ڈیڑو" پر جالگا اور "ڈیڑو" (ہنڈیا) ٹوٹ گئی۔وہ بھی پتھر اٹھا کر فخر الاولیاءؒ کے پیچھے
دوڑی۔آپ حاجی صاحب کی طرف جو کہ اپنی ملکیتی زمین میں ہل چلا رہے تھے ان
کی طرف دوڑتے چلے گئے وہ عورت بھی اسی طرح پیچھے تھی۔حاجی صاحب نے
عورت کو دفع کیا اور آپ کو ایک طرف لے جا کر کہا کہ یہ بدخو عورت تمہیں یہاں
پڑھنے نہ دے گی۔اب میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں تم یہاں سے سندھ کی طرف
چلے جاؤ اور علم حاصل کرو۔حاجی صاحب نے آئندہ کے تمام احوال تفصیل سے
بیان کئے۔جیسا گزشتہ ابواب میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

## حصول علم کیلئے سفر

آپؒ فرماتے ہیں کہ وہاں سے تونسہ شریف کی طرف روانہ ہوا اور یہاں پڑھ
کر کتاب شیخ عطار میاں حسن علی نامی مولوی صاحب کے پاس شروع کی۔چنانچہ ایک
مرتبہ حضرت فخر الاولیاءؒ نے ایک محفل فیض منزل میں تونسہ شریف میں اپنے طالب
علمی کے زمانہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان دنوں میاں حسن علی نے مجھے کہا کہ اے درویش
تم بھی دوسرے درویشوں کے ساتھ گدائی کیلئے جاؤ میں ان کے فرمان کے بموجب

گدائی کیلئے ایک ہندو کے گھر چلا گیا وہاں جا کر کہا اے ہندو! مجھے روٹی دو لیکن اس نے روٹی دینے سے بخل کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی عورت مطبخ (باورچی خانہ) میں روٹیاں پکا رہی تھی۔ میں نے اندر جا کر ایک روٹی اٹھالی اور مکتب میں چلا آیا۔ ہندو میرے پیچھے دوڑتا ہوا آیا اور میرے استاد صاحب کے پاس جا کر فریاد کی کہ تمہارے اس شاگرد نے میرا چوکا خراب کر کے روٹی سینہ زوری سے اٹھا کر لایا ہے۔ میاں موصوف نے یہ بات سننے کے بعد فرمایا کہ آئندہ اسے گدائی کیلئے نہیں بھیجوں گا۔

## رمضان المبارک کا احترام

ایک موقع پر محفل میں رمضان شریف کی حرمت کے بارے میں فرمایا کہ تونسہ شریف میں مسمات حوّا نامی عورت اور اس کا سفید باف شوہر مجھے رمضان شریف میں روزانہ ایک روٹی دیتے رہے اور مجھے کہا کہ اگر تم اس روٹی کو پوشیدہ مقام پر نہ کھاؤ گے اور لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے کھاؤ گے تو آئندہ تمہیں کبھی نہ دیں گے۔ آخر میں چھپ کر وہ روٹی کھایا کرتا۔ رمضان المبارک میں تونسہ شہر کے ہندو پانی اور روٹی چھپ کر کھاتے تھے اگر ان کو چلم کی ضرورت ہوتی تو انگارے دامن کے نیچے چھپا کر دکان کے اندر لے جاتے اور چھپ کر چلم استعمال میں لاتے جبکہ اس وقت مسلمان اعلانیہ بازار میں چلم لگاتے ہیں اور برملا روٹی پانی کھاتے پیتے ہیں۔ رمضان المبارک کی حرمت کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے۔

## محنت ومشقت اور مزدوری

ایک دن درہ سنگھڑ کے لوگوں کی محنت ومشقت کا ذکر چلا۔ آپؒ نے فرمایا

کہ میری طالب علمی کے زمانہ میں ایک رات سفید باف مرد نے مجھے کہا کہ تم میری
کل بہ حشریان شہر جاؤ گے (حشریان کے معنی حشری وہ لوگ جو بند پر کام کر
جاتے ہیں۔ سرائیکی میں اُسے چھیڑو کہتے ہیں اور لوگ جمع ہو کر جاتے ہیں اُن کو
کہتے ہیں) اور میری جگہ کام کرو گے تو میں تجھے دو آنہ نقد دے دوں گا اگر روزانہ
کرو گے تو روزانہ کے حساب سے تجھے اجرت دے دوں گا اس طرح کام کر کے
قُوت نان حاصل ہوگی اور میں بھی کام سے فارغ رہوں گا۔ میں نے قبول کیا اور
سے دو آنے لے لئے اور اس کے ہمراہ درہ رود سنگھڑ چلا گیا اور ایک بھاری اور
پتھر پر آ کر بیٹھ گیا۔ لوگ بند باندھنے اور پتھر ڈھونے کے کام میں مصروف ہو گئے
جب ایک شخص میرے پاس آیا اور پتھر لانے کا کہا اور ساتھ ہی کہنے لگا کہ پتھر سے
اتر آؤ اور کام کرو۔ آخر مزدوری نہ لو گے؟ میں دور ہو کر اسے پتھر مارتا رہا اور اُ
قریب بھی نہ آنے دیا۔ الغرض وہ تاج دین کے پاس گیا جو کہ اس کام کے نگران
اور اُسے میری شکایت کر کے کہنے لگا کہ فلاں سفید باف مزدور نے اس روہیلہ درو
کو اپنی جگہ دو آنہ اجرت دے کر کام پر بھیجا اور وہ پتھر پر آرام سے بیٹھا ہوا ہے اور کا
نہیں کرتا۔ اگر ہم اسے بلاتے ہیں تو وہ ہمیں پتھر مارتا ہے۔ تاج دین نے اسے کہا کہ
اس کو کچھ نہ کہو کیونکہ ایک درویش کے کام نہ کرنے سے بند ادھورا نہ رہ جائے گا۔ جس
وقت لوگ فارغ ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ شہر میں آیا اور دو آنے کی گندم کا آ
خریدا۔ روٹیاں پکوائیں تو چودہ روٹیاں ہوئیں میں نے سالن کے بغیر جتنی روٹیاں
کھانی تھیں کھائیں اور باقی روٹیاں ان دوسرے لوگوں میں تقسیم کیں جو ہمراہ ر
جب میری اس حالت کی میرے استاد حسن علی کو اطلاع پہنچی تو فرمایا میاں تم نے اس

قدر آٹا ایک ہی وقت میں کیوں صَرف کیا میں نے بتایا کہ سفید باف مرد نے مجھے کہا تھا کہ تیری روٹی ہو سکے گی اور میں غلہ اور آٹا کی ارزانی کے بارے میں نہ جانتا تھا۔

## دُنبے بھیڑیئے کھا گئے

فرمایا کہ ایک دن میرے استاد میاں حسن علیؒ نے سات دُنبے خرید کر میرے سپرد کیے اور فرمایا کہ سبق سے فراغت کے بعد میرے کھیت میں جا کر اُن کو سٹے کھلا کر لے آیا کریں اور سردی کے موسم میں فلاں دُنبہ جو کہ میں نے تجھے دیا ہے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لینا اور باقی چھ جو کہ ہمارے ہیں ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کیا کریں۔ حسب معمول میں دُنبوں کو سِٹے کھلانے کھیت میں لے گیا تو اتفاق سے واپسی پر تین بھیڑیئے دُنبوں پر ٹوٹ پڑے۔ میں نے اپنے دُنبے کو دونوں رانوں کے درمیان لے لیا اور بھیڑیوں سے بچا لیا باقی دُنبوں پر بھیڑیوں نے حملہ کیا۔ بعض کو چیر پھاڑ کر کھایا بعض کو زخمی کیا اور چند ایک صحیح سالم بھاگ کر جھوک قاضی والا پہنچے۔ میں رات کو وہی اپنا دُنبا ساتھ لیکر استاد صاحب کے گھر پہنچا۔ پوچھا باقی دُنبے کہاں ہیں میں نے کہا تمام کو بھیڑیئے کھا گئے ہیں مگر یہ ایک بچ گیا جو کہ لایا ہوں۔

## حضرت خلیفہ نارووالہؒ نے اپنی سواری پیش کی

میاں عبداللہ کھوکھر سے منقول ہے کہ وہ اپنے والد میاں احمد کھوکھر سے، کہ جو حضرت خواجہ نور محمد نارووالہؒ قدس سرہٗ کے غلاموں اور مریدوں میں سے ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میاں حسن علی استاد صاحبؒ نے حضرت فخر الاولیاءؒ کو کوئی کتاب لانے کیلئے سوکڑ کی طرف بھیجا ہوا تھا واپسی کے وقت ایسا اتفاق ہوا کہ

حضرت خواجہ نارووالہؒ صاحب لوگوں کی رشد و ہدایت کیلئے مختلف علاقوں سے ہوتے
ہوئے سوکٹر آئے ہوئے تھے اسی دن سوکڑ سے تونسہ شریف کی طرف روانہ ہوئے اور
ہم خدام وغلام بھی تونسہ شریف میں حضرت خلیفہ صاحبؒ کی زیارت و استقبال کیلئے
حاضر ہوئے تھے۔ اثنائے راہ حضرت خلیفہ صاحبؒ نے جب حضرت فخر الاولیاءؒ کو
دیکھا تو اپنی سواری سے اترے۔ اور حضرت فخر الاولیاءؒ کے لئے کھڑے رہے تاکہ وہ
قریب پہنچ جائیں۔ جب قریب آئے تو بغل گیر ہو کر ملے اور ایک دوسرے کی خیریت
اور حال احوال پوچھتے رہے پھر حضرت خلیفہ صاحبؒ نے حضرت فخر الاولیاءؒ کو اپنی
سواری کی گھوڑی پر سوار کیا اور خود پا پیادہ روانہ ہوئے۔ روای کہتا ہے جب حضرت
خلیفہ صاحبؒ کے مریدوں نے اس امر کو دیکھا کہ ان کے پیر صاحب پیدل چل رہے
ہیں تو کچھ دور جا کر خفیہ طور پر جناب فخر الاولیاءؒ سے کہا کہ اے جوان! تیری عقل کہاں
گئی ہے کہ ایسا مشائخ اور معمر بزرگ پیدل چل رہا ہے اور تم مزے سے ان کے
گھوڑے پر سوار ہو کر چلے جا رہے ہو؟ یہ سن کر انہوں نے گھوڑے کو اور تیز دوڑایا۔ پھر
ہم نے اپنے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ روہیلہ جوان قوی بدن ہے
اور یہ میل دو میل سے سوار آ رہا ہے اب حضور اپنی سواری ان سے لے لیں اور خود سوار
ہو جائیں۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ نے ان کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھا اور
فرمایا چُپ ہو جاؤ اور بزرگوں کے بارے میں زبان طعن مت کھولو اس کے بعد وہ
معترض ڈر کر خاموش ہو گئے۔ بتاتے ہیں کہ جب ہم تونسہ شریف پہنچے تو بہت پریشان
اور غمگین تھے یہاں تک حضرت صاحبؒ کے سامنے بیٹھنے سے بھی ڈرتے
تھے۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ نے قیلولہ کے وقت انہیں خلوت میں طلب فرمایا۔ حاضر
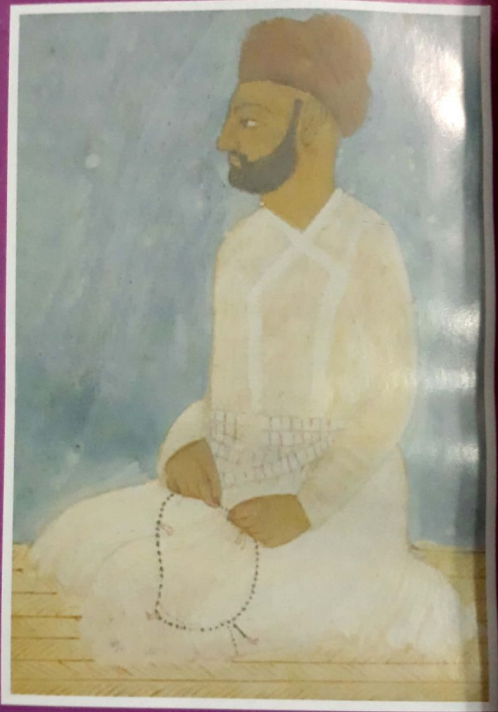
حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلویؒ

ہوئے اور فرمایا اے میاں احمد! مرید صادق کو ایسا ہی کرنے چاہیے مگر تمہیں اس جوان کی شان معلوم نہیں۔ بھلا ایسا شخص کہ آسمانی ملائک نور کے طبقات جن کے سر پر نثار کرتے ہوں تو مردانگی کی شان کے خلاف تھا کہ میں اسے پیدل چلنے دیتا۔ دیکھو گے چند مدت کے بعد تمام جہان ان کے نور سے روشن ہوگا بلکہ تمہارا ابھی پورا خاندان ان سے مستفیض ہوگا۔

## بلند پرواز شہباز

مولوی غلام رسول چنڑ اپنے جدِ مادری میاں محمد حسین چنڑ سے جو کہ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے مریدان و مجازان میں سے تھے اور ان کے محرم راز تھے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے محمد حسین کو فرمایا کہ اے محمد حسین تم جانتے ہو کہ میں ہر سال اس ملک میں کس وجہ سے آتا ہوں؟ میں نے عرض کی کہ حضرت خود ہی فرمادیں۔ فرمایا کہ میں ایک شہباز کو شکار کرنے آتا ہوں کہ کسی بہانے سے وہ میرے دام میں آجائے۔ تم بھی دعا کرو کہ وہ میرے دام میں پھنس جائے کیونکہ حضرت مولانا فخر الدین محبّ النّبی دہلوی قدس سرہٗ میرے شیخ کریم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ ایک بلند پرواز شہباز کوہستان سے پہنچے گا اسے اپنے دام میں لے آنا کیونکہ ہمارے اور تمہارے نعمت ہائے باطنی کا مالک وہی ہے اور وہ اپنے وقت کا "سلیمان زمان ہوگا" پس جس سال کہ جناب فخر الاولیاءؒ کو اوچ شریف میں بیعت فرمایا اور پھر وہاں سے واپس ہوئے تو محمد حسین کی بستی میں رات گزاری۔ وہاں فرمایا کہ الحمدللّٰہ! وہی شہباز میرے دام میں اسی جانب سے آیا ہے۔ کہتے ہیں

کہ حضرت خلیفہ صاحب قدس سرہٗ بھی ہر سال ملک سنگھڑ میں حضرت قبلہ عالمؒ کے حکم کے تحت تشریف لاتے تھے کیونکہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اس بارے میں انہیں حکم فرمایا تھا جب اوچ شریف میں آپ کو بیعت فرمایا تو کہلا بھیجا کہ میں جس شہباز کا طالب تھا میں نے وہ پالیا۔ پس اس دن سے حضرت خلیفہ صاحب قدس سرہٗ نے ملک سنگھڑ آنا چھوڑ دیا تھا۔

## دیگ کا مالک

کہتے ہیں کہ روانگی کے وقت قاضی صاحب اوچ مبارک کی طرف حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے استقبال کیلئے آئے تو اثنائے راہ ایک شخص فخر الاولیاءؒ کے ہمراہ ہوا۔ اسنے تھوڑے سے کھجور حضرت قبلہ عالمؒ کے نذرانہ کیلئے چادر میں باندھے ہوئے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا چیز باندھے ہوئے ہو؟ اس نے کہا کھجوریں ہیں جو کہ حضرت قبلہ عالمؒ کی نذر پیش کرنے لے جارہا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ آگے بڑھے اور باندھے ہوئے کھجور زبردستی کھولے اور پہلے کھجور کو نصف نصف کر کے نصف پورا کھا گئے اور آدھا اسے واپس دے دیا پھر وہ نصف بھی زبردستی لے لیا اور کھا لیا کہتے ہیں کہ بیعت کے وقت حضرت قبلہ عالمؒ نے انہیں وظیفہ عطا فرمایا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ وظیفہ ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ فلاں درویش جو ہمارے لئے کھجوریں لارہا تھا کیوں کھائیں۔ کہا بھوکا تھا اس لئے کھائیں۔ کہتے ہیں کہ جس وقت اوچ شریف میں پہنچے تو حضرت قبلہ عالمؒ کے لانگری نے حضرت کے فرمان پر قاضی صاحبؒ کی طرف درویشوں کے ناشتہ کیلئے ایک

زِنورِ محمد جہاں روشن است

قبلہ عالم حضرت

**خواجہ نور محمد** مہارویؒ

دیگ گوشت پلاؤ کی بھیجی اور ایک دیگ اپنے مہمانوں میں تقسیم کرنا شروع کی۔ اتفاقاً حضرت فخر الاولیاءؒ نے لانگری سے اپنا حصہ مانگ لیا۔ لانگری نے پوچھا اس مارکہ میں سے تم کن مشائخ میں سے ہو۔ فرمایا کہ میں قاضی صاحبؒ کے مارکہ سے ہوں کہا جاؤ قاضی صاحبؒ کے لانگری کے پاس تمہارا حصہ ہے۔ آپ نے کہا کہ میرا حصہ اس دیگ میں ہے۔ القصہ لانگری نے جب اِدھر اُدھر کی بات کی تو آپ نے لکڑی کا بڑا پیالہ زبردستی دیگ میں ڈالا اور پھر نکال لیا۔ لانگری نے غصبناک ہو کر بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو آپ نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مار کر اپنی راہ لی۔ لانگری حوصلہ ہار کر بھاگا اور جا کر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے فریاد کی کہ ایک روہیلہ درویش جو کہ قاضی صاحبؒ کے مارکہ سے ہے وہ تمام دیگ لُوٹ کر لے گیا ہے اور مجھے منہ پر تھپڑ بھی مار کر گیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ اس کے بارے میں سخت سُست الفاظ نہ کہنا کیونکہ وہ ہماری دیگ کا مالک ہے۔ واللہ اعلم بالصواب .

## حضرت مولانا محبّ النّبیؒ سے ملاقات

صاحبزادہ نصیر الدین المعروف میاں کالے صاحب جو کہ مولوی قطب الدینؒ کے بیٹے ہیں اور مولوی قطب الدینؒ حضرت مولانا محمد فخر الدینؒ کے فرزند ہیں۔ ان سے منقول ہے کہ حضرت فخر الاولیاءؒ کو حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ سے ظاہری ملاقات اور معانقہ جسمانی اور بالمشافہ گفتگو کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میاں نجم الدین ناگوریؒ جو کہ حضرت فخر الاولیاءؒ کے غلامانِ مجاز سے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ نے اس غلام سے پوچھا کہ تمہاری جائے سکونت کس شہر میں ہے؟

حضرت نجم الدینؒ کہتے ہیں مجھے معلوم تھا کہ فخر الاولیاءؒ اجمیر شریف سے واپسی کے وقت جورو اور سکہانہ کے راستے سے تشریف لائے تھے۔ میں نے عرض کی کہ شہر جھجون میں میرا غریب خانہ ہے اور جھجون شہر سکھانہ سے مغرب کی طرف اٹھارہ میل اور جورو سے بیس میل ہے۔ حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ نے فرمایا یہ دونوں شہر میں نے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان ایام میں اس علاقہ میں ایک صاحب کمال درویش تھے جس کا نام عزت اللہ تھا ابھی تک زندہ ہے یا وصال حق سے پیوست ہوئے؟ میں نے عرض کی کہ وہ وصال پا چکے ہیں اور ان کا مکان قصبہ بگڑ امیں ہے جو کہ بندہ کے گھر سے تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ فرمایا ہم ان کے مریدوں سے ایک کے ساتھ جو کہ صاحب نسبت تھے کانو کے شہر میں ملے تھے اور ہم نے ان کے پیر میاں عزت اللہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب ان کے مرید ایسے اچھے تھے تو یقین آیا کہ ان کے پیر کامل تر ہوں گے۔ لیکن میرے ساتھی نے مجھے ادھر نہ جانے دیا پس میں جورو کے راستے مہار شریف پہنچا۔

## راہزنوں کا حملہ

پھر یہ بھی فرمایا کہ آپ کے ملک کے باشندے عجیب بہادر لوگ ہیں۔ جب ہم فرخ نگر سے روانہ ہوئے تو ہماری ملاقات چالیس افراد پر مبنی ایک ہندو قافلے سے ہوئی جو گنگا اشنان سے گھر واپس لوٹ رہے تھے۔ اور ہم ان کے ہمراہ روانہ ہوئے جب وہ روٹی پکانے کیلئے ایک مکان پر ٹھہر گئے۔ اور ہم آگے ہی چل پڑے۔ اتفاقاً کچھ دور گئے تھے کہ تین راہزنوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم نے مستعد ہو کر ان کا مقابلہ کیا
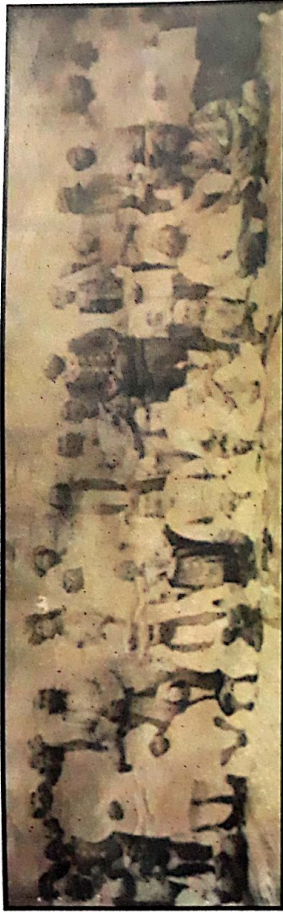
## نایاب تصویر بزرگان سلسلہ چشت

بائیں سے دائیں صاحبزادہ محمد یوسفؒ مہاروی (سجادہ نشین قبلہ عالمؒ)، صاحبزادہ محمود بخشؒ مہاروی (پس منظر میں کھڑا بچہ)
حضرت شاہ نصیر الدینؒ دہلوی عرف کالے میاں (سجادہ نشین مولانا صاحبؒ)، صاحبزادہ کریم بخشؒ مہاروی
صاحبزادہ حاجی محمد غوث صاحبؒ مہاروی (گود میں بیٹھا بچہ)، صاحبزادہ محمد حیات صاحبؒ مہاروی

جب راہزنوں نے دیکھا کہ درویش ہیں اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں اور مستعدِ مقابلہ ہیں تو ہم سے ہٹ کر اپنی راہ لی۔ ہم کچھ آگے گئے تو پکے ہوئے پیلو کے درخت دیکھے اور ان کا پھل کھانے کیلئے ان پر چڑھ گئے اور پیلو کھانے لگے۔ ہم نے دیکھا کہ ہندوؤں کا وہی طائفہ ننگے پاؤں بھاگے بھاگے ہمارے قریب پہنچ گیا ہم نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا کہ ایسی حالت میں بھاگے آئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ راہزنوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم بری طرح لُوٹ لئے گئے ہیں بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ آئے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ تم نے چوروں کو کچھ نہ کہا؟ "انہوں نے کہا اگر ہم کچھ بولتے وہ تو خفا ہوتے۔" پس آپؒ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہی تین آدمی تھے کہ چالیس آدمیوں کو لُوٹ کر چلے گئے۔

## روہیلہ جوان کا مرتبہ

میاں نجم الدینؒ صاحب، صاحبزادہ میاں نور بخش مہارویؒ سجادہ نشین، حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ اور مولوی غلام رسول چنڑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے حینِ حیات میں اُس فخر الاولیاء قدس سرہٗ کی پہلی مصاحبت و ملاقات حضرت نارووالہؒ سے مہار شریف سے واپسی کے وقت ہوئی۔ اس وقت حضرت خلیفہ صاحب قدس سرہٗ کے ساتھ کثیر علماء، درویش اور مریدین تھے لیکن سارے پاپیادہ اور صرف حضرت خلیفہ ہی سوار تھے۔ پس اثنائے راہ نصف منزل تک حضرت خلیفہ صاحب سوار ہوتے اور دوسری نصف منزل میں جناب فخر الاولیاءؒ کو سوار کرتے تھے۔ یہ دیکھ کے ہمراہ علماء و مریدین کو یہ امر ناگوار گزرا کہ یہ روہیلہ جوان قوی بدن

ہے گستاخی کر کے خلیفہ صاحبؒ کی سواری پر سوار ہوا ہے اور انکی عظمت اور ضعیفی کا بھی حیا نہیں کرتا۔ الغرض جب موضع فتو والی میں میاں محمد حسین چنڑ کے مکان پر آ گئے تو اسی گروہ علماء نے میاں محمد حسین کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت خلیفہ صاحب قدس سرہٗ محض پیر بھائی ہونے کے لحاظ سے نصف منزل تک اس روہیلہ کو اپنی سواری پر سوار کرتے ہیں اور خود پا پیادہ چلتے ہیں اور اس جوان کو حضرت خلیفہ صاحبؒ کی مشائخی اور نحیف جسمی کا بھی کوئی احساس اور خیال نہیں۔ میاں محمد حسین موصوف نے کہا۔ سبحان اللہ! میں جانتا ہوں کہ حضرت خلیفہ صاحبؒ نفسانی کدورت سے پاک ہیں لیکن ابھی ان کے وجود میں بوئے نفسانی باقی ہے۔ پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا کہ اگر ان کے وجود میں نفسانیت نہ ہوتی تو تمام راستہ خود ان کے ساتھ پیدل چلتے۔ تم کیا جانتے ہو کہ اس روہیلہ کا مرتبہ کیا ہے؟ اس بات سے وہ ناگوار ہوئے اور خاموش ہو گئے۔

## سلسلہ چشتیہ کا بوجھ یہی جوان اُٹھائے گا

ایک مرتبہ حضرت نارواﷲؒ اور فخر اولیاؒ نے عبداللہ خان چانڈیہ جو نارووالاؒ کے مرید تھے کے مکان پر ڈیرہ غازی خان میں اکٹھے رات گزاری۔ علی الصبح فخر الاولیاءؒ وِداع ہوئے تو حضرت خلیفہ صاحب قدس سرہٗ انہیں وِداع کرنے ان کے ہمراہ شہر سے باہر تشریف لائے اور جب حضرت فخر الاولیاءؒ شمال کی طرف روانہ ہوئے چند قدم آگے تشریف لے گئے اور پھر واپس مُڑ مُڑ کر حضرت خلیفہؒ کو دیکھتے اور بار بار دودستی سلام کرتے تھے اور ادھر حضرت خلیفہ صاحبؒ بھی مرۃ بعد مرۃ اسی طرح سلام کرتے رہے یہاں تک وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ان کو وداع کرنے کے بعد حضرت

زِنورِ محمد سلیمان سرفراز است

فخرالاولیاء شہبازِ چشت حضرت

**شاہ محمد سلیمان** تونسویؒ

خلیفہ صاحب قدس سرہٗ جب واپس عبداللہ خان کے مکان پر آ گئے اور اپنی روانگی کی تیاری فرمانے لگے تو خان موصوف نے دوسری رات گزارنے کی درخواست کی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ موصوف نے پھر تقاضا کے ساتھ درخواست کی تو فرمایا کہ جس جگہ دو دوست ایک دوسرے سے جدا ہوئے ۔ اب اس مکان پر کس طرح قرار وچین کی صورت آ سکتی ہے اس کے بعد آپ اپنے ہمراہیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جب میں انہیں اپنی سواری پر سوار کرتا تھا تو تم لوگ تنگدل ہو جاتے تھے اور ان کے بارے فاسد خیالات اپنے دل میں لاتے تھے۔ تمہیں ان کے کمالات کے بارے میں کوئی خبر نہیں انکا درجہ مجھ سے سنو کہ ہم تو فقط حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مریدان و مجازان سے ہیں۔ لیکن حضرت قبلہ عالمؒ کے قائمقام اور نعمت ہائے باطنی وظاہری کے مالک یہی جوان ہیں ۔ اس نوجوان پر ایسا وقت آئے گا کہ تمام سلسلہ عالیہ چشتیہ کا بار یہی جوان اٹھائے گا جو بھی زندہ رہا وہ دیکھے گا۔ جب انہوں نے یہ باتیں سنیں اور محمد حسین نے بھی اپنا ماجرا حضرت خلیفہ صاحبؒ سے بیان کیا تو خدام سے فرمایا کہ میاں محمد حسین نے بالکل صحیح کہا۔ فی الواقع ایسا ہی ہے جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔

## حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا کرم

نیز میاں نجم الدین ناگوریؒ سے میاں صالح محمد منشی اور میاں غلام رسول ماکو روایت کرتے ہیں۔ کہ ان دونوں راویوں نے بتایا کہ ایک موقع پر حضرت فخر الاولیاءؒ حضرت خلیفہ صاحب نارو والہ قدس سرہٗ کے عرس مبارک سے واپسی پر حضرت قبلہ عالمؒ کے مرید سید غلام شاہ کی درخواست پر بستی شاہ موصوف کی طرف گئے۔ راستے میں

آپ کا گزر "نالہ آب" سے ہوا تو ایک شخص نے جو حضرت نارووالہؒ کے مرید تھے حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ کی ہمرکابی میں اس نے حضرت فخر الاولیاءؒ کے غلاموں میں کسی کے سامنے اپنے پیر صاحب کے علو مرتبہ کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ تمہارے پیر صاحب یعنی حضرت فخر الاولیاءؒ ہر سال ہمارے پیر نارووالہؒ صاحب کے عرس مبارک پر فیض حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں تا کہ مراتب ومقامات میں ترقی ہو۔ "نالہ آب" مذکور کو عبور کرتے ہوئے اس کی یہ بات حضرت فخر الاولیاءؒ کے کانوں پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ اے بے وقوف! کیا تمہارا پیر ہواؤں پر اُڑتا ہے اور دوسرے زمین پر پڑے ہیں۔ ہم تو صرف پیر بھائی ہونے کے حوالہ سے حضرت خلیفہ صاحب قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں شریک ہوتے ہیں جیسے کہ اب ہم ایک پیر بھائی سید غلام شاہ صاحب کی دعوت پر جا رہے ہیں تو جان لو کہ پیر بھائیوں کا آپس میں محبت اور پیار کا رشتہ بہت گہرا ہوتا ہے جو کہ پیار اور محبت سے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہیں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے حضرت فخر الاولیاءؒ پر اس قدر کرم فرمایا کہ کسی دوسرے کا محتاج نہ رہنے دیا۔

## آپؒ کا سب سے پہلا مرید

میاں محمد مؤلف گلشن اسرار لکھتے ہیں کہ میاں صالح محمد منشی سے میں نے پوچھا کہ حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ نے سب سے پہلے کس شخص کو اپنی بیعت سے مشرف فرمایا؟ کہا پیرانِ چشت کی روایت اور طریقہ یہ ہے کہ پہلے کسی مرد چشتی کو بیعت میں لاتے ہیں پھر دوسروں کو۔ پس آپؒ کے مریدوں میں سے اولین مرید شیخ

جمال محمد چشتی ہے۔اس کے بعد حضرت سلطان التارکین حضرت خلیفۃ الرحمان محمد باران صاحبؒ قوم گنڈاپور کلاچی والے ہیں ان کی بیعت کا واقعہ مشہور ہے۔ کیونکہ خلیفہ موصوف طالب علمی کے وقت آنجناب کے ساتھ کوٹ مٹھن اور مہار شریف میں ساتھ رہے انہوں نے حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے حضور بیعت کی درخواست کی تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں بیعت کا شرف ضرور عطا کریں گے مگر تمہارے رفیق اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے اپنے وطن گئے ہوئے ہیں ان کے آنے تک انتظار کرتے رہیں۔ جب جناب حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ وطن سے واپس آئے۔ چند دن کے بعد پھر اپنے وطن جانے کیلئے تیار ہو گئے تو حضرت قبلہ عالمؒ نے کرم فرماتے ہوئے انہیں رخصت کرنے کیلئے شہر مہار شریف سے نالہ ہرباڑی کے کنارے ایک درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئے اور خلیفۃ الرحمان محمد بارانؒ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے حوالے کیا خلیفہ صاحبؒ موصوف نے وہاں فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی۔ اپنے شیخ کامل کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اس وقت تو بیعت نہ کی پس وہاں سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں انہیں بیعت فرمایا اور اپنے ہمراہ گڑ گوجی لے گئے اور وہاں انہیں مجاہدات میں مشغول رکھا اور مقصود تک پہنچایا۔ حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ کے یہی صاحب سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔

## بیعتِ عام کی وجہ

میاں نجم الدین ناگوریؒ نے حافظ نور الدینؒ سے اور انہوں نے حضرت خلیفۃ الرحمان محمد بارانؒ سے نقل کیا کہ ایک دن میں یعنی خلیفہ صاحب موصوف نے

حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہ کے حضور خلوت کے وقت درخواست بارگاہ میں عرض کی تو فرمایا۔ہاں کہو! میں نے عرض کی کہ ایک سوال تسکین قلبی کیلئے عرض کرتا ہوں نہ کہ برائے اعتراض۔حضور عرض یہ ہے کہ سابق مشائخ عظام بیعتِ عام نہیں کرتے تھے بلکہ مرد مان صالح اور لائق لوگوں کو بیعت کرتے تھے۔کیا وجہ ہے کہ آپؒ نے تمام عوام کو بیعت کی دعوت دی ہے جو بھی آتا ہے چاہے فاسق اور زانی اور شرابی اور رِند ہو سب کو بیعت فرمارہے ہیں۔تامل کے بعد سر اٹھاتے ہوئے فرمایا اگرچہ اس راز سے پردہ اٹھانا مناسب نہ تھا چونکہ آپ نے پوچھا ہے تو اس کے جواب میں محض اتنا بتاتا ہوں کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے مجاز ہونے کے بعد چند دن توقف کیا تو ایک دن حکم فرمایا کہ ہاتف غیبی نے تمہیں آواز دی تھی تم نے سنی۔میں نے عرض کی جی ہاں سنی تھی کہ اے فلاں مخلوق کو بیعت کرو۔میں نے حسب سابق عرض کی کہ میں بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں اور اس قدر طاقت و ہمت نہیں رکھتا کہ خلق اللہ کا بوجھ اٹھا سکوں۔حکم ہوا کہ تو لائق ہے اور تجھے بیعت کرنے کیلئے حکم دیتے ہیں۔میں نے عرض کی کہ الٰہی میں بیعت اس وقت کروں گا کہ جب تو وعدہ فرمائے گا کہ جو بھی میرا مرید ہوگا اسے بخش دے گا۔حکم ہوا کہ وعدہ کرتے ہیں کہ جو بھی تمہارا مرید ہوگا ہم اسے بخش دیں گے۔جب گناہ گاروں کے بخشنے والا وہ ہے تو پھر میں بیعت کرنے میں کیوں بخل دکھاؤں جب یہ بات ختم کی تو میرا کان پکڑا اور مسلتے ہوئے فرمایا کہ خبردار! اس راز فاش نہیں کروگے کہ کہیں عوام گمراہ نہ ہو جائیں اس پر میں نے عرض کی کہ یہ بات جب آنجناب کو ہضم نہ ہوئی تو مجھے کس طرح ہضم ہو سکے گی۔تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھا تو جان۔

## العقل نصف الکرامتہ

نورخان گرمانی جو کہ آنجنابؒ کے مخلص اور ذی عقل مریدوں میں سے تھے۔ آنجنابؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مثل مشہور ہے کہ "العقل نصف الکرامتہ "یعنی عقل نصف کرامت ہے ۔ ایسی عقل نورخان گرمانی رکھتے تھے کہ کسی معاملہ کے سرانجام دینے سے پہلے اس کے وقوع کے بارے بتاتے کہ یہ کام یوں ہوگا۔ وہ اپنے شرف بیعت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ مہار شریف سے واپس اپنے علاقے درگ کی طرف جارہے تھے تو راستہ میں بستی حبیب کی مسجد میں آ ٹھہرے ۔ میں نے امام مسجد سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہیں اور کہاں سے آرہے ہیں ؟ انہوں نے بتایا کہ یہ جوان افغان قوم جعفر سے ہیں اور حضرت قبلہ عالمؒ مہاروی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے عرس مبارک سے آرہے ہیں اور اپنے وطن کوہستان کی طرف جارہے ہیں ۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ کیا میری صبح کی روٹی قبول فرمائیں گے؟ فرمایا اگر صبح نماز فجر کے وقت لے آؤ گے تو منظور ہے بشرطیکہ تاخیر نہ کرو۔ میں نے نماز فجر کے وقت ماحضر حاضر کیا۔ آپ تناول فرما کر روانہ ہوئے ۔ اتفاقاً کچھ عرصہ بعد میرا اپنے بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ کچھ جھگڑا ہوا۔ میں مجبور ہو کر فیصلہ کیلئے سرکار یعنی حکومت کی طرف منگروٹھہ روانہ ہوا۔ جب منگروٹھہ قلعہ کے دروزاہ پر پہنچا تو مخالفت، دشمنی اور جھگڑے کا خیال میرے لوح دل سے محو ہو گیا۔ چنانچہ بھائی کو معاف کرتا ہوا قلعہ کے دروزاہ سے لوٹ آیا اور گھوڑے کو اسی بھائی کے ہاتھ واپس گھر کی طرف

روانہ کیا اور خود پیدل کوہستان کی طرف حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے
چل پڑا۔ جب وہاں پہنچ کر میں زیارت سے مشرف ہوا تو فرمایا کہ تم وہی بلوچ ہو جس
نے فلاں بستی میں ہماری دعوت کی تھی۔ میں نے عرض کی جی ہاں! میں وہی غلام ہوں
فرمایا اس وقت یہاں کس کام سے آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضورؒ کی زیارت کیلئے
آیا ہوں کچھ دیر بعد مجھے حقہ پینے کی خواہش ہوئی تو آپؒ نے نور باطن سے جان لیا اور
کسی ایک سے فرمایا کہ چلم، آگ وغیرہ لے آؤ۔ جب وہ شخص لے آیا تو مجھ سے فرمایا
اٹھو اور اپنی حاجت پوری کرو اور واپس آ جاؤ۔ میں اٹھا جا کر حقہ پیا پھر خدمت میں
حاضر ہوا مگر بہت نادم اور شرمسار تھا۔ جب نماز ظہر کے وقت وضو کیلئے چشمہ کے
کنارے پر گیا تو میں نے تمبا کو کھول کر دوسری طرف بہتے ہوئے پانی میں ڈال دیا اور
چلم کشی سے توبہ کی۔ چنانچہ نماز سے فراغت کے بعد مجھے خلوت میں طلب فرمایا میں
حاضر ہوا دوزانوں باادب ہو کر بیٹھ گیا۔ فرمایا! اے نور خان مجھے پنجہ دے رہے ہو
۔ ڈرتے ڈرتے میں نے عرض کی نہیں حضور مجھے آپ کو پنجہ دینے اور دکھانے کی
طاقت نہیں ہے کچھ وقت یہی تکرار رہا کہ آپؒ فرماتے تھے کہ مجھے پنجہ دو اور میں کہتا تھا
نہیں دوں گا۔ آخر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ آج اس جوان سے کسی طرح بھی
پنجہ آزمائی نہیں کروں گا۔ کہیں ساری عمر شرمسار اور خوار نہ ہو جاؤں اور ہم عمر دوستوں
میں شرمسار ہوتا رہوں۔ پس میں پھر بھی مستعد ہو کر زانو پر بیٹھ گیا اور میں نے پنجہ دے
ہی دیا اور جب میرے پنجے کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میرا پنجہ قابو کر لیں۔ فرمایا انشاء اللہ
تعالیٰ پس چند بار میں نے ہاتھ کو زور سے جنبش دی جس طرح میں نے کیا تو آپؒ نے
بھی اسی طرح کیا پس جیسے کہ بیعت کا طریقہ تھا تو آپؒ نے مجھے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں

بیعت کر کے کوئی چیز پڑھ کر میرے ہاتھ پر دم کیا اور فرمایا اپنی ہتھیلی کو اپنے بائیں پستان پر مل لے اور میں نے مل لیا۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ پنجہ دینے اور پکڑنے میں تربیت کی حکمت بیعت سے تھی۔ الحمدللّٰہ علٰی ذلک حمد کثیراً کثیرا۔

## لنگڑاتا ہوا شخص

میاں خیر محمد قوم ارائیں بیان کرتے ہیں کہ ایک رات تونسہ شریف میں انسانی قضائے حاجت کیلئے میں شہر سے باہر گیا اور فارغ ہو کر واپس آرہا تھا کہ اثنائے راہ مَیں نے ایک لنگڑاتا ہوا شخص ڈونہ کے راستہ سے آتے دیکھا۔ میں اس کی رفتار اور چال سے متعجب ہوا اور دل میں سوچا کہ شاید یہ مرد کوئی چور ہوگا جو اس انداز میں چل رہا ہے۔ اس لئے میں نے اس کا تعاقب مناسب سمجھا۔ جب وہ حضرت فخرالاولیاءؒ قدس سرہٗ کی مسجد میں داخل ہوا تو میں مسجد کی دیوار کے ساتھ صحن مسجد میں اس کیلئے انتظار کرنے بیٹھ گیا۔ جب وہ کافی دیر تک مسجد سے باہر نہ آیا تو میں بھی اسے دیکھنے مسجد کے اندر چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ پھر میں نے اندازہ کیا کہ اس کا اسطرح چلنا مسافت کی دوری اور سفر میں تھکاوٹ کی وجہ سے تھا۔ جب اس نے سجدہ سے سر اٹھایا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا لنگر سے روٹی لے آئے ہو؟ جواب دیا خود دے دیں گے پس میں وہاں سے لنگر میں گیا اور اپنی روٹی حاصل کر کے واپس آیا۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ حضرت فخرالاولیاءؒ قدس سرہٗ مسجد میں تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر فرمایا کہ کیا خیر محمد ہو؟ میں غلامانہ آداب بجالایا۔ اس کے بعد آپ مسجد کے اندر داخل ہوئے اور اس آدمی کے پاس گئے۔ وہ آدمی اٹھا

حضرتؒ کے پاؤں مبارک پر گر پڑا۔ حضرتؒ نے اسے اٹھایا ایک طرف ہوکر بیٹھے۔آپ نے اسے بیعت سے سرفراز فرمایااوراسی وقت اجازت خلافت عطافرما کر رخصت کیا۔اسی وقت وہ واپس ہوا۔میں اس امر پر متعجب ہوااوراس کے پیچھے پیچھے چلا گیا جب وہ شمالی مٹی کے ٹیلے کے قریب پہنچے تو میں نے اسے آواز دی اس نے التفات نہ کی آخر میں نے اس کا دامن پکڑااور پوچھاتو کون ہے؟اور تیرا ماجرا کیا ہے؟ کہا میرا دامن چھوڑ میں دور کا مسافر ہوں مجھ غریب سے تجھے کیا کام ہے؟ میں نے اسے کہا کہ بغیر بتائے نہیں چھوڑوں گا کہا کہ میں کشمیر کا رہنے والا ہوں اور مدت سے منتظر تھا کہ کسی کامل پیر سے شرف بیعت حاصل کروں کہ ایک رات اسی بزرگ کو میں نے خواب میں دیکھا زیارت سے مشرف ہوا اور فرمایا آؤ ہم سے بیعت ہو جاؤ۔ انہوں نے اپنا مسکن بھی بتایااور دور دراز سفر کے متعلق بھی آگاہ کیااور یہ بھی فرمایا کہ ہم ملک سنگھرڑ کی سرحد پر رہتے ہیں پس میں وہاں سے چل پڑا۔دور دراز سفر کرتا ہواعرصہ بعد ملک سنگھرڑ کی سرحد پر پہنچ گیا جب میں نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ملک سنگھرڑ میں کئی شہر ہیں میں متردد رہا کہ کس شہر میں جاؤں؟ پھر میں نے رات کو خواب میں دیکھا تو آپؒ نے شہر تونسہ اوراپنے گھر کی علامتیں بھی دکھائیں اور مسجد کی نشانی بھی بتادی اسی کے مطابق میں یہاں پہنچا۔حضرتؒ نے شرف بیعت اور نعمت ہائے باطنی سے سرفراز فرمایااور لنگر سے مستفیض فرما کر کھانا عطا کیااور حکم دیا کہ اسی وقت واپس ہو جاؤ۔ فی الحال حسب الامر روانہ ہوا ہوں اور اپنے مقصود میں پہنچ چکا ہوں اس لئے واپس ہورہا ہوں اس کے بعد میں نے اسے چھوڑااور سلام کر کے واپس چلا آیا۔

## مسجد و بیرونی دروازہ آستانہ عالیہ تونسہ شریف

## ایک بے ریش جوان حاضر ہوا

ایک دن نمازِ عصر کے بعد مسجدِ قدیم میں محفل شروع ہوئی کہ اس دوران ایک بے ریش جوان آیا اور حضرتؒ کی قدم بوسی کر کے مریدوں کے حلقہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت قبلہؒ نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ کہا فرید۔ پھر فرمایا تمہارے والد کیا پیشہ کرتے ہیں؟ اور تو کیا کام کرتا ہے؟ کہا میرے والد صاحب مزدوری کرتے ہیں اور میں گائے چراتا ہوں۔ فرمایا۔ اے فرید! تو جب ادھر آ رہا تھا تو راستے میں تو نے کسی سے ملاقات کی تھی؟ کہا ہم نے راستہ میں مسافروں کو دیکھا جو آ رہے تھے، جا رہے تھے پھر دوسری مرتبہ آہستہ سے فرمایا تو اس نے پھر ویسا ہی جواب دیا اور سر نیچے جھکا دیا۔ اس وقت مغرب کی اذان بلند ہوئی۔ فرض جماعت کے ساتھ پڑھ کر آپ اپنے مکان میں چلے گئے اور وہ فرید بھی پیچھے چلا گیا۔ بعض کہتے ہیں دو سنت ادا کرنے سے پہلے اور بعض نے بتایا کہ دو سنت ادا کرنے کے بعد آپ نے اسے بیعت فرمایا۔ اس کے بعد حاضرینِ مجلس نے راستے میں ملاقات کرنے والے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن میں گائے چرانے جب صحرا میں پہنچا تو وہاں میری ملاقات ایک سفید ریش بزرگ سے ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ تونسہ شریف میں جا کر پیر تونسویؒ سے بیعت ہو جا۔ جب میں روانہ ہوا اور قیصرانیوں کے شہر میں پہنچا تو وہاں میرے دل میں کئی خطرات پیدا ہوئے۔ خوف کے مارے میں وہاں سے واپس ہو گیا پھر راستہ میں حضرت پیر صاحبؒ خود مجھے ملے اور دلاسا دیتے ہوئے فرمایا اے جوان! تونسہ میں آ جاؤ اور بیعت ہو جاؤ۔ پس حضرتؒ کا یہی فرمان تھا مگر

آداب کشف سے بالمشافہ حقیقتِ حال کو میں نہ سمجھ سکا کہ پہلے سفید ریش بزرگ کون تھا؟ میرے خیال میں وہ مولوی قادر بخش تھے کہ میں نے انہیں دیکھا ہوا تھا اور دوسری مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ کی ذات تھی۔ پس وہ فرید بہت ہی صاحب ذوق تھا کچھ مدت وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں تونسہ شریف میں رہا تھا۔

## فرمایا تمہارے نان وایمان کے ہم ضامن ہیں

میاں محمد مڑل حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ کے غلاموں سے ایک صاحب ذوق شخص تھا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ آغاز جوانی مَیں بہت نفسانی اور شہوانی بندہ تھا کہ لوگ مجھ سے تنگ آ چکے تھے۔ ایک دن میں اپنے اہل وعیال کی لعنت وملامت سے ناراض ہو کر نوکری کی تلاش میں اسد خان کی طرف روانہ ہوا۔ جب تونسہ شریف میں میاں محمد علی گورمانی کے پاس آیا۔ جو میرے دوستوں سے اور یہاں علم حاصل کر رہے تھے۔ ان کے پاس میں نے رات گزاری۔ وہ جمعرات کی رات تھی۔ جب دن ہوا تو میاں موصوف نے میرے احوال سے مطلع ہو کر مجھے کہا کہ اس بار تم میرے ہمراہ واپس گھر چلو۔ کیونکہ تمہارے اہل وعیال مجھ سے دلی آرزو اور خواہش رکھتے ہیں کہ میں تمہیں واپس لے آوں گا۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ مجھ سے ناراض ہوں گے کہ میں تمہیں دیکھ کر چھوڑ آیا ہوں اور کہیں گے کہ جب تمہیں پتہ چل گیا تھا کہ ناراض ہو کر گھر سے گیا باوجود اس کے اسے وہیں چھوڑ دیا اور گھر نہ لائے۔ میں اس کی تسلی اور دل رکھنے کی بناء پر اس سے راضی ہو گیا۔ پس ہم دونوں حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہ وقت حضرت صاحبؒ کا پہلا دور تھا کہ ہنوز کوئی قابل ذکر

مکانات بھی تعمیر نہ ہوئے تھے۔حضرت صاحبؒ بانسوں اور لکڑیوں کے کھڑے کئے ہوئے سائبانوں میں بیٹھتے اپنے وظائف میں مشغول رہتے تھے۔اشراق کا وقت تھا ہم جا کر قدم بوس ہوئے ۔میاں موصوف نے کہا کہ یہ جوان اچھا گاتا ہے اگر مرضی مبارک ہوتو یہ کوئی چیز سنائے گا۔فرمایا اچھا میں نے ایک طرف بیٹھ کر سُر نکالنے کا آغاز کیا اور آپؒ مراقبہ میں گئے۔جب کہ میاں موصوف میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر کے بعد آپؒ نے مراقبہ سے سر اٹھایا نورانی چہرہ اور سرخ آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ جوان خوبصورت گاتا ہے پھر اسی طرح مراقبہ میں گئے جب دن کا ایک پہر گزر گیا۔گرمیوں کا موسم تھا اور گرمی کی وجہ سے میں پسینہ پسینہ ہوگیا۔خاموشی سے میں نے اجازت مانگی ۔رخصت کے وقت میں نے دعا کی درخواست کی کہ میں نوکری تلاش کر رہا ہوں دُعا فرمائیں کہ مجھے اچھی نوکری مل جائے ۔فرمایا خداتعالیٰ تجھے احسن ترین ملازمت عطا فرمائے گا۔الغرض جب ظہر کے وقت ہم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور رات کے وقت ہم اپنے مسکن کی بستی میں گئے ۔اس وقت میرا دل تمام خیالاتِ دنیاوی سے خالی ہو چکا تھا اور دنیا کی تمام چیزیں دل سے منقطع ہو چکی تھیں یہاں تک کہ ہر یگانہ بیگانہ نظر آرہا تھا۔پس میں گھر نہ گیا اور مسجد میں سکونت اختیار کی ۔ہفتہ کے بعد جمعہ کے دن بیعت کے ارادہ سے پھر تونسہ شریف آیا۔قدم بوس ہوا۔دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا تو وہی گانے والا جوان ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں! فرمایا کہ اس وقت کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ بیعت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ چنانچہ کرم فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا۔پھر فرمایا سب سے بہترین نوکری تو اللہ تعالیٰ کی نوکری ہے ۔لہذا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے سرگرم ہو جاؤ

تمہارے "نان وایمان" یعنی روٹی اور ایمان کے ہم ضامن ہیں۔ مگر بے وقت کسی نامحرم کے گھر نہیں جاؤ گے۔ میں نے قبول کیا اور ترک تعلقات کر کے جا کر مسجد میں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ کافی مدت کے بعد ایک رات پیاس نے مجھ پر شدید غلبہ کیا، مسجد میں پانی نہ تھا۔ مسجد کے قریب ایک ہمسایہ کے گھر میں جا کر پانی پیا جب کہ تمام اہل خانہ مرد اور عورتیں سب سوئے ہوئے تھے۔ میرے نفس نے مجھے اس پر اکسایا کہ اس عورت کو آہستہ سے بیدار کر کے ناشائستہ فعل کے لئے اشارہ کروں۔ ایسا ہی اشارہ کیا تو وہ آہستہ آہستہ اپنے شوہر کی آغوش سے جدا ہو کر میرے قریب آ گئی۔ جب وہ میرے زیادہ قریب ہو گئی تو پیر کی حفاظت میرے شامل حال ہو گئی اور میں نفس اور اس کے شر سے محفوظ ہو گیا۔ پس صبح کے وقت اپنی بستی سے کوچ کر کے واپس تونسہ شریف آیا اور یہیں رہائش اختیار کی۔ بوقت قدم بوسی فرمایا کہ ہم نے تجھے ناوقت غیر محرم کے گھر جانے سے منع کیا تھا ایسے وقت میں تم نے ایسے مقام پر جانے کا نتیجہ دیکھ لیا۔ میں نے شرمندہ ہو کر معافی مانگی اور انتہائی نادم ہوا۔ یاد ہوگا کہ یہ میاں محمد مڑل بہت ہی صاحب درد اور صاحبِ ذوق تھے جو کہ تونسہ شریف میں فوت ہوئے تھے۔

## محفلِ سماعؑ میں آپؒ کی کیفیت (پہلا واقعہ)

میں صالح محمد منشی سے اور وہ جوایا قوال والد احمد قوال سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے قریبی عرس پر مجلس میں قوالوں نے یہ غزل پڑھی۔

(1) اے ترک شوخ ایں ہم ناز و عتاب چیست

با دل شکست گان ستم بے حساب چیست

(2) گفتی بہ من کہ خواب تو آئیم ولی سود چہ

چو من بعمر خویش ندانم کہ خواب چیست

(3) دارم ز تو تظلم آہستہ ران سمند

اے سنگدل بر غم منت این شتاب چیست

(4) گر من نہ غرق آتش عشقم ز شوق تو

این سینہ پر آتش و چشم پر آب چیست

(5) از مدرسہ بہ کعبہ روم یا بہ میکدہ

اے پیر راہ بگو کہ طریق صواب چیست

(6) جامی چہ لاف می زنی از پاک دامنی

بر خرقہ تو این ہمہ داغ شراب چیست؟

ترجمہ: (1) اے حسین ترک یہ تمام ناز اور عتاب کس وجہ سے ہے اور ٹوٹے ہوئے دل والوں سے بے حساب ظلم وزیادتی کس لئے ہے۔

(2) تو نے کہا تھا کہ تیرے خواب میں آ جاؤں گا لیکن کیا فائدہ کہ میں تو اپنی زندگی میں نہیں جانتا کہ خواب کیا ہے؟

(3) میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے سواری کو آہستہ چلا اے پتھر دل! میرے حال پر اس قدر تیزی کیوں دکھاتا ہے۔

(4) اگر میں تیرے عشق کی آگ میں غرق نہ ہو چکا ہوں تو یہ سینہ آگ سے

بھراہوا اور میری آنکھیں پانی سے کیوں بھری ہوئی ہیں۔

(5) میں مدرسہ سے کعبہ جاؤں یا شراب خانہ صورت حال میرے سامنے یکساں ہے مگر اے راستہ دکھانے والے پیر مجھے بتا کہ سیدھا راستہ کون سا ہے۔

(6) اے جامی! تو اپنی پاک دامنی کے بارے میں کیا دعویٰ کرتا ہے بتا کہ تیری گودڑی کے دامن میں داغِ شراب کیوں ہے؟

پس اس شعر پر کہ "از مدرسہ بہ کعبہ روم الخ حضرت فخر الاولیاءؒ کی طبعیت میں بے چینی پیدا ہوئی کافی تحرک و جنبش کے بعد مدہوش ہو گئے۔ حتیٰ کہ نبض کی حرکت اور سانس کا چلنا بھی رک گیا۔ بلکہ مکمل فنائیت کی کیفیت پیدا ہوئی۔ یہ دیکھ کر تمام اہل مجلس میں ہر طرف فریاد بلند ہوئی کہ حضرت وصال حق فرما گئے ہیں۔ اس محفل میں نواب غیاث الدینؒ ہندوستانی نے حضرت صاحبزادہ نور احمد مہارویؒ سجادہ نشین و فرزند حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے عرض کی کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ صاحب پر بھی ایسی کیفیت رونما ہوئی تھی۔ قوالوں کو گانے سے روک دیں اور تجہیز و تکفین کی تیاری کریں۔ حضرت صاحبزادہ نور احمد مہاروی صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسے امور میں تعجیل عقل سے بعید ہے بلکہ انتظار اور حوصلہ سے کام لینا چاہئے۔ آخر الامر یہ کہ زوال تک حضرتؒ کا یہی حال رہا اور طرفین اسی گفتگو میں تھے کہ زوال کے بعد حضرت صاحبؒ کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھے اور اپنی ٹوپی سر پر رکھتے ہوئے حاضرین سے پوچھا کہ اس مدہوشی میں میرے پاؤں مزار شریف کی طرف تو نہ ہوئے اور کوئی غیر شرع کلمہ یا کلام میری زبان پر تو نہ آیا اور اس دوران کوئی نماز تو فوت نہ ہوئی"

صاحبزادہ صاحبؒ نے کہا کہ ان تینوں امور میں سے کوئی چیز بھی آپ سے ظہور میں نہ

الٰہی تابہ ابد آستانِ یار رہے
یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

آستانہ عالیہ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحؒ (چشتیاں)

آئی الحمدللہ کہہ کر اپنی جگہ پر چلے گئے۔ والسلام اللھم ارزقنا متابعھم واھدناھدایتھم وتوفنا مسلمین والحقنا معھم.

## محفل سماع میں کیفیت (دوسرا واقعہ)

مولوی محمود جو کہ حضرت صاحبؒ کے مفتی تھے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حاجی پور شہر میں حضرت فخر الاولیاءؒ، حضرت خواجہ نور محمد نارووالہ قدس سرہٗ کے عرس مبارک پر حاضر ہوئے۔ نماز چاشت کی ادائیگی سے فارغ ہو کر مجلس میں تشریف لائے اس وقت قوال یہ ہندی ابیات گا رہے تھے۔

ہیرے ہیرے میکوں کوئی نہ آکھے

ناں میں ہیر سلیٹی ناں میں منگ کھیڑ یاندی

آہس ناں میں چوچک بیٹی

ذات صفات اونہاں ول رہی میں چاکی نال چلیتی

مولوی صاحب مذکور کہتے ہیں کہ میں حضرت صاحبؒ کے پہلو میں کھڑا تھا کہ حضرت صاحبؒ کو ان ابیات پر شدت سے رقت طاری ہوئی کہ روتے ہوئے ٹھنڈی آہ نکالی اور دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے قوالوں کی طرف چلے اور پھر اسی صورت میں واپس ہوے۔ آخر مقام حیرت میں پہنچ کر اور دونوں آنکھیں کھولے ہوئے کھڑے کے کھڑے رہ گئے پھر تھوڑی دیر بعد زمین پر گر پڑے اور اسی طرح آنکھیں فضا میں جمائے ہوئے بے حس وحرکت ہو گئے۔ نبض کی حرکت اور سانس کا چلنا بہت کم ہوا یہاں تک کہ احباب اس صورت حال کو دیکھ کر بہت پریشان

ہو گئے۔نماز چاشت سے نماز ظہر تک یہی صورت حال رہی کہ مجلس کے مقام سے اٹھا کر اپنے مکان پر لے آئے۔اور مؤذن نے نماز ظہر کی اذان دی تو یک دم قدم مبارک میں حرکت پیدا ہوئی اس کے بعد تمام وجود میں حرکت ہوئی ۔ حالت "صحو" میں آ کر پوچھا کہ حالت "سکر" میں میرے پاؤں قبلہ کی طرف تو نہ ہوئے اور میری زبان سے کوئی غیر شرع لفظ تو نہ نکلا اور نماز کا وقت تو نہیں نکل گیا۔ میں نے عرض کی کہ ان امور میں سے کوئی امر واقع نہ ہوا۔فرمایا کہ شکر ہے کہ کوئی غیر شرعی امر سرزد نہ ہوا۔اس کے بعد فرمایا! اے میاں محمود میرے اعضاء کو کسی کپڑے سے مضبوط باندھ لے کیونکہ میرے اعضاء بہت سخت ہو گئے ہیں ۔پس میں نے اپنی دستار سے اطراف کو مضبوط باندھ دیا پس کچھ دیر بعد اٹھے اور نماز ظہر جماعت کے ساتھ ادا کی۔

## محفل سماعؑ میں کیفیت ( تیسرا واقعہ )

میاں نجم الدین ناگوریؒ حضرت صاحبزادہ نور بخشؒ سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد دوسری مرتبہ اس شعر پر۔

ے محو مطلق شود ہمہ عالم چو نقاب از جمال بکشائی

ترجمہ: جب تم نے اپنے حسین چہرہ سے پردہ ہٹا دیا تو تمام جہاں مطلق محو ہو کے رہ گئے۔

حضرتؒ کو وجد کی کیفیت پیدا ہوئی ۔پس عین وجد کی حالت میں صاحبزادہ غلام مصطفیٰؒ بن حضرت شہیدؒ بن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ جو کہ معصوم بچے تھے مجلس

میں حاضر تھے تو ان کو اپنے دوش پر اٹھایا۔ پھر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے روضہ کے اندر جاتے کبھی باہر آتے پس چند بار ایسی آمدورفت کے بعد آپؒ کے اعضاء بدن انتہائی سخت ہو گئے تھے پس صاحبزادہ صاحب کو دوش سے نیچے اتار دیا اور خود زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگے اور پھر بے حس و حرکت رہ گئے۔ کچھ دیر کے بعد حالت "صحو" میں آ گئے۔

## محفل سماع میں کیفیت (چوتھا واقعہ)

میاں صالح محمد منشی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت خلیفہ صاحب ناروواله قدس سرہٗ کے عرس سے واپسی پر عین اثنائے راہ جبکہ آپ سواری پر تھے۔ اس وقت میاں احمد قوال نے خواجہ حافظ صاحب قدس سرہٗ کی غزل پڑھنا شروع کی۔ اس بیت پر۔

شعر نیست بر لوح دلم جز الف قامت دوست
چکنم حرف دیگر یاد نداد استادم

ترجمہ: میرے دل کی لوح پر دوست کے قد کے الف کے سوا نہیں میں کیا کروں استاد نے مجھے کوئی دوسرا حرف یاد نہیں کرایا یعنی نہیں پڑھایا۔

سن کر وجد میں آ گئے حنا سے گھوڑے کی پیٹھ پر معلق ہوئے "نالہ آب" کی جانب اور حضرتؒ کے بائیں پستان سے خون کا فوارہ جاری ہوا۔ حنا پر ہی حالت وجد میں تھے اور خون اسی طرح رواں تھا۔

(1) مائیم قلندران بے باک افتادہ بکوئی یار بر خاک

(2) برخاک افتادہ ایم اما تابہ گذشتہ زاوج ہفت افلاک

ترجمہ: (1) ہم بے باک قلندر ہیں یار کے کوچے میں خاک پر پڑے ہوئے ہیں۔

(2) اگرچہ خاک پر پڑے ہوئے ہیں لیکن سات آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اوپر ہیں۔

## پوچھا قطب العالم کون ہیں؟

مولوی دیدار بخش پاکپتن والے کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں کتاب لوائح شریف پڑھنا شروع کی ہر روز سبق پڑھتا تھا اس اثناء میں حضرت صاحبؒ ایک دن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کے اندر مزار شریف کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ اگرچہ آپ روزانہ مزار شریف کی زیارت کیا کرتے تھے مگر اس دن زیارت سے فارغ ہو کر انتہائی خوشی و مسرت کے ساتھ باہر آئے۔ یہ غلام یعنی مولوی دیدار بخش جو کہ اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کے دروازہ پر دیدار کیلئے منتظر کھڑا تھا۔ جب آپ باہر آئے تو یہ غلام بغل گیر ہو کر ملا اور عرض کی قبلہ! اگر کوئی بات حضور قبلہؒ سے پوچھتے ہیں تو کوئی بات ہمیں نہیں بتاتے۔ بلکہ ہمیں اسی بغل گیری میں خوش کر دیتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے میں نے عرض کی کہ اس زمانہ میں قطب العالم کون ہیں فرمایا "تو ہی ہے۔ تو ہی ہے" میں نے یقین کر لیا کہ اشارہ اپنی ذات کی طرف فرمایا ہے مولوی صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب فخر الاولیاء قدس سرہٗ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے ہیں۔ خلق خدا جمع
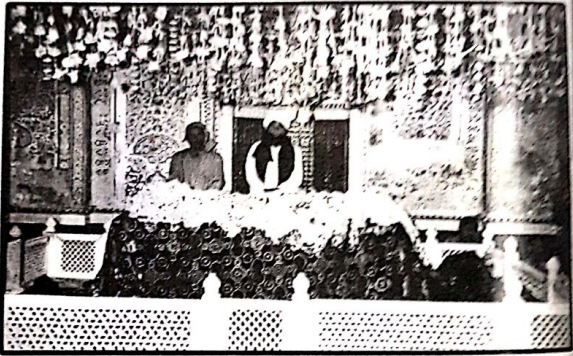
مزار مبارک حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ (خلیفہ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ)
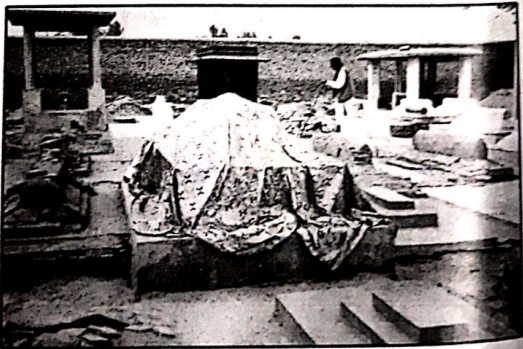
مزار پرانوار حضرت حاجی محمد غوث صاحب مہارویؒ

ہے اور تمام لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ اس زمانے کے "غوث جہان" یہی ہیں اس وقت مجھے وجد شروع ہوا تو میں نے دیکھا کہ میں ہوا میں اڑا جا رہا ہوں۔ الحمدلِلّٰہ علےٰ ذٰلک۔

مولوی دیدار بخش نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دن میں ملتان میں حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب قدس سرہٗ کے خانقاہ شریف میں بیٹھا ہوا تھا کہ بات چلی کہ حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد درجہ قطبیت میں کون ہے؟ واللہ اعلم کس کو یہ درجہ عطا ہوا ہے؟ اس وقت حضرت خواجہ حافظ محمد جمال قدس سرہٗ کے دربار شریف میں کئی صاحب نسبت بزرگ حاضر تھے۔ اور ان میں صاحب نسبت بزرگ نوشاہی قادری خاندان کے حضرات بھی موجود تھے۔ ان تمام حضرات نے بتایا کہ حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ نے وصال سے پہلے درجہ قطب مدار کا شرف ایک گردستانی کو عطا فرمایا تھا اور خود فردانیت کے مقام پر عروج فرمائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد اس مقام سے بھی عروج فرما کر مقام محبوبیت پر فائز ہوئے۔ اسی مقام سے ہی رحمت حق سے پیوست ہو کر وصال فرمایا۔ دین کا یہ شرف اس سے پہلے سلسلہ قادریہ میں رہا تھا۔ ہاں! وہ کردستانی بزرگ جو کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر شرف خلافت حاصل کر کے آپ کے ارشاد کے تحت اپنے وطن گردِستان روانہ ہوئے۔ الحمدلِلّٰہ علےٰ ذٰلک۔

## فرمایا ہر آن خدا کو دیکھتا ہوں

مولوی صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دن میں نے حضرت

فخر الاولیاءؒ سے عرض کی کہ قبلہ من کیا آپ نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا
کہ میں ہر جان اور ہر آن خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ کیا بحاسبہء بصر
سے، فرمایا بحاسبہء بصر سے دیکھتا ہوں اور یہ لفظ بھی فرمایا کہ اگر اس جانب رؤیت حق
میسر نہ ہوتا تو پھر اپنے اس محاسن کو کس طرح سفید کیا ہے؟

## فرمایا چشتیہ میں بیعت کروں گا

حضرت صاحبزادہ میاں نور بخشؒ صاحب مہاروی بیان کرتے ہیں کہ میں
نے بیعت کے وقت حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ سے عرض کی کہ مجھے سلسلہ قادریہ میں
بیعت فرمائیں فرمایا۔نہیں، نہیں سلسلہ چشتیہ میں بیعت کروں گا کیونکہ حضرت قبلہ عالم
قدس سرہٗ نے مجھے بھی سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرمایا ہے۔ آخر آپ نے اپنی مرضی کے
مطابق سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرمایا۔

## فرمایا سلسلہ چشتیہ میں سینکڑوں محبوب ہیں

ابراہیم خان افغان جو کہ اکثر حضرت فخر الاولیاءؒ کو قوالی سناتے تھے اس نے
بیان کیا کہ ایک دن قوالی میں مَیں حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ کے سامنے بیٹھا تھا کہ
ایک شخص نے حضرتؒ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور پھر بیعت کی درخواست کی
کہ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ قادریہ اور چشتیہ برابر ہیں
لیکن سلسلہ چشتیہ میں بیعت کروں گا۔ اس نے بار بار یہی تکرار کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ
قادریہ میں اس لئے بیعت ہونا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت محبوب سبحانی داخل
ہیں۔ اس نے عرض کی جی ہاں جناب! آپؒ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ سلسلہ

چشتیہ میں تو صد ہا محبوبان مثل محبوب سبحانی داخل ہیں پس اپنے دل میں تسلی کر لے۔
پھر آپؒ نے اس کو سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرمایا۔ الحمدلِلّٰہ علٰے ذلک.

## فرمایا مریدی لاتخف اللہ ربیؒ

میاں غلام رسول ما کو اور ابراہیم خان قوال بتاتے ہیں کہ ایک دن آخر عمر میں حضرت فخر الاولیاءؒ کے قیلولہ کے وقت ہم دونوں حضرتؒ کے پاؤں مبارک پر بادام روغن مل رہے تھے۔ آپؒ کے مریدوں میں سے ایک مرید آپؒ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا تھا۔ کھڑے کھڑے اس نے عرض کی قبلہ من! یہ غلام رات دن ایمان کے خطرہ سے فکر مند اور حیران پریشان رہتا ہے کہ واللہ اعلم میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا؟ حضرت نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنے کندھے کے برابر بلند کیا اور اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "**مریدی لاتخف الله ربی** "یعنی" اے میرے مرید خوف نہ کرو کیونکہ اللہ میرا رب ہے"۔ اور اسی طرح دوسری مرتبہ ہاتھ پیچھے کی طرف لے گئے اور وہی مصرعہ آپ نے دہرایا۔ پھر تیسری مرتبہ جوش کے ساتھ یہی مصرعہ پڑھتے ہوئے حق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لفظ "ربی اللّٰہ" پر زور دیا پھر فرمایا۔

(1) رقم از رب ھب لی مِن لَدُنک آمد بخاتم او
یقیناً از سر نو تا ہ زشد عہد سلیمانی

(2) چہ غم مسند نشینان بساطِ فیض آں شہ
راز بختیء مسافتہاء و منزلہاء رضوانی

ترجمہ: (1) اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص سے ان کی مہر سے یہ تحریر رقم ہوئی کہ

یقیناً نئے سرے سے سلیمان زمان کا دور تازہ ہوا۔

(2) ان کے مسند نشینوں کو اس شہنشاہ کی فیض گستری کی وجہ سے کوئی خوف نہیں اور نہ ہی جنت کی منزلوں کی دوری اور مسافتوں کی سختی سے فکر مند ہیں۔

## ایک ابدال کا حال

ایک دن اولیاء اللہ کے مواخذہ کے بارے بات چل پڑی۔ اس پر آپ نے فرمایا "حسنات الابرار سیئات المقربین" ترجمہ: نیکوکاروں کی نیکیاں مقربین بارگاہ کے نزدیک بمنزلہ گناہ ہوتے ہیں۔

قرب حق میں بہت زیادہ خوف وخطر ہیں۔ چنانچہ ایک دن ایک ابدال کا گزر ایک دریا کے کسی جزیرہ پر ہوا اس وقت بارش شروع ہوئی۔ اس ابدال کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ اگر بارش خشک زمین پر ہوتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ خطرہ اسی طرح اس کے دل میں رہا کہ وہ بغداد کے بازار میں اترا۔ تین دن تک اسی بازار میں پڑا رہا۔ اس کے بعد ایک صاحبِ دل اس کے پاس سے گزرا۔ اسے پہچانا اور اس کا حال پوچھا۔ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میرے پاؤں میں رسی ڈال کر اس بازار میں گھسیٹ لے اور رسوا کر لے تاکہ میرا قصور معاف ہو جائے۔ جس وقت اس صاحبِ دل نے اس کے پاؤں میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹنے کا ارادہ ہی کیا کہ ہاتف نے اسے آواز دی کہ ہم نے اس کا قصور معاف کیا۔ پس اسی وقت وہ ابدال اٹھا اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا۔

## شادو کو جواب

منقول ہے کہ ایک دن میاں شادو نامی بلوچ جو کہ حضرت فخر الاولیاء

قدس سرہٗ کے غلاموں میں سے تھے اور اکثر اوقات حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ اور حضرتؒ کے استراحت اور سکون کی خاطر حضرتؒ کو مختلف قسم کے واقعات اور مسخرہ پن کی باتیں اور خندہ انگیز حکایات سنایا کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ فرمایا تم کون ہو؟ شادو مذکور نے اپنی طبعی تقاضا و عادت کے مطابق عرض کی یا قبلہ ! جب اس قسم کے غلام جو اکثر خدمت میں حاضر رہتے ہیں دن کی روشنی میں ان کو نہیں پہچانتے تو پھر ان کو قبر کی تاریکی میں کیسے پہچانیں گے؟ پس شاید خلق خدا کو بے فائدہ جلاوطن اور پریشان کر رہے ہیں۔ اس بات کے سنتے ہی آپ انتہائی جلال میں آ گئے اور چہرہ کا رنگ سرخ پڑ گیا اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنے مریدوں اور آشناؤں کے لحد میں ہمارے قدم پہنچیں گے اس کے بعد تم لوگ وہاں جاؤ گے۔

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چوں تو پشتی بان

چہ خوف از موج بحر آن را کہ باشد نوح کشتی بان

الحمدللہ علی ذلک.

ترجمہ: دیوار اُمت کو کیا غم اور فکر ہے جب آپ سہارا اور محافظ ہیں اسے سمندر کی موجوں سے کیا خوف ہے جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی چلانے والے ہیں۔

## میں قیامت میں بھی مریدوں کی مدد کروں گا

میاں شیر محمد کلرواہی حضرتؒ کے غلاموں میں سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے عرس مبارک کے ایام میں حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ حضرت

تاج سرورؒ کے خانقاہ مبارک میں معتکف تھے۔اوراد سے فراغت کے بعد خلوت میں
ذرا لیٹ گئے۔میں کسی حاجت کیلئے حاضرِ خدمت ہوا۔شرفِ قدم بوسی حاصل کی۔مجھ
سے پہلے شہر کے چند افراد مرد و زن بارگاہ میں حاضر تھے۔اس وقت آپ سے
احوالِ قیامت کے بارے میں تذکرہ کررہے تھے۔ان میں سے کسی نے سوال کیا کہ
حضرت!لاکھوں مرید آپؒ سے شرف بیعت حاصل کرچکے ہیں اور یہ تعداد روز بروز
بڑھ رہی ہے۔اور یہ سارے لوگ حضور عالی سے روزِ قیامت امیدِ شفاعت رکھتے ہیں
اس لئے کہ انہوں نے حضور والا کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی ہے اور آپؒ کا حال یہ ہے کہ
جسے بیعت کرتے ہیں اس سے فرماتے ہیں کہ اٹھو، چلے جاؤ اور بہت سے لوگوں کی
ظاہری شناخت اور پہچان بھی نہیں فرماتے۔پس آنجناب اتنی کثیر تعداد اور اژدحام
قیامت کے دن کس طرح پہچانیں گے کہ یہ حضور والا کے غلام اور مرید ہیں؟ حضرت
فخر الاولیاء قدس سرہٗ نے یہ سن کر فرمایا کہ تم نے بارہا دیکھا ہوگا کہ سات آٹھ چرواہے
اپنا گلہ باہم ملا کر چراتے ہیں اور روزانہ اکٹھے ہوجاتے ہیں انکی بھیڑیں بھی اکثر ایک
ہی رنگ اور شکل کی ہوتی ہیں جب شام کا وقت آتا ہے تو ہر ایک اپنا اپنا ریوڑ لیکر
بھیڑیں اور بکریاں وغیرہ جدا جدا کر کے اپنے گھر لے جاتا ہے اور ان کو کسی ایک
جانور کے بارے ذرہ بھر شبہ نہیں ہوتا۔باوجود اس کے کہ چرواہے احمقی اور بے وقوفی
میں ضرب المثل اور مشہور ہیں۔فکیف۔یعنی پس اسی طرح میں اپنے مریدوں
آشناؤں کی ہڈیوں اور رگوں تک کو روزِ محشر پہچانتا جاؤں گا اور مدد کروں گا۔

## فرمایا ہوشیار ہر طرح مدد کروں گا

ایک دن اہل خانہ میں سے کسی نے عرض کی کہ آپؒ کے وہ غلام اور مرید جو دُور دَراز ممالک میں ہیں اور وہ آپؒ سے دُور اور غائب ہیں اگر وہ کبھی کسی مشکل میں پڑ جائیں اور حضور والا کے نام سے استغاثہ کریں اور مدد کے لئے آپؒ کو پکاریں تو آپ کو ان کے بارے میں کیسے پتہ چلے گا؟ اور دوری کی بناء پر آپؒ ان کی مدد کیسے کر سکیں گے؟ فرمایا ہوشیار! ان کے جسم کے بال سر تا پا میرے سامنے برابر ہیں اگر ان کے ابرو کے بال کوئی اکھیڑے اور ان کے ٹخنے میں درد اٹھے اور کوئی بھی پریشانی لاحق ہو جائے تو مجھے اسی طرح معلوم ہو جاتا ہے جس طرح خود انہیں۔ خلوص اور سچے دل سے ہماری طرف متوجہ ہونے والے کی ہم بفضلہٖ تعالیٰ مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ الحمدلِلّٰہ علیٰ ذلک.

## نہ جانتے ہوئے سب کچھ بتا دیا

احمد یار خان مندرانی حضرت فخر الاولیاءؒ کے غلاموں میں سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن خلوت کے وقت میں قاضی غلام حیدر کے ہمراہ بارگاہ میں حاضر ہوا قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ آپؒ نے قاضی غلام حیدر سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اور کس لئے آیا ہے؟ عرض کی کہ یہ میرے ماموں ہیں اور بیعت کی سعادت حاصل کرنے آئے ہیں۔ پس مجھ سے فرمایا کہ تو بھی خوب جوانمرد اور مضبوط ہے۔ میں نے عرض کی کہ ہم غلاموں کی استواری اور مردانگی کسی کام کی نہیں بلکہ حضور والا کی مردانگی اور کرم نوازی ہمیں کافی ہے۔ پس قاضی مذکور سے فرمایا کہ تم ذرا باہر

چلے جاؤ تا کہ میں اسے بیعت کروں وہ باہر چلا گیا اور مجھے آپؒ نے بیعت سے مشرف فرمایا اور رخصت کیا۔ کچھ دن بعد جب میں پھر شرفِ قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا تو فرمایا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ شاید غلاموں کی کشتی ڈبونا چاہتے ہیں میں ہر بار غلام حیدر کو ہمراہ نہیں لاسکتا کہ وہ آپ کو بتائیں کہ یہ میرے ماموں ہیں۔ جب یہ بے ادبانہ کلام مجھ سے صادر ہوا۔ حضرت جوش میں آئے اور چہرہ مبارک سرخ پڑ گیا اور پہلے تو فرش سے ایک پتھر مجھے مارنے کیلئے اٹھایا اور پھر فوراً ہی شفقت سے ہاتھ میری طرف بڑھایا اور فرمایا کہ تو احمد یار ہے اور تیرے بھائی کا نام محمد یار ہے تیرے والد کا نام برخوردار ہے اور تیرے دادا کا نام مچھیر اور تیرے چچازاد بھائی کا نام نور محمد اور شیر محمد ہیں اور اسی طرح میرے ہمسائیوں کا نام لیا۔ میں نادم اور شرمسار تھا اور حیرت میں پڑا سنتا جا رہا تھا پھر شفقت سے پوچھا کہ اس وقت کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ میری کھیتی میں حاصل ہمیشہ کم ہوتی ہے میں نے چاہا کہ حضور قبلہ سے دعا کراؤں کہ میری کھیتی مجھے حاصل زیادہ دے کیونکہ میں معاش میں بہت تنگدست ہوں۔ پس فرمایا آئندہ تنگدستی نہ ہوگی میں سمجھ گیا۔ چلا آیا۔ لیکن اس سال کی فصل کی حاصل کم ہوئی مگر آپؒ کے فرمان کے مطابق کہ آئندہ حاصل زیادہ ہوگی اور تنگ دستی نہ ہوگی۔ چنانچہ آپؒ کے فرمودہ کے مطابق اگلے سال حق تعالیٰ نے میری فصل کو برکت دی اور پہلے سے کافی زیادہ ہوگئی یہاں تک کہ تادم حال میری فصل روز افزوں ہے اور یہ معاشی فراخی آپ کی توجہ اور مدد سے میسر آئی ہے۔

## سلب شُدہ ایمان کو بچایا

میاں صالح محمد منشی بیان کرتے ہیں کہ عمر خان ماکلی جو کہ حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ کے اولین غلاموں میں سے تھے اور بہت ہی صاحب اعتقاد تھے۔ حتیٰ کے جب حضرت فخر الاولیاءؒ نے کوہستان سے ہجرت فرما کر سنگھڑ میں سکونت کا ارادہ فرمایا تو خان مذکور نے استدعا کی کہ حضور براہ کرم میرے شہر موضع مَکّوَل میں سکونت اختیار فرمائیں تا کہ یہ غلام لنگر کے تمام اخراجات، مکانات، حرم ڈیڑھی، کچہری، عبادت خانہ اور مسجد الغرض تمام اخراجات برداشت کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ نیز عرض کی کہ چند دیہات کی حاصل اور مزید چاہات لنگر کے اخراجات کیلئے خصوصاً نذر کروں گا۔ ایک عدد گھوڑی سواری کیلئے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت نذر کر دی۔ آپؒ نے اس کا دل رکھنے کیلئے بطور سواری گھوڑی قبول فرمائی اور دوسری چیزیں قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ پہلے پہلے اسی سواری پر سوار ہو کر اعراس میں آتے جاتے رہے۔ کثر اوقات عمر خان مذکور حاضر خدمت رہتے تھے بعد میں وہ طویل مدت تک نہ آئے اور وہ اپنی آخری عمر میں خود کو اس امر پر کوستے اور ملامت کرتے تھے کہ اپنے قدیم اور آبائی و خاندانی پیر کو جو کہ سادات میں سے تھے ان کو چھوڑ کر ایک امتی شخص افغان کے مرید بن گئے ہو۔ سب کچھ جہالت اور بے علمی کی بناء پر مجھ سے یہ قصور اور غلطی سرزد ہوئی۔ چنانچہ بدنہاد اور ناہنجار لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر ایسا تاثر لیا کہ اس نے حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں آنا جانا اور زیارت کی سعادت حاصل کرنا منقطع کر لیا اور محروم رہا۔ بالکل بے اعتقاد ہو گیا جب اس کی عمر اختتام کو پہنچی اور نزع کی

حالت طاری ہوئی اور اس کی شکل متغیر ہونا شروع ہوئی اس سے نازیبا اور بری باتیں
صادر ہونے لگیں۔ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، بیہودہ گفتگو اور فریاد و فغاں کرنے لگا۔
کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا تھا اس دوران وہاں میاں محمد موسیٰ حجام جو کہ حضرت
فخر الاولیاء قدس سرہٗ کے غلاموں میں سے تھا وہ مریض کے آشناؤں میں سے تھا۔
جب اُس کی اس حالت سے مطلع ہوا تو اس کے قریب آیا اور ملامت کی کہ یہ تمام آثار
بے اعتقادی کی وجہ سے ہیں۔ تیری بیعت جناب حضرت غوث زمانؒ سے ہے ان کی
صورت کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور ان سے مدد طلب کرو تا کہ اس مصیبت سے نجات
پاسکو۔ پس اس کی نصیحت سے متنبہ ہو کر شرمندہ ہوا۔ شیخ کامل حضرت صاحبؒ کی
صورت ضمیر میں تصور بن کر ابھری اور اس نے استمداد کیلئے فریاد کی اور بلند آواز سے
حضرتؒ کا نام لینا شروع کیا۔ حضرت قبلہ ان دنوں حضرت قبلہ عالمؒ کے عرس مبارک پر
گئے ہوئے تھے چونکہ وہ ذات کریم اور وفادار تھی اس کی مدد کو پہنچے۔ اس کا مسلوب شدہ
ایمان اسے واپس دلایا۔ حتیٰ کہ اس کی زبان سے کلمہ شہادت جاری ہوا اور اسکا چہرہ
چاند کی طرح چمکنے لگا ان لوگوں کو بلند آواز سے پکار کر کہنے لگا کہ اے ایمان کے رہزنو،
تم نے مجھے ورغلا کر بد اعتقاد بنایا۔ تم کہاں ہو؟ وہ سادات پیر صاحب کہاں ہیں؟ کہ
میرے ایمان سلب ہونے کے وقت میرے کام نہ آئے اور وہ میری کوئی مدد نہ
کر سکے۔ اب دیکھو افغان پیرؒ نے کس طرح میری فریاد سن کر میرے سلب ہونیوالے
ایمان کو سلامت دلایا۔ اس کلام و گفتگو کے بعد اس کی زبان سے اسم ذات جاری ہوا
اور اسی حالت میں جان دے دی۔ اُدھر وہ خادمان جو حضرت صاحب قبلہؒ کے اس سفر
میں ہمراہ تھے ان سے اسطرح منقول ہے کہ اس وقت حضرت فخر الاولیاءؒ شہر تاج سرور

میں کچہری میں مربع بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں آپ کا چہرہ کا رنگ متغیر ہوکر سرخ ہوگیا پس اسی حالت میں مراقبہ میں گئے۔اس صورت حال میں آپ نے اپنا دست مبارک اٹھایا اور زانو پر رکھا اور پھر ہاتھ اوپر اٹھایا اپنے انگوٹھے کو دونوں ابروؤں کے درمیان میں رکھا اور انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو اپنی پیشانی پر رکھ کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر الحمدللہ فرماتے ہوئے سر کو اوپر اٹھایا۔حاضرین اس عمل سے انتہائی متعجب اور حیران رہ گئے۔آخر نور خان گرمانی جو حضرت کے قدیمی غلام اور محرم راز تھے انہوں نے حضرت قبلہؒ کے فکر مند ہونے اور چہرہ مبارک کے متغیر ہونے اور پھر الحمدللہ کہنے کے متعلق استفسار کیا۔آپؒ نے فرمایا۔اے نور خان! ایک شخص نے پہلے اپنا ہاتھ اس ہاتھ پر رکھا تھا اور کچھ مدت کے بعد کچھ مفسدوں کے ورغلانے پر ہم سے مرتد ہوگیا تھا۔اس وقت نزع کی حالت میں تھا اور اس کا ایمان سلب ہوگیا تھا تو دوست ناصح کے متنبہ کرنے پر شرمندہ ہوا اور اس فقیر کا نام لیکر پکارا اور استمداد طلب کی۔پس اس پر میں نے سر تفکر جھکایا اور حق تعالیٰ سے اس کی ایمان کی سلامتی کی دعا کی اور حق تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا اور دعا قبول فرما کر اسے پھر ایمان کی سلامتی عطا فرمائی۔لہذا میں نے کلمہ شکر اپنی زبان سے ادا کیا۔میاں صالح محمد منشی کہتے ہیں کہ حضرت قبلہؒ کی کچہری برخاست ہونے کا وقت، تاریخ اور دن میں نے قلم بند کیا اور جس وقت آنجناب تونسہ شریف پہنچے تو میاں موسیٰ حجام مذکور بھی تونسہ شریف آیا اور شرف زیارت سے مشرف ہوا اور عمر خان کے مرنے کے احوال بیان کئے۔میں نے موسیٰ مذکور سے اس کے مرنے کی تاریخ اور وقت اور دن کے بارے میں پوچھا تو میں نے دیکھا کہ یہ وہی تاریخ، وہی وقت اور وہی دن تھا جو میں نے اس وقت قلم بند کئے

تھے۔الحمدللہ علی ذلک.

## فرمایا او چور خان

سید محمد شاہ فرید پیر والہ کہتے تھے کہ آنجنابؒ کے بہت سے مریدوں کو میں نے دیکھا مگر میں نے ان کا ایک مرید ایسا بھی دیکھا ہے کہ اس کی مثل میں نے نہ کبھی کوئی دیکھا ہے اور نہ ہی سنا ہے۔ یہ مشہور ہے کہ ایک دن ایک مرد مسجد فرید پیر والی میں آیا تو میں نے دیکھا کہ ہر وقت اس کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے جو اس قدر پریشان حال ہو اس نے بتایا کہ میں ایک قطع الطریق یعنی راہزن تھا ایک مرتبہ میں علاقہ مکلوادہ میں رہزنی کیلئے راستہ پر ایک کمین گاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مرد راہرو ظاہر ہوا میں بہت خوش ہوا کہ شکار پہنچ گیا۔ جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے اسے پہچان لیا کہ وہ میرے آشناؤں میں سے ہیں۔ پریشان ہو گیا کہ شکار بے کار گیا میں نے اس سے ملاقات کی اور اس سے استفسار کیا کہ کہاں جا رہے ہو تو اس نے بتایا کہ میں اپنے پیر صاحب کی زیارت کیلئے تونسہ شریف جا رہا ہوں میں نے اس سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ حضرت صاحبؒ کی زیارت کیلئے جانا چاہتا ہوں۔ پس ہم دونوں روانہ ہوئے تونسہ شریف پہنچ کر آستان بوس ہوئے۔ میرا رفیق تو آگے بڑھا اور اس نے سر حضرتؒ کے قدم پر رکھنے کی کوشش کی تو حضرتؒ نے تھام لیا۔ اور میں ابھی کھڑا تھا کہ حضرت قبلہؒ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اُو اے چور خان! میں نے کہا کہ جناب میں نے آپؒ کے کون سے گھوڑوں کا جتھا چرایا ہے کہ مجھے چور خان کہہ رہے ہو۔ خیر جب میں نے رخصت لی اور ہم دونوں

اپنے وطن کی طرف واپس ہوئے تو دوران سفر جب وہ مجھ سے الگ ہو کر اپنے گھر کی طرف جانے لگا تو میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ اگر آئندہ کبھی حضرت صاحبؒ کی زیارت کیلئے جانے لگو تو مجھے اطلاع دے دینا میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اتفاق سے چند ایام کے بعد میرا وہ ساتھی پھر آ گیا۔ پس دونوں نے پہلے کی طرح تونسہ شریف کا رُخ کیا۔ وہاں پہنچے زیارت کی سعادت حاصل کی۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ او، اے! چور خان! کیوں ماتھے پر شکن ڈالے ترش رو نظر آ رہے ہو۔ میں نے کہا کہ آپؒ کے کون سے گھوڑوں کا طویلہ میں نے چرایا ہے کہ مجھے چور خان کہہ رہے ہیں۔ فرمایا کیا تجھے وضو ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنا دایاں ہاتھ آگے کرلو۔ میں نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اس وجہ سے مجھے ابھی تک حال معلوم نہیں اس وقت سے نہ مجھے حضورؒ کی بارگاہ میں جانے کی ہمت ہے اور نہ کہیں جانے کی طاقت۔ اگر دُور ہوتا ہوں تو دل میں جُدائی کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور حضور میں ہوتا ہوں تو تفکرات کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوتا ہوں۔ پس یہی معاملہ درپیش ہے کہ رات دن میری آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہے۔ الحمدللّٰہ علی ذلک.

## فرمایا جو ایک بار عقیدت سے آیا اس کے ہم ضامن ہیں

ایک دن بنگلہ شریف میں قیلولہ کے وقت میں نے اپنا چہرہ آستان پر رکھا اور قدم بوسی کی اس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے اور بعض خدام پاؤں دبا رہے تھے۔ اس

وقت ایک کوہستانی شخص غلاموں میں سے حاضر تھا اس نے عرض کی یا قبلہ ! وہ لوگ جنہوں نے روز میثاق دوسرے سجدہ کیلئے سر سجدہ میں نہ رکھا تو کیا جناب والا قیامت کے دن ان کے ضامن ہوں گے؟ فرمایا اس وقت بعض تو اپنے پاؤں کے بل گرے ہوئے تھے اور بعض نے انہیں ملامت کرنا شروع کیا کیونکہ تم نے غیر مناسب اور بے جا سوال کر ڈالا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر غوث زمان اور اپنے پیرومرشد سے اپنا نفع و نقصان کے بارے بیان نہ کروں تو پھر کیا کروں۔ آنجنابؒ نے سنا تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ آنجنابؒ بہت سے لوگوں کے ضامن ہیں اور ان کیلئے ضامن ہیں جنہوں نے ایک بار میرے آستانہ پر قدم رکھا ہو۔ اس وقت میاں عبداللہ خلف مولوی نور احمد مرحوم سوکڑی اٹھے اور اس شخص سے بغل گیر ہوئے اور تمام حاضرین نے اس شخص کو آفرین کہا کہ ہمیشہ خوش رہو تم نے بہت اچھا سوال کیا ہے کہ ہمیں بھی تم نے خوش کر دیا کہ اس مصیبت کی پریشانی سے نجات اور رحمت کے امیدوار بن گئے ہیں۔

## فرمایا جو ہمیں یاد کرتا ہے ہم اس سے دُور نہیں ہوتے

میاں عبداللہ خلف مولوی نور احمد مرحوم سوکڑی بیان کرتے ہیں کہ آنجناب "ایک دن بنگلہ شریف میں محفل آراء تھے کہ ایک کوہستانی مرد نے زیارت وقدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور عرض کی کہ یہ غلام ہمیشہ حضور والا کو یاد رکھتا ہے اور کسی وقت بھی حضور قبلہؒ کو فراموش نہیں کرتا۔ کیا آپ بھی اس غلام کو کبھی یاد فرماتے ہیں؟ اس سے آپؒ نے فرمایا۔ ہاں۔ ہاں! یاد کرتا ہوں۔ اس نے کہا اگر یاد فرماتے ہیں تو اس کی
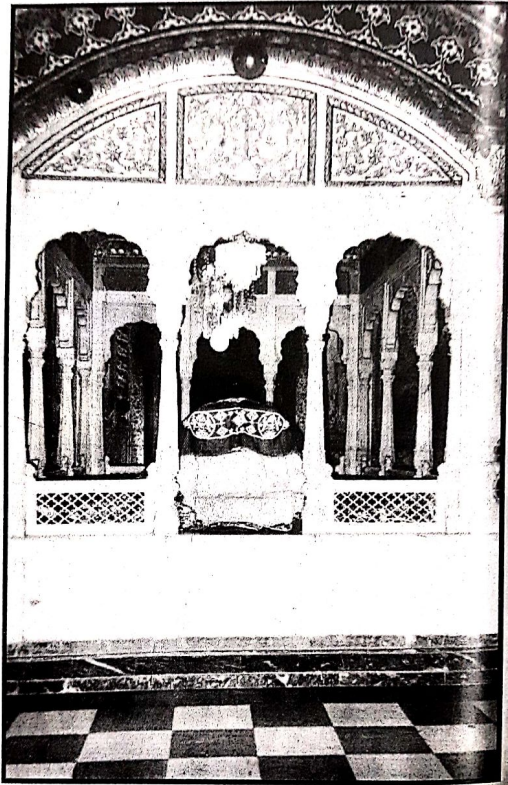
مزار پر انوار فخر الاولیاء شہباز چشت حضرت
**شاہ محمد سلیمان تونسویؒ**

علامت کیا ہے؟ تا کہ مجھے تسلی ہو جائے ۔فرمایا کہ تو یاد کر فلاں رات کو کہ تم دونوں میاں ،بیوی ایک بستر پر سونے لگے تھے تو تم نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنا سر شال سے باہر نہ نکالنا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ناگا اور بھوت آ جائے اور تیرے سر کو توڑ کر لے جائے ۔ اس نے عرض کی کہ یہ نشانی تو بالکل درست ہے لیکن یہ بتائیں کہ اس وقت آنجناب کہاں کھڑے تھے؟ وہ بار بار پوچھتا تھا کہ حضور سچ سچ بتائیں کہ آپ کہاں کھڑے تھے؟ فرمایا کہ میں تو ہر لمحہ تمہارے قریب ہوتا ہوں یاد رکھ جو مرید ہمیں یاد کرتا ہے ہم ان سے دور نہیں ہوتے ۔

## عورتوں کی فضیلت

ایک دن محفل میں نیک عورتوں کی فضیلت کے بارے میں بات چلی تو آپ "نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑعلیہ السلام کی والدہ صاحبہ ولیہ تھیں اور پروردگار کو آپ کی پاس خاطر منظور تھی ۔حتیٰ کہ جس وقت موصوفہ وصال کر گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کیلئے کوہ طور پر گئے اور آپ نے کلام کرنے کیلئے زبان کھولی ۔جناب وہاب تعالیٰ کی طرف سے خطاب آیا کہ اس سے پہلے تم دلیری کے ساتھ **"ان ھی الافتنتک ومثل رب ارنی انظر الیک"** کہتے آتے تھے تو تمہاری والدہ صاحبہ کی پاس خاطر کی وجہ سے میں تم سے درگزر کرتا تھا اور عفوودرگزر کرتا تھا اب آئندہ ان گستاخیوں ،بےفکری اور دلیری کو ترک کر دو اور ادب کا طریقہ اختیار کرو۔

## بزرگوں کی اولاد کے بارے میں فرمایا

پھر بزرگوں کی اولاد کے بارے میں بات شروع ہوئی۔فرمایا کمال قدرت کی علامات یہ ہیں کہ کافروں سے پیغمبر اور پیغمبروں سے کافر متولد ہوتے رہے۔جیسا کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے قابیل اور حضرت نوحؑ سے کنعان پیدا ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافرہ تھی اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی۔اور فرعون کی بیوی مومنہ اور صاحبہ ولایت تھیں۔چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی خبر دی ہے کہ

"وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِلّذِیْنَ آمَنُوا امْرَاۃَ فِرْعَوْنَ اِذْقَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتاً فِیْ الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ o (پ۲۸ سورۃ تحریم)

ترجمہ: اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان کرتا ہے۔فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

## بیوہ عورتوں کی دُعا

ایک دن لوگوں نے بارش نہ ہونے پر جناب فخر الاولیاءؒ سے استغاثہ طلب کیا۔فرمایا کہ سات نیک بخت عورتیں تہجد پڑھنے والی نماز فجر یا نماز عصر سے فراغت کے بعد ایک جگہ پر جمع ہو کر دُعا کریں۔حق تعالیٰ ان کی دُعا کو رَد نہ فرمائے گا اور قبول فرمائے گا اور یہ بھی فرمایا کہ جس کسی کو کوئی مشکل پیش آئے وہ کہے کہ اے اللہ تعالیٰ۔

؎ "بحرمت نیک مردان و نیک زنان مشکل مرا آسان کن"

یعنی ۔اے اللہ تعالیٰ نیک مردوں اور نیک عورتوں کے طفیل میری مشکل آسان کر۔تو اللہ تعالیٰ ان کی پریشانی اور مشکل کو آسان فرماتا ہے کیونکہ حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ بیوہ شریفہ عورتوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور ان سے دُعائے خیر منگواتے تھے جیسے کہ مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں۔

؎ بردر ہر بیوہ زن رفتی رسول

کای دعا کن تا شود احمد قبول

ترجمہ: ہر بیوہ عورت کے دروازے پر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ تو دعا کر، تا کہ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول ہو جائے۔

## فرمایا موثر وظیفہ نماز پنجگانہ

ایک دن ملا محمد کھوکھر نے عرض کی۔یا قبلہ! مجھے پڑھنے سے کسی طرح بھی کچھ یاد نہیں ہوتا کوئی وظیفہ بتائیں۔فرمایا کیونکہ تم کافروں اور دنیاداروں کی صحبت میں جاتے ہو اور ان کے محافل میں بیٹھتے ہو۔کہا۔ہاں۔فرمایا کہ اس کیلئے اس سے زیادہ موثر وظیفہ نہیں ہے کہ تم پنج گانہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرو اور پابندی سے اوراد پڑھو اگر اس طرح کرو گے تو معاملہ درست ہو جائے گا۔

## ہر ایک کو استعداد کے مطابق درجہ ملتا ہے

میاں غلام رسول ما کو بتاتے ہیں کہ ایک دن کتاب تصوف کا مطالعہ کر رہا تھا ۔مولوی محمد حسین ساکن دائرہ شاہ دین پناہ بھی موجود تھے اور یہ لفظ مطالعہ کتاب میں

سامنے آیا کہ ہر وہ فرد، جو کسی پیرِ کامل کا مرید ہوجاتا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ دے دیتا ہے۔ اگر وہ زندگی میں اولیاء حق سے نہ ہوا تو وصال کے بعد پیر کامل اپنے مرید کو حق تعالیٰ سے ملا دیتا ہے اور قربِ حق سے نوازتا ہے۔ مولوی مذکور کو مصنف کے اس قول پر یقین نہ آیا کتاب اٹھا کر حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ہر فرد مرید کو ولایت کا مرتبہ عطا کرتا ہے حالانکہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ اگر ژالہ ہر قطرہ در شدے　　چوں خرمہرہ بازار از وپر شدے

ترجمہ: اگر اولے کا ہر قطرہ موتی ہوتا تو کوڑیوں کی طرح بازار اس سے بھرے ہوتے۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ مصنف کا قول سچ اور درست ہے کہ پیر کامل ہر اہل فرد کو جسے وہ مرید کرتا ہے اسے اس کی استعداد کے مطابق درجہ پر پہنچاتا ہے۔

## مولوی محمد حیات دہلوی کے تین سوال

ایک دن مولوی محمد حیات دہلوی نے مولوی محمد امین سے کہا کہ میں چاہتا ہوں فخر الاولیا کے خادمِ خاص میاں محمد اکرم کے ذریعے کچھ گذارشات حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پیش کروں۔ تاکہ میاں موصوف حضرت صاحبؒ سے پوچھ کر ان گزارشات کے جواب سے سرفراز فرمائیں۔ لیکن میرا دل متردد رہتا ہے کہ کیا میاں موصوف مجھے خوشامد کے طور پر جواب دیتے ہیں یا فی الواقع حضور قبلہؒ سے ایسا ہی جواب ارشاد ہوتا ہے اس وقت میں التماس کرتا ہوں کہ میرے تین سوال ہیں

جو حضور قبلہؒ کی بارگاہ میں عرض کر کے ان کے جواب سے ہو بہو مطلع کرے کہ حضرت صاحبؒ سے یہی جواب صادر ہوتے ہیں بغیر افراط وتفریط کے مجھے آگاہ کریں تا کہ میرا تردد دُور ہو جائے۔

(1) اول یہ کہ اس غلام کو حضرت صاحبؒ کی محفل میں طریق نشست کے آداب معلوم نہیں جو طریقہ ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔

(2) دوسرا یہ کہ اپنے دنیاوی معاملات کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کر کے اور حضور کو ذاتِ خدا تک پہنچنے کا اصل ذریعہ گمان کر کے طلبِ خدا کیلئے حضور میں آیا ہوں

(3) تیسری بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں ایسا ہو جاؤں کہ رات اور دن سے بے خبر ہو جاؤں۔

پس ان گزارشات کو انہوں نے حضرت صاحبؒ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اور حضرت صاحبؒ نے مولوی محمد امین کے تین سوالوں کے جواب یوں ارشاد فرمائے۔

(1) پہلے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہماری مجلس قلندروں کے طریقہ کی حامل ہے ہر کسی کی جس طرح مرضی ہوتی ہے وہ اسی طرح حاضر ہوتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے ہمارے ہاں تکلفات نہیں ہیں۔

(2) دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ "اعتقادُ کُم یَنفَعُکُم"

(3) تیسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حالت سکر کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ سکر بھی حجاب ہے۔

## انسان رحمان کا آئینہ ہے

ایک دن مولوی محمد عمر ملغانی حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں سبق پڑھ رہا تھا کہ کتاب میں آیا کہ "الانسان مراۃ الرّحمان" یعنی "انسان رحمان کا آئینہ ہے" مولوی صاحب نے سوال کیا کہ یا غریب نواز! انسان بھی آئینہ کی مثل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ اس آئینہ میں مغائرت ہے۔ دوسرا آئینہ ناظر۔ مگر انسان میں اتحاد کلی ہے۔ ایک اور درویش نے دوسرا سوال کیا کہ تصوف کیا ہے؟

فرمایا۔ تصوف حسن خلق ہے جیسے کہ

"التصوف هو الاخلاق الرضيه وهي الحرية والفتوة وترک التكلف والسخاو بذل الدنيا "

یعنی تصوف اچھے اخلاق کا نام ہے اور وہ آزادی وخودشناسی ہے اور تکلفات کا ترک کرنا اور سخاوت کرنا اور دنیا کا صرف کرنا ہے۔

## پیر بننے کیلئے مرید کے اوصاف

میاں حسین علی خان خلف عبداللہ خان چانڈیہ ڈیروی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سید حسن شاہ کابلی کتابِ فقرات حضرتؒ کی خدمت میں پڑھ رہے تھے اور یہ مقام پیر اور مرید کے احوال واوصاف کے متعلق تھا۔ اور جب سید موصوف ہر دو کے بیان کے احوال سے گزر گئے اور منتظر تھے کہ وہ اس مقام پر مرید کے احوال پر کوئی سوال کریں کیونکہ ہمارے اندر کوئی وصف اور کوئی حال اور کوئی اوصافِ احوال مرید کے متعلق موجود نہیں۔ پس وہ سبق سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پر آ گئے۔ میں نے سید

موصوف سے کہا کہ سوال کا موقع تھا کیوں نہ کیا؟ کہا کہ میں نے طریق ادب کوملحوظ رکھا پس اگلے روز جب وہ سبق پڑھ کر فارغ ہوئے تو میں کتاب ان سے لے کر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں گیا اور کھول کر احوالِ مرید کے بارے پڑھنا شروع کیا۔ فرمایا صفحہ اول سے باپ کے احوال کو نہیں پڑھتا۔ میں نے عرض کی کہ جو احوال اس کتاب میں مذکور ہیں تسلی ہے کہ وہ سب کچھ اپنے پیر میں پاتا ہوں لیکن احوالِ مرید سے متعلق ہم اپنے اندر کچھ نہیں پاتے۔ پس ہم کس طرح خود کو سلسلہ مریدین میں شمار وخیال کر سکتے ہیں۔ تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی یہ اوصاف مرید میں پیدا ہوں گے تو وہ خود پیر بن جائے گا۔ تم خاطر جمع رکھو کہ تمہارے مرید ہونے میں کوئی خلل اور نقص نہیں ہے۔

ارادت آر گر طاعت نداری — کہ خود را از مریدان در شماری

ارادت می کند کاری نہ طاعت — کہ شد ثمرہ ارادت جانفشاری

ترجمہ: (1) اگر تو خود کو مریدوں میں سے شمار کرتا ہے اگر تو اطاعت کی ہمت نہیں رکھتا تو اپنے اندر ارادت پیدا کر

(2) جو کام ارادت کرتی ہے وہ طاعت سے نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ارادت کا پھل اور نتیجہ جان کھپانا ہے۔

## فرمایا مولوی صاحب دُودھ لے آئے ہم نے جاگ لگائی

مولوی محمد علی مکھڈی جو کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے ذی ارشاد خلفاء سے

تھے اور وہ تمام عمر یہاں تک کہ بڑھاپے تک پیر کامل کی تلاش میں مختلف ملکوں اور اطراف واکناف میں پھرے تھے۔جب انہوں نے حضرت فخر الاولیاءؒ کے اوصاف کے بارے سنا تو انہوں نے دوعدد چرمی سنداری میں پھونک بھر کر ان پر بیٹھ کر دریا میں کود پڑے۔شاگردوں میں سے شمس الدین بھی ساتھ سوار ہوئے اور تونسہ شریف پہنچے۔سعادت قدم بوسی حاصل کی ۔حضرت نے دیکھتے ہی پوچھا ۔اے میاں صاحب۔کہاں سے آئے ہو؟ کہا مکھڈ سے۔فرمایا۔اس شہر میں ایک مولوی صاحب کے بارے سنا جاتا ہے۔وہ خوش ہیں؟ کہا کہ اس شہر میں اس غلام کو مولوی سمجھتے ہیں۔ فرمایا گھوڑی پر سوار ہو کر آئے ہو یا کشتی میں؟ کہا کہ چمڑے کی سنداری کو پھونک سے بھر کر اور اسے دریا میں ڈال کر اس پر سوار ہو کر آئے ہیں۔ فرمایا اچھا،لنگر خانہ کے مکان میں جا کر سکونت کرو۔لانگری کو حکم ہوا کہ مودے خان کی دکان جو وہاں قریب ہے اس کے پاس بھی انہیں لے جائیں اور اسے کہیں کہ یہ میاں صاحب اپنی مرضی کے مطابق جو چیز خریدنا چاہیں انہیں دے دیا کریں۔لانگری سے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ آئینہ لے آؤ اور اس رباعی کو کوئلہ سے لکھ کر مولوی صاحب کو ہماری طرف سے دے آؤ۔

(1) صوفی میا کہ مشرب رندان است مہیا اینجا

چہ کارداری زندانست مہیا

(2) ناموس پارسائی کردی تومدتے

اینجا شراب خواری رندانست مہیا

ترجمہ: (1) اے صوفی ہمارے پاس نہ آ کیونکہ یہاں رندوں کا طریقہ موجود

ہے۔ یہاں تیرا کیا کام ہے کیونکہ یہاں قید خانہ کی طرح پابندیاں بھی ہیں۔

(2) تو نے مدتوں پارسائی کی ہے یہاں تو رندوں کی طرح شراب خوری کا ماحول بھی ہے مولوی صاحب موصوف نے اس کے جواب میں درج ذیل رباعی سفید قرطاس پر لکھ کر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں بھیجی۔

ے من برائے دین فروشی سوئے تو

آمدم تا دین دہم بر روئی تو

نام و ناموسم نمانده حبّہ ءِ

چونکہ پا انداختم در کوئی تو

(1) میں دین فروشی کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ دین تیرے چہرے پر تصدق کروں۔

(2) میرے نام و ناموس کوڑی بھر کے بھی نہیں رہے لہٰذا میں نے سب کچھ قربان کر کے تمہارے کوچے میں قدم رکھے ہیں۔

پس تقریباً چھ ماہ بعد شرف بیعت سے مشرف فرما کر ہر چہار سلاسل اور ارشاد و خلافت کی اجازت عطا فرمائی اور رخصت فرمایا۔ پس موصوف کی روانگی کے بعد تمام علماء، صوفیاء اور حاشیہ نشینان نے حسد کرتے ہوئے جمع ہو کر شکایت کی ہم اپنے نامساعد حالات کے ہوتے ہوئے آنحضرت قبلہؒ کی خدمت میں پڑے ہوئے ہیں اور بعض غلام تو چالیس چالیس سال اور بعض بیس بیس سال سے حضورؒ کے آستانہ پر سر رکھے ہوئے پڑے ہیں۔ تا حال موئے ابرو کے برابر ہم نے اپنی سابقہ و قدیم حالت سے کوئی فرق محسوس نہ کیا۔ شاید ہم غلاموں کے بارے میں کوئی توجہ مبذول

نہیں فرماتے فرمایا کہ مولوی صاحب دودھ خود لے کر آئے اور خود کو اس امر کیلئے تیار رکھا ہوا تھا ہم نے تو صرف اس کے دودھ میں "جاگ لگائی" اور وہ اپنے مقصد میں پہنچ گئے اور نیز فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے ابوالبشر علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَه" (یعنی میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں) کی ندا جملہ حیوانات کے کانوں میں پہنچی اور ان تمام کو تسخیر وانقیاد کا حکم ہوا۔ مادہ آہو یعنی ہرنی نے ابوالبشر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ یا حضرتؑ! میں عاجز اور بے چاری ہوں میں خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی گوشت اور دودھ یہ دو چیزیں ہیں اور حضور کی مرضی ہو تو میرا گوشت حاضر ہے مجھے ذبح کریں اور تناول فرمائیں اور اگر دودھ کی ضرورت ہو تو زندہ رکھ کر وہ حاصل کیا کریں۔ حضرت ابوالبشر علیہ السلام نے اس کے حق میں دُعا فرمائی اور دست مبارک اس کے جسم سے مس فرمایا اور رخصت کیا۔ پس اس چھونے اور مس کرنے کی برکت سے اس ہرنی میں نافہ مُشک پیدا ہوئی جس سے تمام صحرا معطّر ہوا جب دوسرے ہرنوں کو اس کا علم ہوا تو نافہ مشک کی لالچ میں بھاگے بھاگے حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام نے ان کے لئے بھی دُعا فرمائی لیکن اس سے ان پر کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ چونکہ حضرت ابوالبشر علیہ السلام کے مس کرنے اور دُعا کرنے کا کوئی قصور نہ تھا لیکن پہلی ہرنی کی حاضری خالص اور صادق ارادت کے مطابق تھی بلکہ کسی لالچ اور طمع کے تحت نہ تھی حق تعالےٰ نے اسے نافۂ مشک سے نوازا جب کہ دوسرے ہرنوں کا آنا محض نافہ کی طمع کیلئے تھا نہ کہ دُعا اور مس کیلئے۔ پس اس جواب کو سب نے سنا اور سروں کو گریبانوں میں جھکا دیا اور اپنے اپنے دلوں میں خاموشی سے یہ شعر دھرانا

شروع کیا۔

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل

چوں خضر از آب حیواں تشنہ می آرو سکندر را

ترجمہ: قسمت سے خالی ہاتھوں والے کو رہبر کامل سے کیا فائدہ جیسا کہ حضرت خِضر علیہ السلام آب حیات سے سکندر کو پیاسا واپس لے آیا۔

## فرمایا نبوت کے بعد بلند درجہ شہادت ہے

مولوی غلام رسول چنڑ نے بتایا کہ ایک دن ملا محمد کھوکھر نے میرے سامنے اظہار کیا کہ آج حضرت صاحبؒ کے حضور سخت گفتگو کریں گے۔ چنانچہ میں نے کہا کہ اس ملک میں صادق محمد خان حضرت قبلہ کا مخالف ہے اور ملک سنگھڑ میں اسد خان۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحبؒ کیوں اس ملک یعنی مہار شریف میں آتے ہیں اور سنگھڑ سے جلاوطن ہو کر پہاڑ کی طرف وطن مالوف کیوں نہیں جاتے۔ اور اس لحاظ سے حضرت صاحبؒ اس پر عمل کر لیں تو دونوں حاسدوں سے بچ سکتے ہیں اور امن سے رہ سکتے ہیں اور ان حاسدوں کی وجہ سے غلاموں کی جان لبوں پر پہنچ چکی ہے لیکن آپ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ چنانچہ گفتگو کے دوران حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ کسی کی کیا مجال کہ حضرت قبلہ عالمؒ مہاروی قدس سرہٗ کے غلاموں کی طرف دست درازی کر سکے۔ کیونکہ حضرت صاحبؒ اپنے غلاموں کو دوسروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتے۔ میں نے سوال کیا کہ نجم الدین کبریٰ اور صغریٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ فرمایا کہ یہ دونوں اولیائے کاملین سے تھے لیکن ہم نہ تو آنجناب کے برابر ہو سکتے ہیں

نہ ہی کچھ اور۔ میں یہ بات از راہ انصاف کہہ رہا ہوں اور نہ پیری مریدی کے اعتقاد سے۔ میں نے سوال کیا کہ حضرت صاحبزادہ نور الصمدؒ فرزند حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ فرمایا تمہیں اس راز کے بارے علم نہیں کیونکہ جناب صاحبزادہ صاحبؒ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق نہیں چلتے تھے اس وجہ سے اپنے جگر گوشہ پر گراں خاطر ہوئے۔ جس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ دہلی شریف میں حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا۔ اے میاں صاحب! تم نور الصمدؒ پر رنجیدہ خاطر ہو؟ عرض کی کیا کریں وہ ہمارے کہے پر عمل نہیں کرتا۔ فرمایا۔ آپ اپنے باقی دونوں فرزندوں کو خود جانیں اور اس فرزند کو ہمارے سپرد کر دیں اور کل روزِ قیامت ان کے برابر ہم سے لے لیں۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے اس کلام کے سننے کے بعد ٹھنڈی آہ بھری اور اٹھ کر چلے آئے۔ حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ یا کسی اور دوست نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی فرمایا ان کو شہید کریں گے۔ ان کی شہادت کی وجہ یہ تھی۔ ایک مرتبہ میں نے سوال کیا کہ حضرت حُسین رضی اللہ عنہ جو کہ آن سرور صلی اللہ وسلم کے نواسے تھے ان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ فرمایا کہ جب نبوت ختم المرسلین حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ نبوت کے بعد کوئی درجہ شہادت سے بلند و بالا نہیں ہے اور ان کے لائق اعلیٰ درجہ اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا پس بلند درجہ کے حصول کیلئے ان پر یہ معاملہ رونما ہوا تھا۔

## صاحبزادہ نورالصمد مہارویؒ کی شہادت

میاں صالح محمد منشی سے بھی صاحبزادہ صاحبؒ کی شہادت کے متعلق مروی ہے کہ جناب قبلہ عالم قدس سرہٗ نے ایک دن حضرت صاحبزادہ نورالصمدؒ کو اپنے پاس طلب فرمایا اور کہا اے نورالصمدؒ! تم جانتے ہو کہ میں تمہارا والد ہوں۔عرض کی بیشک آپ میرے والد صاحب ہیں۔فرمایا کہ تم نے تمام عمر ہر کام اپنی مرضی سے کیا اب ایک کام میرے کہنے پر کرو گے۔عرض کیا کہ جو کچھ ارشاد ہوگا بسر وچشم قبول کرتا ہوں۔ فرمایا ایک چلہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مکان پر یعنی مزار شریف پر ختم کر کے آنا۔حکم بجالایا اور چلہ ختم کر کے والد صاحب کی خدمت میں آیا۔پوچھا کہ کیا تم نے ظاہراً کچھ دیکھا بھی ہے کہا کہ ایک رات بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور ایک لال رنگ کا خوانچہ میرے سامنے رکھا اور رخصت کیا۔حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مجھے صرف دریافت کرنا مطلوب تھا۔

## مولانا صاحبؒ نے فرمایا دینا سیکھا، نہ کہ لینا

صاحبزادہ محمودؒ خلف صاحبزادہ غلام نبیؒ خلف صاحبزادہ نورالصمدؒ شہید نے بیان کیا کہ اپنے بزرگوں کی طرف سے بات یوں پہنچی کہ جب حضرت صاحبزادہ شہید صاحبؒ کے والد گرامی نے ابتداء میں ان کے بارے میں فرمایا تھا ہر سال نیا لباس اور دوسو روپیہ خرچہ کے طور پر حضرت بابا صاحبؒ کے عرس مبارک پر ان کو دیا کرتے تھے جبکہ ایک بار حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ مذکورہ عرس میں موجود تھے۔مبلغ ایک ہزار چار سو روپیہ ان کے پاس موجود تھا چنانچہ دوسو روپیہ

حضرت مولانا صاحبؒ نے اور سات سو روپیہ حضرت قبلہ عالمؒ نے انہیں غلہ خرید نے
کیلئے دیا اور پانچ سو روپیہ اپنے پاس سے غلہ خرید نے کیلئے لائے تھے ۔ایک دن
لولیان میں سے ایک حضرت بابا صاحبؒ کے مزار شریف پر فریاد کر رہی تھی اور کہہ رہی
تھی کہ تم لوگ خوبصورت لولیان کو دیتے ہو اور میں جو کہ بے صورت اور زشت رو ہوں
میری طرف توجہ نہیں کرتے اور میری فریاد تک نہیں سنتے ۔ جناب صاحبزادہ صاحبؒ
بھی اس وقت دربار شریف میں زیارت کیلئے حاضر تھے ۔اسے کہا کہ کیا تم مرزا کے
اشعار کہہ سکتے ہو اس نے فوراً شروع کیا ۔ایک شعر پر اسے دو سو روپیہ عطا فرمایا ۔اسی
طرح تمام مبلغان اور اسباب اور سواری کے گھوڑے اسے عطا فرمائے ۔ جب یہ خبر
حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ تک پہنچی تو فرمایا ،الحمدللّٰہ کہ "ہمارے بیٹے نے
دینا سیکھ لیا ہے نہ کہ لینا" (دادن آموختہ اند نہ گرفتن ) پس انہوں نے شہید صاحبؒ
کو سینہ سے لگایا اور بہت خوش ہوئے ۔فرمایا ۔ آج رات تم فلاں وظیفہ پڑھ کر بابا
صاحبؒ قدس سرہٗ کے جوار میں سو جاؤ ۔ چنانچہ علی الصبح جناب شہید صاحبؒ ،حضرت
مولانا صاحبؒ کی خدمت میں مشرف ہوا ۔تو فرمایا کہ گذشتہ رات تم نے کوئی چیز دیکھی
تھی عرض کی کہ میں نے حوریں دیکھیں کہ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سفید رنگ
کے شربت کے کٹورے تھے تو ایک کے ہاتھ سے میں نے شربت کا کٹورا لیا ۔اس میں
لال رنگ کا شربت تھا میں نے وہ پی لیا ۔اس پر مولانا صاحبؒ نے صرف اتنا کہا کہ تم
نے بہت اچھا کیا ۔ واللّٰہُ اعلم بالصواب .

حضرت صاحبزادہ نور صمدؒ شہید مہاروی

شلوار قمیض جو وقت شہادت آپ کے زیب تن تھی، دستار مبارک
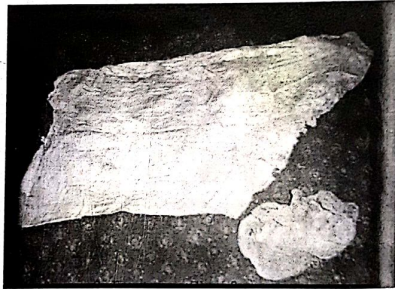
## تنگدستی کے بارے فرمایا

ایک دن میاں واصل منشی نے عرض کی کہ مولوی غلام رسول چنڑ بہاولپوری ایک فاضل اور مدرس عالم دین ہیں لیکن بہت مفلس اور تنگ گزران کرتے ہیں۔فرمایا۔اس امر کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور قدیم اور ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے ممکن نہیں کہ کوئی بندہ اس کا ازالہ کر سکے اور یہ امر حادث ہے کہ کبھی تو ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔بہر حال تکیہ رزاق مطلق پر کرنا چاہیئے۔

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" (پ۱۲ سورہ ہود)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

## سرکار ﷺ کی بارگاہ میں اعرابی کی حاضری اور طواف

اور یہ بھی فرمایا کہ دست قدرت میں ہے۔چنانچہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ایک روز ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا سب سے پہلے اس نے حضور ﷺ کے گرد ذوق وشوق سے طواف کیا اس کے بعد زار و زار رونا شروع کیا۔آنحضرت ﷺ نے اس سے خوشی اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔اس نے عرض کی کہ میں ایک چرواہا ہوں ایک دن ایک اونٹ سوار میرے پاس سے گزرا اس سے میں نے آپ ﷺ کا نام مبارک سنا اور اسی وقت ایمان لے آیا۔ اس سے آپ ﷺ کے مقام کے بارے میں نے پوچھا۔اس نے ہاتھ سے ادھر کا اشارہ کیا اور میں مال ریوڑ وغیرہ چھوڑ کر ادھر چل پڑا اور منزل بہ منزل چلتا پہنچ آیا۔حق تعالےٰ نے صبح وشام میرے کھانے پینے کا غیب سے انتظام کیا یعنی غیب سے مجھے کھانا پینا مہیا

ہوتا رہا اور راستے میں جو درندہ سامنے آتا وہ مجھے سلام اور سجدہ کر کے چلا جاتا تھا جب میں یہاں حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ خوش ہو گیا اور رقص و وجد میں آ گیا پھر یہ خطرہ میرے دل سے گزرا کہ حضور ﷺ کے اقارب باوجود قریشی ہونے کے آپ ﷺ سے دشمنی وعداوت رکھتے ہیں اور ایذائیں پہنچاتے ہیں اس وجہ سے ان کو ہمیشہ عذاب ہوگا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرا اور رونے لگا۔

## فرمایا لاولد کے مال سے پرہیز کرو

ایک موقع پر محمد بہاول خان نے ایک لاوارث شخص کا ترکہ مولوی علی الدین قاضی بہاولپور کے حوالہ کیا۔ کسی شخص نے اس صورت حال کو حضرت صاحبؒ کے گوش گزار کیا۔ مولوی محمود مفتی جو کہ حاضر تھا، نے کہا کہ مولوی علی الدین قاضی بھی تو لاولد ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ لاولد اور متروکہ کے مال سے طعام کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ نحس ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ **"طعام السخی شفاءٌ طعام البخیل داءٌ"**

ترجمہ: سخی کے کھانے میں شفا ہے جب کہ بخیل کا طعام بیماری ہے۔

پھر اس کے مطابق ایک واقعہ بیان فرمایا کہ جس وقت ہم بستی لانگ میں طالب علم تھے وہاں ایک بوڑھی عورت رہتی تھی جو نہایت بخیلہ تھی۔ ایک دن اس نے درویشوں کو طعام خیرات میں دیا اور ان میں سے بعض لوگ اس کھانے سے شل ہو گئے اور بعض لوگ قریب المرگ پہنچ گئے۔ یہ بھی فرمایا کہ بخیل کے طعام سے چار پانچ میل سکون سے نہیں چلا جا سکتا اور سخی کے طعام کھانے سے چار پانچ میل ٹھیک چلا

جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ مجھے روزی سوائے چوری کے حاصل نہیں ہوتی تو ایسا ہی ہوگا۔ اسے چوری کے بغیر روزی رزق نہ ملے گا اگر کوئی یقین رکھتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھے حلال ذریعہ سے عطا فرمائے گا تو ایسا ہی ہوگا۔ جیسے ارشاد ہے۔

"انا عند ظن عبدی بی" یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ بھی روزِ میثاق کسی کے نام لکھا گیا ہر لحاظ سے وہی کچھ اسے پہنچتا ہے اور جو کچھ نامزد نہ ہوا ہو، وہ اسے کہاں اور کس طرح مل سکتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا "النصیب یصیب لو کان تحت الجبلین واللّٰہ نصیب لا یصیب ولو کان تحت الشفتین"

ترجمہ: مقدر کا لکھا مل کر رہتا ہے اگرچہ دو پہاڑوں کے نیچے کیوں نہ ہو اور لا نصیب نہیں پہنچے گا اگر ہونٹوں کے درمیان کیوں نہ ہو۔

اور یہ بھی فرمایا کہ اہل دُنیا کی نوکری امر بد ہے۔ اور ان کا عمل دخل اندازی سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہ اپنے پاسِ خاطر اور دلی خواہش کیلئے خداوند بن کر مخلوق پر ظلم کرتا ہے۔ رعایتِ حق اور پاسِ شریعت کو برطرف سمجھتا ہے اور اس کا انجام اور ایمان عبرتناک ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی نوکری تمام امور سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نوکری میں عذر قبول ہے۔ چنانچہ مسافر کو قصر نماز، رخصت افطار اور جواز تیمم وغیرہ کی آسانیاں عطا ہوئیں۔ اہل دنیا کی نوکری میں کوئی عذر قبول نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی نوکر سر دینے میں عذر کریگا تو اسی لحظہ ذلت کے ساتھ دیوان چاکری سے باہر نکال کر اسے زنانہ کپڑے پہنا دیتے ہیں کہ یہ خدمت کے قابل نہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے

"من اتانی یمشی اتیته هرولۃً "یعنی اگر کوئی شخص میری طرف چلتا آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔فرمایا کتاب نفحات الانس میں چھ سو بارہ صاحب کمال مرد اولیاء کے نام درج ہیں۔مگر ایک مرد کا نام جو کہ اتا بک محمد شاہ سے آشنائی رکھتا تھا۔اس کا نام فقراء کے دیوان سے خارج کر دیا گیا۔اس کے مطابق آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت مولانا صاحبؒ قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے ایک کی آشنائی و دوستی ایک تونگر شخص سے ہوئی تھی۔ایک دن جب وہ حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف قدم بوسی حاصل کی۔تو آپؒ نے پوچھا یہ کون ہے؟ خادم نے عرض کی کہ یہ حضور کا فلاں مرید ہے۔ فرمایا اچھا! یہ اس سے پہلے تو آدم تھا اب تو یہ آدمیت بھی نہیں رکھتا۔فرمایا حقیقت میں خادموں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خود کو سب سے کمتر جانتے ہیں۔اولادِ آدم میں سب سے بدترین وہ شخص ہے جو خود کو سب سے اچھا اور بہتر سمجھتا ہے۔

## حضرت قبلہ عالمؒ نے دو نصیحتیں فرمائیں

فرمایا ایک دن حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ نے خلوت میں دو نصیحتیں فرمائیں۔ایک یہ کہ تحمل و تسلیم کا طریقہ اختیار کرو گے۔دوسری یہ کہ ہمیشہ حق تعالےٰ کی اطاعت میں رہو گے۔اور اس وقت حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے یہ آیت بھی تلاوت فرمائی"اِنَّ اللہ لا یُضیع اجر المحسنین " یعنی بے شک اللہ تعالےٰ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

پس حضرت فخر الاولیاءؒ نے پھر یہ شعر پڑھا۔

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ترجمہ : تیس سال کے بعد یہ حقیقت خاقانی پر واضح ہوگئی کہ ایک لمحہ خداوند کریم سے لَو لگانا ملک سلیمان سے بہتر ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت حاتم اصمؒ قدس سرہٗ نے ظاہری علم سے کچھ نہیں پڑھا تھا مگر مریدوں کو یہ دو حرف تلقین فرماتے تھے۔

**"الطاعة لِلّٰه و الياس مع خلق اللّٰه "**

ترجمہ : اللہ تعالےٰ کی تابعداری اور مخلوقِ خُدا سے بیزاری کا طریقہ اپناؤ۔

اور فرماتے کہ تکیہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کے غیر پر۔

چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کیا اور اُن پر آگ گلزار ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے غیر پر اعتقاد و بھروسہ کیا اور سات سال قید میں رہے تھے۔ فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخؒ نے بیان فرمایا کہ جس وقت حضرت بابا گنج شکرؒ قدس سرہٗ کو مرض لاحق ہوگیا تھا۔ تو چاہا کہ چند قدم چلیں۔ عصاء پر ٹیک لگا کر چند قدم چلے تھے پھر جلدی جلدی عصاء کو پھینک دیا۔ چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوا۔ پوچھا گیا ، کیا ہوا ؟ فرمایا۔ مجھے عتاب کیا گیا کہ تو نے غیر پر تکیہ کیوں کیا فرمایا۔ **"حسناتُ الا برار سیّات المقربین "**

ترجمہ : نیکوکاروں کی نیکیاں مقربین بارگاہ کے نزدیک بمنزلہ گناہ کے ہوتے ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ اولیاء اگرچہ خدا نہیں مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔ اور وہ اس طرف راہ ہدایت ہر لمحہ کمر بستہ ہیں۔

## فرمایا آؤ میاں کمال، ونج میاں کمال

ایک دن آنجناب پرانی مسجد میں نمازِ عصر سے فراغت کے بعد اپنی عادت کے مطابق امام کے مصلے پر محفل آراء تھے۔اور علماء وفقراء کے طبقہ کے تمام لوگ صف باندھے بیٹھے تھے کہ اس اثناء میں ایک غریب شکل اجنبی شخص پنجاب کا باشندہ شمالی صف میں آنجناب کے قریب آکر بیٹھ گیا۔اچانک آپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔آپ نے فرمایا۔اے جوان! تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے سرنیاز خم کرتے ہوئے ادب کے ساتھ کہا" حضرت کمال" حضرت نے تبسم فرمایا کہ تیرا نام حضرت کمال ہے؟ حضرت بھی کمال بھی۔اس نے عرض کی کہ لفظ خطاب آنجناب سے ہے۔اس غلام کا نام فقط کمال ہے۔آپ نے فرمایا۔آؤ میاں کمال، واہ میاں کمال، ونج میاں کمال۔اسی گھڑی اسے مقصود اصلی تک پہنچایا نماز مغرب کے بعد وہ اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔پھر اسے کسی نے نہ دیکھا۔مولوی محمد یار ارائیں نے کہا کہ اس کے آنے اور جانے کا راستہ میرے قصبہ سے تھا مگر جب وہ واپس جارہا تھا تو اور ذوق لئے جارہا تھا۔

## فرمایا ہمارا محبوب بھی بے پرواہ ہے

میاں احمد قوال نقل کرتا ہے کہ حضرت فخر الاولیاء قدس سرہ' جس وقت حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی تقریب پر مہار شریف جارہے تھے۔اور جب مقام "راوہ" نزد شہر جہان پور کے قریب پہنچے تو سخت بارش شروع ہوئی۔بارش دھواں دھار ہونے کی وجہ سے گردوپیش کی چیزیں نظر نہیں آرہی تھیں یہاں

تک کہ اپنے ہاتھ بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اپنا دست مبارک
آگے کیا اور فرمایا کہ اے احمد۔ دیکھ رہے ہو کہ بارش کی شدت و کثرت کی وجہ سے
ہاتھ نظر نہیں آ رہا۔ آخر جہان پور آ کر ٹھہر گئے۔ پس وہاں ایک شخص زار زار روتا ہوا آیا
اور اپنا سر حضرت قبلہؒ کے قدم پر رکھ دیا اور برابر روتا رہا۔ آپؒ نے فرمایا۔ اے احمد
قوال۔ اس سے رونے کی وجہ دریافت کرو۔ جب میں نے اس سے پوچھا تو اس نے
کہا کہ بارہ سال ہو گئے ہیں کہ ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا ہوں اس کا گھر میرے گھر
سے تقریباً بیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ میں ہر روز چالیس کوس کا سفر طے کر کے اس کا
چہرہ دیکھتا ہوں اور جب تک میں اس کے پاس نہیں پہنچتا مجھ سے تحفہ نماز کی ادائیگی
نہیں ہو سکتی۔ آپؒ نے فرمایا کہ عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے
پوچھا کہ تیری محبوبہ شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ؟ حسینہ ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ
بکر ہے یعنی غیر شادی شدہ ہے۔ عنقریب اس کی شادی ہونیوالی ہے اور کہا کہ وہ حسن
میں کمال رکھتی ہے۔ آپؒ نے پوچھا کہ وہ تم سے بات چیت کرتی ہے یا نہیں؟ کہا اس
سے پہلے وہ کرتی تھی۔ مگر اب وہ استغناء اور لاپرواہی برتتی ہے بلکہ اب تو گوشۂ چشم
سے بھی میری طرف نہیں دیکھتی۔ آپؒ نے فرمایا جب تو چالیس کوس فاصلہ طے کر کے
جاتا ہے تو پھر بھی استغناء دکھاتی ہے۔ فرمایا۔ ہم بھی اسی طرح اپنے محبوب کے پاس
بارش اور طغیانی میں جاتے ہیں مشقت اٹھاتے ہیں اور اسی طرح ہمارا محبوب بھی بے
توجہی کرتا ہے اور اس کی طبیعت میں بھی استغناء اور بے پرواہی ہے کہ ہم سے کوئی
کلام نہیں کرتا۔ پس ہم تیرے لئے دُعا کرتے ہیں اور تم ہمارے لئے دُعا کرو۔ تا کہ
طرفین کے محبوب طرفین کو نظر شفقت سے دیکھیں اور ہم کلام ہو جائیں۔ اس نے کہا

آپ کا محبوب ہمیشہ آپ پر شفیق اور ہم کلام ہے ۔ آپؒ نے فرمایا "شالا ایسا ہو جائے" پس اس شخص نے زار وزار روکر عرض کی کہ اس کی شادی بالکل قریب ہے آپؒ دُعا فرمائیں کہ میرا مقصد پورا ہو جائے۔ آپؒ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مال مسروقہ واپس آ جاتا ہے۔ پھر آپؒ نے دعا فرمائی اور زبان مبارک پر لفظ "فَفِرُّ وُاِلَی اللّٰہ" یعنی پس اللہ کی طرف دوڑ جاؤ۔ فرما کر پھر آپ ذرا لیٹ گئے اور انگلیوں کو اپنے سینہ بے کینہ پر چٹخایا اور تکرار سے یہ شعر پڑھتے رہے۔

ے ہم بندہ ہیں عشق کے مذہب کے
اگر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہو تو کیا

علی الصبح وہاں سے سوار ہو کر مہار شریف کی طرف روانہ ہوئے اور جب اس لڑکی کی شادی قریب پہنچی۔ تو اس لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ تو نے فلاں کو میرا شوہر مقرر کیا ہے اور شادی کیلئے تیار کیا ہے۔ وہ بھی تمہاری طرح میرا باپ ہے میں ہرگز اسے قبول نہیں کروں گی۔ میرا شوہر وہی مہمان ہے جو بارہ سال سے میرے پیچھے خوار اور بے حال ہو رہا ہے۔ مجبور ہو کر اس کے باپ نے اسے جواب دے دیا اور اس عاشقِ صادق کے ساتھ اس کا عقد نکاح باندھا۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ نے واپس وطن کی طرف کوچ کیا تو فرمایا کہ شہر خیر پور آرائیں والہ میں ٹھہریں گے۔ آپ وہاں تشریف لائے دونوں مرد وزن بھی وہاں پہنچے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی پھر دونوں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آنجنابؒ نے اس عورت سے استفسار فرمایا کہ تم نے کس طرح اس جوان کو اختیار کیا اس کے باوجود کہ تیری خواستگاری دوسرے

## زِنورِ محمد جہاں روشن است

مہر مبارک خواجہ نور محمد مہارویؒ
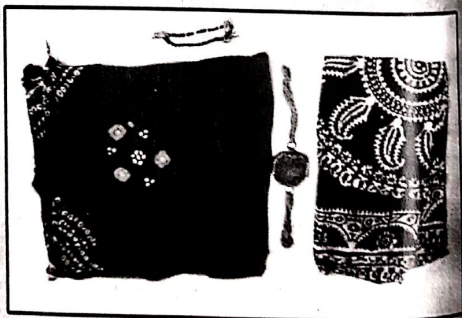
رومال، تعویز، چادر اور تسبیح مبارک
حضرت خواجہ قبلہ عالم نور محمد مہارویؒ

سے تھی۔ کہنے لگی کہ ہر لحظہ آنجناب کی صورت میرے سامنے ظاہر ہوتی اور ساتھ ہی یہ
بھی کہتے تھے کہ اسے قبول کر لاچار میں نے اسے قبول کیا۔

## غریب و مفلس کو مالا مال فرمایا

میاں حاجی بختیار کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس
مبارک کے موقع پر حضرت فخر الاولیاءؒ خانقاہ مبارک پر قیلولہ کے لئے آرام فرما تھے۔
کہ ایک شخص جو مریدانِ صابر یہ متوطن چولستان کے دہقان تھا، حضرت صاحبؒ کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی آہٹ پر آپؒ بیدار ہو کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا تو کون ہے؟
اور کیا چاہتا ہے؟ پہلے اس نے بے اختیار رونا شروع کیا۔ پھر عرض کی کہ میں ایک
غریب، مفلس، نادار اور مقروض ہوں۔ اپنا گزارہ بمشکل ہوتا ہے قرض خواہوں کے
تقاضا سے تنگ آ کر اور آپ کی شفقت، سخاوت اور کرم پروری کا سن کر بارگاہ میں
فریاد کرنے حاضر ہوا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ حضور کوئی وظیفہ مجھے ارشاد فرمائیں
گے تا کہ حق تعالیٰ کشادگی گزران عطا فرمائے اور قرض خواہوں کو بھی اس وظیفہ کے
وسیلہ سے کچھ قرضہ ادا کر سکوں۔ آپؒ نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ عرض کی زراعت
کا کام کرتا ہوں۔ فرمایا زراعت کے کام میں سرگرم ہو جا اس نے عرض کی کہ زراعت
کی وجہ سے اس حالت پر پہنچ گیا ہوں۔ حتیٰ کہ ساہوکار کا مقروض ہو چکا ہوں مجھے وہ
کچھ بھی نہیں دیتے بلکہ میں اتنی مدت سے اس کے خوف سے گھر سے بھاگ نکلا ہوں
اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور اس نے پاؤں
کے چھالے بھی حضرت کو دکھائے۔ کہا جب میں واپس جاؤنگا تو وہ ساہوکار مجھے

پکڑوا کر سرکار کے ہاتھوں گرفتار کرائے گا۔ میں کس طرح زراعت کے کام میں سرگرم ہوسکتا ہوں؟ فرمایا جاؤ، جا کر زراعت کے کام میں سرگرم ہو جاؤ۔ تمہارے ساہوکار کو کہوں گا حق تعالیٰ تیرے زراعت کے کام میں برکت دے گا۔ چنانچہ مایوس ہو کر وطن واپس لوٹا جب گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے اس سے حال احوال پوچھا کہا بزرگی کہاں؟ اس نے تو روزی کا حیلہ بنایا ہوا ہے۔ ڈھول کی طرح خالی ہے اور دنیا میں ہر طرف شہرت کی صدا پھیلائے ہوئے ہے اور خلق کو بے فائدہ خراب کر رہا ہے۔ وہ جب رات کو سویا تو علی الصبح وہ ساہوکار اس کے گھر میں آیا اور کہا کہ اے فلاں! میرے ساتھ آ جاؤ کہ فلاں شہر میں جاتے ہیں کیوں کہ مجھے وہاں ایک کام پر جانا ہے۔ میں بہت ہی پریشان ہوا کہ وہ شہر تو سرکاری اہلکاروں کی جگہ تھی۔ دل میں سوچا کہ جب مجھے اتنی مدت گھر میں نہ دیکھا اور اب جب کہ میں آیا ہوں تو مجھے اس شہر میں لے جا کر حاکم سے گرفتار کرائے گا۔ میری تھکاوٹ اور سفر کی افسردگی اور پاؤں کی تکالیف کے باوجود میرے معذوری کو قبول نہ کیا، تو لاچار میں اس کے ہمراہ چل پڑا۔ دوران سفر ایک جگہ چند آدمی کرائے کے بیلوں پر غلہ باجرہ لادے ہمیں ملے۔ ان سے ساہوکار نے پوچھا کہ یہ غلہ کس کا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ تمہارا ہے۔ کہا کہ فلاں شخص کے مکان میں ڈال دو اور اپنے بیلوں کو فارغ کر کے چلے جاؤ۔ جب راستہ میں کچھ دور گئے تو ساہوکار نے اس دہقان سے پوچھا کہ تجھے غلہ خوراک کے علاوہ بیج کیلئے بھی کچھ دینا تھا۔ اس نے جواب میں کہا کہ ضرور۔ مگر کہاں سے لے آؤں؟ اس کے بعد دو اور کسان بیلوں پر غلہ لادے آتے ہوئے ظاہر ہوئے جب قریب پہنچے تو ان سے کہا کہ اس غلہ کو اس شخص کے گھر ڈال دو اور اپنے جانوروں کو خالی کر دو۔ انہیں دوبارہ

تاکید کرتے ہوئے ہم آگے چلے اور اس شہر میں پہنچ گئے۔اس ساہوکار نے اپنے قرض کے بارے میں کوئی سلسلہ جنبانی نہ کی۔ پھر واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دہقان نے باتوں باتوں میں معلوم کیا کہ تمہارا آنا اس ساہوکار کے ساتھ صرف ہمراہی کے طور پر تھا نہ کہ تقاضا کیلئے۔ پس دل میں سوچا کہ یہ تمام تر تاثیر حضرت صاحبؒ کے فرمان کی ہے جو کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ساہوکار کو تمہارے بارے میں ہم کہہ دیں گے۔ جب گھر آیا تو اس کی عورت نے غلہ پہنچنے کے بارے اور ساہوکار کے قرض کے بارے پوچھا۔ جواب دیا کہ ساہوکار نے اپنے قرض کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں دیا اور غلہ بھی ہمارے گھر میں میری کسی بھی خواہش کے بغیر اس نے خود ہی بھیج دیا۔ یہ انہی الفاظ کی تاثیر ہے جو اس بزرگ نے کہے تھے۔لیکن تادم حال ان پر اعتماد نہ تھا کہ جتنا انہوں نے فرمایا تھا کہ تمہارے ساہوکار کو ہم کہہ دیں گے پس جب زراعت کا موسم پہنچا۔بارش ہوگئی اس دہقان نے زراعت میں سخت کوشش کی۔ جب فصل پکنے کے قریب پہنچی وہ ساہوکار دہقان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے جانوروں کیلئے چارہ اور بھوسہ کی ضرورت ہے۔ کہا بیج اور محصول نکال کر جو کچھ برداشت کے وقت ڈھیری بنائی جائے اس سے پہلے کھڑی فصل کے حصے بنا کر میرا حصہ دے دو اور باقی کو اپنا سمجھو اس کے پکنے پر میں اپنا حصہ گھر لے جاؤں گا۔ دہقان نے اس امر کو غنیمت سمجھ کر شمار کر کے اس کا حصہ تقسیم کر کے دیدیا۔اور باقی کو بلا جھجک اپنے گھر لے گیا ۔اس طرح اُسنے ساہوکار کے زیرِ داشت روزمرہ قرض سے نجات حاصل کی۔ کچھ دنوں کے بعد ساہوکار کو عارضہ مرض لاحق ہوگیا۔اور اس نے دہقان کو طلب کیا اور اپنے بیٹے اور بھائی سے کہا کہ حساب کی بندی لے آؤ تا کہ میں اس دہقان کا حساب

بے باق کردوں۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا حساب مدت تک اسی طرح رہے۔ انہوں نے حساب کی بندی ان کے سامنے رکھ دی اور محاسبہ میں مصروف ہو گئے۔ دہقان کے دل میں تھا کہ مجھے ساہوکار کو اتنے سو روپے دینے پڑیں گے۔ آخر حساب کے وقت جہاں دہقان نے ایک روپیہ دیا تھا۔ خدا کی شان کہ وہاں دس روپے جمع تھے جہاں کسان نے دس روپے لئے تھے وہاں ایک روپیہ لکھا ہوا تھا۔ محاسبہ یعنی حساب کتاب کے بعد صرف تیس روپے دہقان کے ذمہ درج تھے۔ دہقان نے ساہوکار سے کہا کہ اس وقت دس روپے ادا کرتا ہوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے کیوں کہ ان سے پرانا لین دین ہے۔ بیس روپے ان کے ذمہ باقی لکھو۔ ساہوکار کے بھائی نے کہا کہ میں تمہارے سر کے صدقہ کے طور پر دس روپے اسے معاف کرتا ہوں۔ ساہوکار کے بیٹے نے کہا کہ باقی دس روپے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ تمام حساب کتاب پر لکیر کھینچ کر حساب بے باق کر دیا۔ اس دہقان اور اس کی بیوی نے جب حضرت صاحب قبلہؒ کی ایسی کرامت دیکھی کہ واقعی حضرت صاحب قبلہؒ کے فرمان کی برکت ہے کہ معاش کی تنگی اور قرضہ سے نجات مل گئی ہے لیکن ان کی اولاد نہ تھی عورت نے خاوند سے کہا کہ پھر اس بزرگ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے اولاد کے لئے دُعا کراؤ۔ پس جب دوسری مرتبہ حاضر ہوا۔ تو فخر الاولیاؒ حضرت صاحب قبلہء عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس مبارک پر گئے ہوئے تھے۔ مذکورہ دہقان وہاں پہنچا۔ چاشت کے اوراد کے وقت قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت حضرت صاحب قبلہ کچھ آرام فرمانے لگے تھے کہ اس شخص پر نظر پڑی تو آپ نے فرمایا کہ "توں او چک باون والہ ہیں" اس نے عرض کی جی ہاں! میں وہی غلام ہوں۔ فرمایا، اب کیوں آئے ہو؟ اس نے عرض کی کہ آپ کی

توجہ اور امداد سے معاش کی تنگی اور قرض سے نجات مل گئی ہے۔ اب اولاد کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ کیونکہ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔اس اثناء میں اپنی مٹھی مبارک کو اوپر کر کے کہا کہ اسے کھولو اس حالت میں کہ وہ آپ کے برابر جھک گیا اور اس کی پیٹھ برابر ہوئی۔ فرمایا اسی طرح پہلی، دوسری اور تیسری بار ایسا ہی کرو۔ آپؒ نے شیر کی طرح اسے پنجہ مارا۔ مگر وہ ضرب برداشت نہ کر سکا۔ چوتھی بار مشت مبارک کے زور سے لگنے سے اس کے منہ سے نعرہ "بہاوڑی" نکلا۔ آپؒ نے فرمایا "اوہ دھی تھی پئی ہئی" یعنی لڑکی ہوگئی ہے۔ خیریت سے وہ واپس چلا گیا۔ حق تعالیٰ نے اسے اولاد بھی عطا فرمائی۔ کچھ مدت کے بعد اس کی بیوی فوت ہوگئی۔ تیسری بار وہ پھر حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا اس وقت کیوں آئے ہو۔ عرض کی عورت فوت ہوگئی ہے اور میرا خانہ خراب ہو گیا ہے کیونکہ بغیر عورت کے خانہ خراب اور ویران ہے۔ توجہ فرمائیں تا کہ میرا گھر پھر آباد ہو جائے۔ اس بار آپ نے کوئی التفات نہ فرمائی حتیٰ کہ وہ واپس روانہ ہوا۔ مولوی شہسوار یا اور کسی عالم نے اسے سمجھایا کہ جس وقت حضرت صاحب قبلہ ادائے فرض پنجگانہ سے فارغ ہو جائیں تو حضرت کے دعا کے وقت قریب جا کر کھڑے ہو جاؤ اور اونچی آواز سے " کلمہ اللہ زوجنی" کی تکرار شروع کر دو۔ جب چند دن ایسا کیا تو ایک دن آپ نے فرمایا کہ تم کسی جگہ کوئی دلہن تلاش کرو۔ اس نے عرض کی حضور میں نے تلاش کی ہوئی ہے۔ لیکن میرا ہاتھ اس تک نہیں پہنچتا کیونکہ میں بوڑھا اور عیب دار شخص ہوں ایک آنکھ سے معذور ہوں اور سر گنجا ہے اور دور کا مسافر ہوں میرے رشتہ دار خیر پور میں ہیں۔ ایک صاحب دولت کی نوجوان اور خوبصورت لڑکی ہے لیکن وہ مجھے کب اپنی دامادی کیلئے قبول کرے گا۔ آپؒ نے میاں صالح محمد منشی سے فرمایا کہ

ایک سفارش نامہ حضرت مولوی خواجہ خدا بخشؒ صاحب کے نام لکھو جو کہ حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ جب وہ اس خط کو لے کر حضرت مولوی خدا بخشؒ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا۔ اتفاقاً وہ شخص مولوی صاحب کے مریدوں میں سے تھا۔ جب حضرت مولوی صاحبؒ نے حضرت فخر الاولیاءؒ کے مہر زدہ خط کو دیکھا تو اسے سر آنکھوں پر رکھا اور بوسہ دیا۔ پھر اٹھے اس شخص کے گھر گئے۔ اتفاقاً وہ شخص حضرت مولوی صاحبؒ کے تشریف لے جانے سے پہلے بازار گیا ہوا تھا۔ اہل خانہ نے حضرت مولوی صاحبؒ کی تشریف آوری کی اطلاع دی تو وہ رواں دواں اپنے گھر واپس آیا۔ قدم بوس ہوا اور حیران رہ گیا کہ خدا خیر کرے۔ مؤدبانہ عرض کی کہ حضور اس غلام کو جو کہ حضور کا خادم ہے اپنے قیام گاہ پر طلب فرما کر جو فرمان تھا اس کے بارے حکم فرما دیتے۔ خود تکلیف نہ فرماتے بلکہ یہ غلام تو بسرو چشم آپ کے ادنیٰ اشارہ پر فوراً حاضر ہو جاتا۔ حضرت مولوی صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمیں تمہارے گھر آنا ضروری بلکہ لازم تھا۔ پھر انہوں نے حضرت فخر الاولیاءؒ کا مہر زدہ سرفراز نامہ اس شخص کے سامنے رکھا۔ جب اس نے اس سرفراز نامہ کا مطالعہ کیا تو عرض کی کہ وہ عاجزہ غلام حضور کی کنیز ہے۔ جہاں بھی چاہیں عقد نکاح کر کے دے دیں اس غلام کی طرف سے کوئی معذرت نہیں جان و دل سے راضی ہوں۔ حضور کی رضامندی اس غلام کی عین رضامندی ہے۔ پس دونوں کا عقد نکاح باندھا گیا سواری کے ساتھ جہیز کا ساز و سامان وغیرہ بھی ان کے حوالہ کیا۔ وہ شخص اپنے دائمی مقصود اور اہم مطلوب کو پہنچا اور پھر اپنے وطن چولستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

(1) اولیائے حق اگر حق نیستند

لیک ز ومنفک و مطلق نیستند

(2) چونکہ بے یبصر وبی یسمع شدند

جملگی اوصاف را مجمع شدند

ترجمہ: (1) حق تعالیٰ کے اولیاء اگرچہ حق نہیں ہیں لیکن حق تعالیٰ سے مطلق جدا بھی نہیں ہیں۔

(2) کیونکہ ان کا دیکھنا اور سننا حق تعالیٰ کا دیکھنا سننا ٹھہرا بلکہ اس کے تمام اوصاف کے مجموعہ بن گئے۔

## تنگ گزراں کو مالا مال فرمادیا

میاں محمد درزی مؤلف گلشن اسرار کہتے ہیں کہ میں تجارت کے سلسلہ میں قوم استرانہ کے علاقہ میں گیا۔ واپسی کے وقت قوم استرانہ کے ایک شخص نے کہا کہا اسکی بندگی اور نیاز حضور قبلہ کی خدمت میں عرض کروں اور بندہ کے حق میں دُعا کی درخواست بھی کروں ۔ میں نے اس کا نام ونشان پوچھا تو اس نے کہا کہ حضور کی خدمت میں صرف اس قدر حوالہ دیں کہ ”وہ استرانہ کہ جس نے اپنے پیٹ میں چھرا گھونپا تھا اور حضور کو بھی ایذا پہنچانے کا خیال کیا“۔ پس میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ ایسا ہوا کہ میں اسد خان کے نوکروں میں سے تھا۔ کثرتِ عیال کی وجہ سے میری ماہوار تنخواہ میری کفالت نہیں کرتی تھی اور نہایت تنگ گزران تھا۔ جمعہ کے روز میں زیارت کیلئے گیا اور میں معاش کی تنگی پر رویا۔ دعائے

خیر فرما کر کہا کہ خاطر جمع رکھ حق تعالیٰ صاحبِ فضل ہے فضل کرے گا۔ اور اسی طرح دوسرے جمعہ کو، پھر تیسرے جمعہ کو حاضر ہوا۔ جبکہ حضرت صاحب قبلہؒ اپنے خلوت خانہ میں عبادت میں مصروف تھے۔ میں نے خنجر کمر سے نکال کر مصلے پر رکھا اور کہا کہ یہ تیسرا جمعہ ہے کہ آپ کی دعا کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اب سب سے پہلے یہ خنجر اپنے پیٹ میں ماروں گا اس کے بعد حضورؒ کے ایذا رسانی میں بھی کوئی تأمل نہ کروں گا۔ کیونکہ میں انتہائی خراب و ذلیل ہو چکا ہوں اور جان پر آ گیا ہوں۔ فرمایا کچھ رقم تیرے پاس ہے؟ میں نے کہا تقریباً چالیس یا پچاس روپیہ ہیں۔ فرمایا نوکری ترک کر کے تجارت کا پیشہ اختیار کرو۔ حسب الارشاد میں نے جوتیاں خریدیں اور لوگوں میں جا کر فروخت کیں، کچھ نفع ہوا۔ ایک اور چیز جو میں نے سنگھڑ اور ڈیرہ غازیخان میں فروخت کی۔ یہاں مجھے ایک کے چار ملے۔ علیٰ ہذا القیاس، اس وقت میں حضرتؒ کے فرمان کے بموجب اور ان کی توجہ سے بہت صاحبِ مال ہو گیا ہوں۔ اب میں نے اپنے نمائندوں کے ذریعے مضاربت کے طور پر مال خراسان سے ہندوستان اور وہاں سے خراسان تک آمدورفت شروع کی۔ اب میں انتہائی کشادگی کے ساتھ گزران کر رہا ہوں۔

## ایک سیاحت والے کا حال

میاں متولی جو کہ مرید اور مجاز ہیں احمد یارؒ کے۔ احمد یارؒ حضرت فخر الاولیاءؒ کے پیش امام اور خلیفہ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک سیاحت کرنے والے شخص سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمہاری بیعت کن

مشائخ سے ہے؟ اس نے بتایا کہ حضرت فخر الاولیاءؒ سے۔ میں نے کہا کس وقت اور کہاں مشرف ہوئے ہو؟ بتایا کہ میں سیاحت کے تین سالہ دور میں ایک ملک میں پہنچا۔ اس دیار کے تمام لوگ متقی اور پرہیزگار تھے اور اپنی زبان کی کتابیں رکھتے تھے اور پڑھتے تھے۔ ایک دن ایک شخص کی زبان سے میں نے حضرت فخر الاولیاءؒ کا نام سنا۔ میں نے پوچھا کہ تم نے حضرت قبلہؒ کا نام کس سے سنا۔ مجھ سے پوچھا کہ تم کس ولایت سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے بتایا کہ علاقہ ملتان سے۔ کہا کہ حضرت صاحبؒ قبلہ کا مکان ایسے شہر میں ہے جو ریت کے ٹیلوں پر واقع ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس زمانے میں تم نے اس مکان کی زیارت کی ہے؟ کہا کہ ہر جمعہ کو اس مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور نماز جمعہ کی امامت فرماتے ہیں اور منبر پر وعظ و مسائل بھی بیان فرماتے ہیں۔ پس جمعہ کے روز امتحان کے طور پر میں تمام لوگوں سے پہلے مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ گیا۔ پس لوگوں کے انتہائی اژدحام میں اچانک جب میں نے محراب کی جانب دیکھا تو میرا جسم کانپنے لگا اور حضرت صاحب قبلہؒ کو محراب میں موجود پایا۔ جب وعظ و نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کے دامن کو پکڑا اور بیعت کی درخواست کی۔ اس وقت وہاں آپ نے مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا۔ پس جب میری نظر دوسری جانب گئی تو میں نے واپس دیکھا حضرت صاحبؒ قبلہ اس مکان سے اوجھل ہو گئے تھے۔

## نابینا کو دہلی سے بُلا کر نواز دیا

میاں نور احمد فقیر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت صاحبزادہ اللہ بخشؒ صاحب سجادہ نشین حضرت فخر الاولیاءؒ کے ہمراہ حضرت بابا صاحبؒ قدس سرہٗ کے عرس

مبارک پر گیا۔ وہاں پاکپتن میں ایک پنجابی شخص کے ساتھ ایک حجرہ میں سکونت رکھتا تھا۔تو اس شخص نے ایک دن میرے سامنے بیان کیا کہ میں نے ایک نابینا شخص سے ملاقات کی اور وہ حضرت قبلہؒ کے مریدوں میں سے تھے۔اس نے بتایا کہ میں جوانی کے اوائل میں رافضی مذہب رکھتا تھا اور شہر دہلی میں تھا، کہ ایک رات حضرت صاحب قبلہ نے خواب میں مجھے فرمایا کہ تونسہ شریف میں آ کر بیعت کرلو۔اس رات میں نے یہی خواب بار بار دیکھا۔علی الصبح میں نے عصا ہاتھ میں پکڑا اور روانہ ہوا۔ جب شہر دہلی سے باہر آیا تو کسی راہبر اور رہنما کیلئے متردد ہوا۔ایک فرنگی دورہ سے واپس آ رہا تھا جب وہ بالکل میرے سامنے آیا تو اس کے ساتھ دوسرا سوار جو کہ اس کا ملازم تھا اور میرا پرانا آشنا تھا۔اس نے مجھے پہچانا اور کہا کہ اے حافظ ! کہاں جا رہے ہو؟ میں نے بتایا کہ تونسہ شریف کی طرف جا رہا ہوں۔اس نے کہا تونسہ شریف تو یہاں سے پانچ سو کوس کے فاصلے پر ہے اور تو یہاں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔اس قدر مسافتِ بعید کے کس طرح وہاں پہنچو گے؟ اس گفتگو کے سننے کے بعد اس فرنگی نے اپنے نوکر سے کہا کہ گھوڑے سے اترو اور گھوڑا اس کے حوالہ کرو۔اور ساتھ ہی اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سات روپے نکال کر خرچہ کیلئے مجھے دے دیئے۔الغرض جب میں تونسہ شریف پہنچا تو میں نے بیعت کیلئے درخواست کی۔فرمایا، توقف کر۔پس میں ہر روز بیعت کیلئے عرض کرتا رہا اور آپؒ فرماتے ابھی ٹھہرو۔اسطرح تقریباً چھ ماہ گزر گئے کہ ایک دن انتہائی مشتاق ہوا اور جان بلب ہونے کے قریب پہنچا۔اور عرض کی یا غریب نواز ! شاید میں بہت گنہگار ہوں کہ مجھے عقد بیعت میں نہیں لا رہے ہیں۔ فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ کل تجھے بیعت کروں گا پس علی الصبح خدمت میں حاضر ہوا۔فرمایا،

## ونفخت فيه من روحی
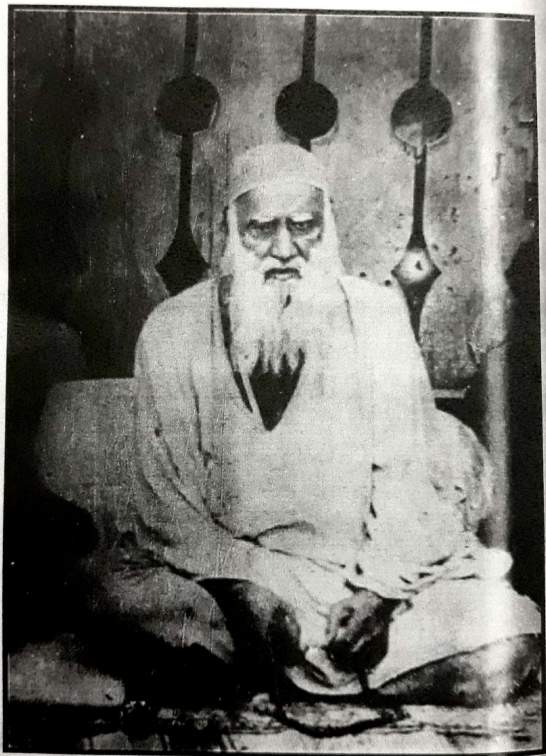
ثانی کریم حضرت شاہ اللہ بخش تونسوی رحؒ

اے حافظ میرے قریب آ جاؤ میں قریب ہوا فرمایا کہ اپنا سر جیبِ تفکر میں ڈالو اور آنکھیں بند کرو۔ میں نے ویسا ہی کیا اس اہتمام کے ساتھ زمین پر "بمعہ مافیھا بصیرة "معائنہ ہوا۔ پھر فرمایا سر اوپر اٹھاؤ میں نے اٹھایا۔ فرمایا کیا دیکھا اور کیا سنا؟ میں نے عرض کی تمام زمین کی سیر کی میں نے سنا کہ تمام مخلوق کہہ رہی ہے کہ یا حضرت خواجہ سلیمانؒ۔ فرمایا ایسی حکایات مت کرو۔ پھر دوسری مرتبہ فرمایا کہ سر نیچے کرو اور آنکھیں بند کرو۔ میں نے تعمیل کی، پھر فرمایا سر اٹھاؤ۔ میں نے سر اوپر اٹھایا۔ فرمایا اب کیا دیکھا؟ میں نے عرض کی کہ تمام آسمانوں کی سیر کی اور میں نے سنا ہر طرف کہہ رہے ہیں یا حضرت خواجہ سلیمانؒ۔ مجھے پھر اسی طرح فرمایا اے حافظ !ایسی حکایتیں بیان نہ کرو۔ پھر تیسری بار فرمایا سر نیچے کرو۔ میں نے سر نیچے کیا۔ فرمایا سر اوپر اٹھاؤ میں نے اٹھایا۔ فرمایا کیا دیکھا اور کیا سنا؟ میں نے دست بستہ عرض کی کہ سات طبقات کو تحت الثریٰ تک دیکھا ہے اور میں نے وہی آواز سنی ۔فرمایا ایسی باتیں کہنے کی نہیں ہوتی ہیں ۔لہٰذا امت کہو پس مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور رخصت کیا۔

الحمدللّٰہ علی ذلک.

## عام بیعت کرنے کے بارے میں فرمایا

حافظ نورالدین مہارویؒ جو کہ اکثر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں رہتے تھے اور رمضان شریف میں تراویح کی امامت کرتے تھے اور قرآن کریم قرأت کے ساتھ سناتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے خلوت میں سوال کیا کہ اگر وعدہ فرمائیں کہ دل میں گراں نہ گزرے گا اور جواب باصواب "کماھو فی نفس

الامر "حقیقت حال کے مطابق ہو کہ اس غلام کی قلبی تسلی ہو جائے۔ میں نے سوال کیا مگر خاموش رہا۔ حضرتؒ نے قبول فرمایا اور میں نے عرض کی کہ اولیائے متقدمین تھوڑی تعداد میں لوگوں کو بیعت کرتے تھے اور حضورؒ نے تو بالکل ہاتھ فراخ رکھے ہوئے ہیں۔ عام خاص ہر ایک کو بیعت کرتے ہیں آخر کیا وجہ؟ فرمایا تم نے سنا ہوگا کہ کسی شخص نے یہی سوال حضرت محبوب الٰہی سے کیا۔ تو انہوں نے جواب فرمایا کہ میں نے اس وجہ سے فراخ دلی کی ہے کہ شاید میرا ہاتھ اس مقصود تک پہنچے کہ اس ہاتھ کے چھونے سے حق تعالیٰ مجھے بخش دے۔ میں نے عرض کی کہ اس جواب سے اس غلام کی تسلی نہیں ہوئی۔ آپ ایسا جواب ارشاد فرمائیں کہ اطمینان کلی حاصل ہو جائے۔ فرمایا پوشیدہ رکھو گے؟ میں نے عرض کی کہ جب گہرے سمندر سے کوئی چیز باہر آتی ہے تو پھر ندی نالوں میں پہنچتی ہے وہ کس طرح چھپ سکتی ہے۔ فرمایا۔ خیر! برملا نہیں کہو گے۔ جیسے کہ مشہور ہے کہ ایک دن ہاتف غیبی نے حضرت بہاؤالدین ذکریا قدس سرہٗ کو ندا کی کہ آج جو بھی تمہاری زیارت کرے گا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ پس اسی وقت حضرت بہاؤالدین ذکریا قدس سرہٗ اونٹنی پر سوار ہو کر تمام شہر کے کوچہ کوچہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو اپنی زیارت کا شرف عطا کیا اور اس دعا گو پر ہر روز یہی ندا پہنچتی ہے فراخ دستی کی وجہ یہی ہے۔

## بارہ ربیع الاوّل کو تونسہ شریف میں خلقت کا ہجوم ہوا

میاں گل محمد دامانی جو حضرت صاحب قبلہ کے قدیم ہم صحبتوں میں سے تھے اور قدیم معلمان اور حاشیہ نشینوں میں سے تھے۔ ان سے منقول ہے وہ کہتے تھے کہ جو

بھی حضرت صاحب قدس سرہٗ کی حیاتِ ظاہری میں لنگر خانہ کے جنوبی دروزاہ سے ایک بار گزرے گا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ مخفی نہ رہے کہ ان کے کہنے کا اثر ان کی وفات کے بعد ظاہر ہوا۔ جب حضرت صاحبؒ قدس سرہٗ کی ظاہری حیات کے دنوں اور عمر شریف کے آخری ایام میں علاقہ دامان کے لوگ مرد اور عورتیں وغیرہ نے بارہ ربیع الاول کی تاریخ کو ایسا اژدحام کیا اور حضرت صاحب قبلہؒ کی زیارت کیلئے ٹوٹ پڑے کہ تمام کوچہ و بازار اور شہر لوگوں سے بھر گیا۔ یہاں تک کہ ریگستان یعنی ریخ میں آدم ہی آدم تھا کہ گزرنے کی راہیں تنگ ہوگئیں۔ جب ان کے اژدحام کی بابت ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ غیب سے آواز کانوں میں پہنچی کہ جو بھی ماہ مذکور کی بارہ تاریخ کی رات کو حضرت صاحبؒ سنگھڑ والے کی زیارت کرے گا۔ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ پس اس غیبی آواز کے سنتے ہی ہر شہر، ہر بستی اور ہر گاؤں سے زراعت کرنے والے کھیت میں ہل چلاتے جوڑا کو بغیر کھولے، اور چرواہے ریوڑ کو کھیتوں میں چھوڑ کر، مائیں شیر خوار بچوں کو پنگھوڑوں میں چھوڑے، بلکہ آٹا گوندھتی ہوئی عورتیں گندھا ہوا آٹا اسی طرح چھوڑ کر، روٹی پکانے کی مہلت نہ پاکر، ہاتھوں پر گندھا آٹا لگے ہوئے اپنے اپنے مقام سے جلدی جلدی، دوڑ دوڑ کر تونسہ شریف پہنچ گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوکر دارین کی سعادتیں حاصل کیں۔ چنانچہ ایک افغانی عورت سے کسی نے پوچھا کہ تو کتنے دن میں یہاں پہنچی؟ کہا کہ کل میں اپنے گھر سے باہر اپنے کسی کام سے آئی تھی، کہ اچانک یہ ندا میرے کانوں میں پہنچی تو میں نے وہاں سے کمر ہمت باندھ کر اس طرف دوڑ پڑی۔ جب کہ میرے گھر سے تونسہ شریف کا فاصلہ پچاس کوس تھا۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ نے

اس تمام اژدحام کو دیکھا۔ تو اس اژدحام کے بارے میں محمد اکرم خادم خاص سے پوچھا کہ یہ کیسا انبوہ ہے؟ اس نے عرض کی تعجب ہے کہ خود بلایا ہے اور اب اکرم سے پوچھتے ہو کہ یہ کیسا انبوہ ہے؟ فرمایا واللہ۔ میں نے اِدھر کسی کو نہیں بلایا ہے خود بخود آئے ہیں۔ پس میاں مذکور نے عرض کی کہ خدارا کچھ دیر کے لئے عبادتِ حق اور خلوت سے باہر آ کر برملا تشریف رکھیں تا کہ خلقت بغیر کسی تکلیف اور دقت کے شرفِ زیارت کر سکیں۔ پس زائرین کی پاسِ خاطر فرماتے ہوئے مصلے باہر ڈال کر ظاہر ہو کر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ ہر آدمی زیارت کر کے واپس روانہ ہوتا رہا۔ **والحمدلِلّٰہ تعالیٰ فی الاولیٰ والعقبیٰ**۔

## فرمایا خدا خدا ہے، بندہ بندہ ہے

ایک دن محفل میں ایک درویش شخص نے عرض کی کہ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ تمام یاروں کو پسندیدہ امور سے سرفراز فرمائے۔ فرمایا ہم تو چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمام یاروں کو مرتبہ ولایت نصیب فرمائے لیکن کام اس کی مشیت پر ہے پھر آپ نے پڑھا۔

؎ کار ہا بر خواہش خود خواستن کار خدا است

بندہ بودی ہم خدا گشتن تو ای نادان کجا است

ترجمہ: تمام کام اپنی مرضی سے کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ تو بندہ تھا تیرے لئے خدا بننا تیری کتنی بڑی نادانی ہے یعنی آخر خدا، خدا اور بندہ، بندہ ہے۔

## ایک درویش کے سوال پر سرد آہ بھر کر فرمایا

ایک درویش نے موضع تاج سرور (پرانی چشتیاں) میں آپ کی خدمت

میں عرض کی کہ غلام کو راہ حق ارشاد فرمائیں۔اس بات کے سنتے ہی آپ نے سر کو تفکر میں نیچے کیا کچھ دیر بعد سر اوپر اٹھایا اور ٹھنڈی آہ بھر کر کہا کہ کافی سال بعد صرف اس درویش نے راہِ حق ارشاد کرنے کا سوال کیا ہے۔عجب ماحول آ گیا ہے پھر بھی۔الحمدلِلّٰہ علٰی ذلک.

## فرمایا طالبِ مولیٰ قلیل ہیں اور طالب دنیا کثیر ہیں

ایک دن اخوندزادہ میاں دُرمحمد نے حضورؒ کی بارگارہ میں گزارش کی کہ غلام کو راہِ حق کی ہدایت فرمائیں تاکہ مقصود اصلی میرے ہاتھ آجائے۔آپؒ نے خوش ہوکر فرمایا کہ اس جانب بُخل نہیں ہے بلکہ باغبان عورتوں کی طرح " کہارہ "یعنی ڈھولکی سر پر رکھ کر منادی کررہا ہوں کہ کوئی طالب ہے تو آجائے لیکن کاش! طالبِ مولیٰ نہایت ہی قلیل ہیں اور طالبِ دنیا کثیر ہیں۔

## طالب علم کی خودداری

حکیم میاں احمد درویش خدایاد، خلیفۃ الرحمان میاں محمد بارانؒ سے نقل کرتے ہیں۔کہ جس وقت مولوی محمد عثمان سکنہ وہوا اپنے کاروبار کے سلسلہ میں شہر کلاچی آئے۔تو میں اس وقت طالب علم تھا۔میں نے ان کے پاس جاکر عرض کی کہ اگر میں تمہارے ہمراہ وہوا چلوں تو مجھے کسی کتاب کا سبق دیں گے۔انہوں نے کہا کہ اس وقت چالیس طالب علم پہلے ہی موجود ہیں اور سبق پڑھتے ہیں لیکن وجہ معاش سوائے گدائی کرنے کے میسر نہیں ہوتا۔اگر تمہیں گدائی قبول ہے تو سبق لے سکتے ہیں لیکن شرط یہی ہے۔سوائے سبق پڑھنے کے اور غرض نہیں رکھو گے۔خواہ وجہ ءمعاش

میسر ہو یا نہ ہو کیونکہ وہاں بالکل قحط سالی ہے۔ پس لاچار ہو کر میں نے اس شرط کو قبول کیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب شہر وہوا میں پہنچے تو ایک دن رات میں میرے حلق میں کوئی لقمہ نہیں پہنچا۔ اسی طرح چند دن فاقہ سے گزر گئے ایک دن ایک زمیندار چند روٹیاں اور حلوہ لایا اور مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو پوچھا یہ لڑکا کہاں سے آیا ہے اور کونسی کتاب پڑھتا ہے؟ مولوی صاحب نے بتایا کہ شہر کلاچی سے ہمارے ہمراہ آیا ہے اور کتاب شیخ عطار پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ چندروز سے میں نے کسی غیر کے دروازہ پر نہیں دیکھا تم کچھ کھانا اپنی طرف سے دے دیا کرو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں اس لڑکے کو صرف سبق پڑھانے کے وعدہ پر لایا ہوں میں نے اسے بتایا تھا کہ کھانے کے متعلق میں کچھ نہیں کرسکوں گا۔ اس وقت جو کچھ اس درویش کی قسمت میں ہے اسے بھی دیدو۔ اس کے بعد دوسروں کو تقسیم کردیں۔ پس اس شخص نے ایک روٹی اور تھوڑا سا حلوہ مجھے دیا اور باقی دوسروں میں بانٹ دیا۔ جب میں نے روٹی کا لقمہ حلوہ سے ملا کر منہ میں ڈالا زور سے چبا کر حلق سے نیچے اتارنے کی کوشش کی تو ہرگز حلق سے نیچے نہ گیا۔ اس شخص نے مولوی صاحب سے کہا کہ شاید اس لڑکے کو مارنے کیلئے لائے ہو۔ مولوی صاحب نے اسے بتایا کہ وجہ معاش نہ ہونے کی بناء پر میں پہلے ہی مشروط طور پر لایا تھا۔ پس وہ شخص مجھے گھر یعنی تالاب کے کنارے پر لے گیا اور کہا کہ لقمہ چبا کر پانی سے حلق میں اتارتا جا۔ اس طرح میں بمشکل آدھی روٹی کھا سکا اور باقی روٹی میں نے درویشوں کو دیدی۔ اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ چند قدم میرے ہمراہ آجاؤ۔ میں ساتھ گیا اس نے کہا کہ میرے گھر کا دروازہ یہی ہے ہر رات کو شام کے وقت اس دروازہ پر آجاؤ اور دستک

تمہیں ایک روٹی اور سالن دے دیں گے لے جایا کرو۔ جب میں واپس مسجد آیا تو میں نے سوچا کہ مناسب نہ ہوگا کہ خانہ خدا کو چھوڑ کر غیر کے گھر جایا کروں۔ اگلی رات میں نہ گیا پھر اگلی رات وہ آیا۔ اور اس نے کہا کہ تم روٹی لینے کیوں نہ آئے؟ میں نے کہا کہ اور بھی بہت سے درویش ہیں مہربانی کر کے انہیں دے دیا کریں۔ میں اللہ تعالیٰ کے گھر کا دروازہ چھوڑ کر غیر کے دروازہ پر نہیں جاؤں گا۔ کہا میں دوسروں کو کیسے دوں؟ مجھے تو حکم تمہیں دینے کا دیا گیا ہے۔ آئندہ لاچار خود پہنچا دیا کروں گا۔ جب دوسرے نمازیوں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آئندہ جو ہمارے پاس آئے گا ہم اس کی روٹی اور کپڑوں کا انتظام بھی کر دیا کریں گے۔ چنانچہ میں نے کئی طلباء کے کھانے اور کپڑوں کا انتظام بھی کیا تھا۔ البتہ کپڑوں کا حال یہ تھا جب بالکل پھٹ جاتے تو کوئی ٹانکا کہاں سے اور کوئی کہاں سے لگا لیتے تھے۔ کبھی تو نصف کپڑا کسی رنگ کا اور نصف کسی اور رنگ کا دے دیتے تھے۔ اس طرح درویش اپنا گزارہ کرتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد ڈیرہ غازیخان کی طرف براستہ شیخ اسماعیل روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں نے ایک شخص کو ننگے پاؤں دیکھا۔ تو میں نے اپنا جوتا اسے دے دیا ایک اور شخص مجھے ملا اس نے مجھے برہنہ پا دیکھا تو اس نے اپنا جوتا مجھے دے دیا۔ یہ منزل تقریباً بارہ میل تھی۔ تین بار ایسا اتفاق ہوا۔ مغرب کے وقت ایک جوان ایک درخت پر کھڑا تھا مجھ سے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ میں نے اپنے احوال اسے بتا دیئے کہا رک جا۔ جب تک کہ میں درخت سے نیچے اتر نہیں آتا۔ میں ٹھہر گیا۔ پس وہ درخت سے نیچے اتر آیا۔ کہا تم میرے ساتھ آ جاؤ اور رات میرے گھر گزارو۔ جب صبح ہوگئی تو ایک گٹھڑی جوتوں کی لا کر میرے سامنے رکھ دی

اور کہا دیکھ لو جو جوتا تمہارے پاؤں کے موافق آ جائے وہ پہن لو۔ پس میں نے ایک
جوڑا جوتا اٹھا کر پہن لیا اور چل پڑا۔ مدرسہ میں پہنچ کر مولوی صاحب کے پاس سبق
شروع کیا۔ ایک دن مہار شریف سے استاد مولوی صاحب کی وفات کی خبر پہنچی۔
ہمارے استاد مولوی صاحب ان کی فاتحہ خوانی کیلئے ادھر روانہ ہوئے اور مجھے بھی ہمراہ
لے گئے۔ جب واپسی کا ارادہ ہوا تو اس استاد کے اہلِ پردہ نے مولوی صاحب کی
خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرا بیٹا بہت چھوٹا ہے۔ مکتب دوسرے ساتھیوں کے حوالہ کر دو
کہ ہمارے معاملات اور رسومات ہمارے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں۔ اس بارے
میں ہمارا مشورہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہمارے ساتھ یہاں رہو۔ پس مولوی صاحب وہاں
ٹھہر گئے اور حضرت صاحب قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے لنگر سے اس استاد مولوی صاحب
کے اہل خانہ کیلئے کچھ غلہ حاصل کیا۔ چونکہ درویش لنگر کے اخراجات کیلئے غلہ دانہ وغیرہ
کلالان کی چکی سے پسوا کر لے آتے تھے اور میں بھی درویشوں میں شامل تھا۔ ایک
دن ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ جس قدر دانہ تمہارے حصہ میں آئے گا میں تجھے بطور
اُجرت کے پیش کر دونگی اسی طرح کر لینا۔ ایک دن مولوی صاحب کے استاد زادہ کو
درد شکم اٹھا۔ اس کی ماں نے پوچھا کہ شاگرد درویش نیک طالب علموں سے ہے اس
سے تعویز لکھوا کر اسے پلا دینا تا کہ شفایاب ہو جائے اس نے ایک عورت بھیجی اور
پہنچی۔ میں نے تعویز لکھ کر دیدیا۔ اس نے پیا اور شفایاب ہو گیا اس طرح میرا نام
وہاں مشہور ہو گیا۔ ایک دن میرے استاد نے حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے بطریق نصیحت مجھ سے کہا کہ خبردار اس شخص کے پاس ہرگز نہ
جانا۔ کیونکہ وہ طلباء کو گمراہ کرتے ہیں اور علم پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ جب میں

آدھی رات کو اپنے روزمرہ معمول کے مطابق بیابان میں جا کر یادِ حق میں مصروف تھا۔ دیگر طالبعلموں نے استاد صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ یہ جوان عورتوں سے ملتا جلتا ہے اور روٹی تمہارے استاد کے گھر سے خیالِ فاسدہ کے ساتھ کھاتا ہے۔ استاد صاحب کو اس کے کہے پر یقین ہو گیا اور در پردہ میرے احوال پر کھوج میں لگ گئے۔ ایک دن دوپہر کے وقت مجھے تلاش کیا تو مجھے نہ پایا۔ آخر مجھے حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں دیکھا اور شدید غصہ ہوئے۔ مگر ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کچھ نہ کہا جب رات ہو گئی تو میں اپنے معمول کے مطابق آدھی رات کے بعد بیابان میں یادِ حق کرنے چلا گیا۔ صبح صادق کے وقت واپس آ کر ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔ میں سویا ہوا تھا جب میرے استاد صاحب نمازِ فجر کی امامت سے فارغ ہوئے تو رات کے حال احوال کی کیفیت تفصیل سے معلوم کی۔ پھر ایک چوبی ڈنڈا اٹھایا۔ دونوں ہاتھوں سے پوری قوت کے ساتھ اس چارپائی پر مارنا شروع کیا میں بھاگ نکلا۔ چارپائی ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی میں جلدی سے دوڑتا ہوا حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پہنچ گیا اور تمام صورت حال عرض کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم یہاں سے کوٹ مٹھن جا کر قاضی صاحب کی خدمت میں علم حاصل کرو۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ پس کچھ مدت بعد کثرتِ مطالعہ کی وجہ سے دردِ سر پیدا ہوا اور جس سے دماغی خلل واقع ہوا۔ ایک دن میں کوٹ مٹھن کے بازار میں گیا۔ ایک نوجوان سپاہیانہ لباس میں ایک چارپائی پر بیٹھا تھا، مجھے دیکھا تو اپنے پاس بلایا۔ میں اس کے قریب گیا اور کہا کہ یہ رقم لے لو اور فلاں فلاں چار دوائیاں خرید لاؤ میں خرید لایا۔ کہا کہ ان کو پانی میں ڈال کر اُبالو میں نے اُبالا۔ کہا صاف کر کے پی لو۔ میں نے صاف کر کے پی لیا۔ تو خدا کی قدرت کہ دردِ سر اور خللِ

دماغ سے خلاصی پائی۔ چند دن بعد میرا گزر پھر اس آدمی کے پاس سے ہوا۔ پوچھا کہ اب کونسی کتاب پڑھتے ہو۔ میں نے بتایا کہ " کتاب مطول " پڑھ رہا ہوں کہا کہ تیرے پڑھنے کی حد یہیں تک تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اب اسے پڑھو اور کہا کہ اب یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ جب میں کوٹ سے روانہ ہوا تو اثنائے راہ جنگل میں اور رات کی تاریکی میں میرے کانوں میں جہر کی آواز پہنچی۔ میں رک گیا اور اس آواز کا منتظر رہا۔ جب میں نے ذکر کرنیوالے کو پایا تو میں نے اس سے کہا کہ مہربانی کر کے مجھے بھی راہِ حق کا آشنا بنالیں۔ اس نے کہا کہ حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں جا۔ کہ ان کی وساطت سے اس راہ پر پہنچ جاؤ گے۔

**واللہ اعلم بالصواب ۔**

## حضرت خلیفہ میاں محمد بارانؒ کے مجاہدات نمبر 1

یہ بھی خلیفۃ الرحمان میاں محمد بارانؒ سے منقول ہے۔ کہ میں جس وقت حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں پہاڑ گڑ گوجی میں تھا اور میرے والدِ بزرگوار میری دردِ جدائی سے پریشان تھے۔ اور ہر ایک سے پوچھتے تھے ایک دن ایک شخص حاجی شہر کلاچی میں پہنچا۔ میرے والد صاحب کے سامنے میرے حال احوال کے بارے میں خبر پہنچائی اور بتایا کہ ایک نوجوان اس شکل وصورت کا کوہ درگ میں ایک مردِ کامل کے پاس معتکف تھا۔ پس میرے والد صاحب سن کر ادھر چل پڑے اور پوچھتے پوچھتے کوہ گڑ گوجی میں حضرت فخر الاولیاءؒ کے عبادت خانہ میں پہنچ گئے۔ فرمایا کون ہو اور کیا نام ہے؟ کہا کہ میں افغان ہوں قوم گنڈہ پور ہے اور میرا نام نور محمد ہے۔ فرمایا کیسے آنا ہوا؟

مزار شریف والد بزرگوار، چچا اور بھائی حضرت فخر الاولیاءؒ (گڑ گو جی شریف)

چشمہ جہاں فخر الاولیاءؒ کی والدہ پانی بھرنے جاتی تھیں (گڑ گو جی شریف)

مقام شریف جہاں پیر پٹھان غریب نواز نے اپنے مرشد
سے آخری ملاقات کیلئے گھر کی دیوار سے چھلانگ لگائی (گڑ گو جی شریف)

کہا میرا بیٹا گم ہوگیا ہے۔اسے تلاش کرتا آیا ہوں ۔فرمایا کتنا عرصہ ہوا ہے کہ تمہارا
فرزند تم سے جدا ہوا ہے؟ کہا پورے چودہ سال گزر رہے ہیں ۔فرمایا۔تم اپنے فرزند کو
پہنچانتے ہو؟ کہا کیوں نہیں پہچانتا فرمایا کہ فلاں جھونپڑی میں ایک جوان بیٹھا
ہوا ہے۔جاؤ اسے دیکھو پہچانو اگر تمہارا بیٹا ہوتو مل لو۔جب میں وہاں گیا اس نے مجھے
دیکھا تو بے اختیار نعرہ لگایا اور مجھ سے چمٹ گیا اور درد جدائی سے اس نے رونا شروع
کیا۔یہاں تک کہ اس کو ہچکی بندھ گئی۔پس چند دن وہاں متوقف رہے پھر میں نے کہا
کہ جناب فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں لے جا کر مجھے بیعت کرائیں۔والد بزرگوار کے
ہمراہ جا کر ان کی بیعت کیلئے درخواست کی۔فرمایا، اپنے والد صاحب کو خود بیعت
کرو۔میں نے دست بستہ عرض کی کہ جناب عالی کرم فرمائیں۔قبول فرما کر بیعت
سے مشرف فرمایا۔چند ایام کے بعد وطن جانے کیلئے حضرت صاحبؒ سے اجازت
طلب کی۔فرمایا، آئندہ اپنے بیٹے کی مرضی پر کام کرنا ہوگا اور اسے واپس میرے پاس
بھیج دیں گے۔جب ہم اپنے گھر پہنچے میرے والد صاحب نے کہا کہ میں بھی اللہ
تعالیٰ کیلیے سب کچھ ترک کرتا ہوں۔پس گھر کا تمام ساز وسامان انہوں نے اللہ کی
راہ میں بانٹ دیا۔جب چند دن کے بعد میں نے والد صاحب سے اجازت طلب کی
تو وہ بھی میرے ہمراہ روانہ ہوئے اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ان کا
حال وہاں جاتے ہی دوچند ہوا کہ جب کسی سے حضرت رسول مقبول ﷺ کے اسم
پاک سنتے تو بے اختیار ہو کر روتے ہوئے زمین پر گر کر تڑپنے لگ جاتے۔ہر وقت مجھ
سے حج پر جانے کی اجازت طلب کرتے رہتے تھے۔آخر ہم دونوں نے حضرت
صاحب کی خدمت میں پہنچ کر عرض کی۔فرمایا حج پر جانا اور حج ادا کرنا ایسے ہی

مرد کا کام ہے۔ پس حضرت صاحب نے اجازت دے کر فرمایا کہ تمہیں بھی تمہارے والد صاحب کے ساتھ اجازت دیتا ہوں پس گڑگوجی سے روانہ ہوئے اور ادھر واصل بحق ہو گئے۔ الحمدلِلّٰہ علی ذلک۔

ہم چون اکسیر است صحبت پیر ما ۔ می کند فی الحال مسہا را طلا

ترجمہ: ہمارے پیر کی صحبت اکسیر کی طرح ہے اسی وقت تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔

## ایضاً، مجاھدات نمبر 2

خلیفہ صاحب سے یہ بھی منقول ہے کہ شہر درابن میں ایک بزرگ تھے جب میں شہر کلاچی سے حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں تونسہ شریف جانے کیلئے روانہ ہوا انہوں نے میرا راستہ روکا۔ جب ملاقات کا اتفاق ہوا۔ وہ ایسا تصرف رکھتے تھے کہ ہر بندہ ان سے ملے بغیر آگے نہ جا سکتا تھا اور اوراد و وظائف میں بھی کوتاہی نہ کرتا تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے درابن کی راہ چھوڑ کر بیابان کے راستے آنا جانا شروع کیا۔ پس کشف سے صورت حال کو معلوم کیا اور بیابان میں اس سے ملاقات ہوئی۔ آخر ایسا ہوا کہ میں اٹھ بیٹھ نہیں سکتا تھا پس اس صورت حال کو دیکھ کر کسی نے حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں عرض کی کہ محمد بارانؒ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ دو آدمی اس کے بازو وغیرہ کو پکڑ کر سجدہ کراتے ہیں۔ فرمایا اسے یہاں لے آؤ۔ جب مجھے آپ کے پاس لے آئے۔ فرمایا یہ جوان اس انتہا تک پہنچ چکا ہے کہ اب باقی کوئی اور مقام نہیں بچا ہے تم ان کی طرف ذرہ بھر انگشت نمائی بھی نہیں کر سکتے۔ پھر درابن کی طرف متوجہ ہوئے اور بلند آواز سے آپؒ نے اللہ اکبر کہا اور دعائے خیر فرمائی کہ میں صحت

مند ہو گیا۔ رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مرتبہ شہر درابن کے راستہ سے جاؤ گے۔
جب میں شہر کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک درویش اس بزرگ کے انتظار
میں کھڑا ہے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ان کے پاس لے گیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ
بزرگ اتنا گھل کر کمزور ہو چکا ہے کہ ڈول کی طرح نظر آتا ہے۔ جب مجھے دیکھا تو
زاروزار رونا شروع کیا اور کہا کہ آپ کے پیر صاحبؒ نے مجھ پر دستکاری کی ہے۔
بلکہ میرے ایمان کی نقدی بھی لے گیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے میرا ایمان واپس دلا دو۔
پس دعاِ خیر کر کے وہاں سے چل پڑا جب چند قدم شہر سے باہر آیا تو اس کے مرنے کی
خبر پہنچی کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔

## ایضاً، مجاہدات نمبر 3

خلیفہ صاحبؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ جس وقت مولوی صدیق کُرائی شہر
کلاچی میں آئے۔ امام مسجد سے وہ ایک بھیڑ اور پانچ روپے لیتے تھے اور مجھ سے بھی
درخواست کی۔ میں نے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ عطا فرمائے گا۔ تمہارے مکان پر
پہنچاؤں گا۔ ناراض ہو گئے اور کوئی لفظ پڑھ کر میری طرف پھونک دیا میں چند روز بعد
بندشِ شکم کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا۔ مجبور ہو کر اور لوگوں کے کہنے پر میں مولوی صدیق
کے پاس چلا گیا، کہا کونسی دوائی چاہتے ہو۔ میں نے کہا دوائی نہیں دعا چاہتا ہوں کہا دُعا
ہرگز نہیں کروں گا۔ مایوس ہو کر واپس اپنے مکان پر آیا ایک شخص چند عدد تُرب کلاں
میرے پاس لایا اور دوسرا روغنِ زرد اور چوبِ زرد اور فلفلِ سرخ۔ پس تمام اشیاء کو
دیگچہ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا۔ جب پک گئے تو پلیٹ میں ڈال کر ٹھنڈا کیا جہاں

میں سویا ہوا تھا وہاں مجھے لا کر دے دیا میں لیٹے لیٹے کھاتا رہا۔ایک گھنٹہ کے بعد میرے شکم میں حرکت سی پیدا ہوئی میں نے درویشوں سے کہا کہ مجھے بیت الخلاء لے جاؤ۔شکم جاری ہوا تکلیف سے نجات حاصل ہوئی ۔ جب میں زیارت کیلئے تونسہ شریف گیا۔قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تو حضرت فخر اولیاؒ صاحب نے فرمایا اے فلاں! اتنا سُست نہیں ہونا چاہئے تھا کہ دوسرے تمہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور تم ناخن کے برابر بھی کچھ نہ کرسکو۔ جب میں رخصت ہوا تو فرمایا کہ اس مرتبہ ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے بستی کُرائیاں میں جانا ہوگا۔جب ہم کرائیاں بستی میں گئے تو ہم نے سنا کہ مولوی صدیق عذاب میں مبتلا ہوکر بری طرح ہلاک ہوا۔اس نے وصیت کرتے ہوئے کہا کہ پیر خلیفہ صاحب نے میری جان پر عظیم بلا چھوڑ کر اپنے پیر کے دروازے چلا گیا۔خدارا میرا قصور معاف کراؤ۔

؎ دادِ رہید مارا ازیں نفس ہوا دست گیرای دست تو دستِ خدا

ترجمہ: ہمیں اس نفس کی خواہش سے چھٹکارہ دلا دیں کیونکہ تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

## ایضاً، مجاہدات نمبر 4

ایک دن مولوی حسن علی باغبن نے خلیفہ صاحب سے پوچھا کہ اپنے وجود مبارک کو ایسے مجاہدات میں ڈال کر کیوں اس قدر کمزور ونحیف کیا ہے؟ کہ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت میں دشواری ہوتی ہے فرمایا جب تک بدن میں کھانا ہضم کرنے کی طاقت تھی حضرت فخر الاولیاءؒ کھانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔اب کھانے کی اجازت دی ہے تو بدن میں کھانا ہضم کرنے کی طاقت نہیں ہے۔مولوی مذکور نے پھر پوچھا کہ کیا

وجہ ہے کہ تم نماز باجماعت سے فراغت کے بعد حضرت صاحب کی دعا مانگنے سے پہلے اٹھ کر مسجد کے پانی سے بھرے ہوئے گھڑوں کے پاس جا کر بیٹھے ہو۔ اور مردوں کی صف سے بھاگتے بھی نہ تھے۔ فرمایا کہ حضرت صاحبؒ قبلہ کے انوار کی شعائیں اس بے چارہ کو قریب نہ ہونے دیتی ہیں۔ میں ان لوگوں پر قربان جاؤں جو کہ حضرت صاحب کے سامنے حکایات بیان کرتے ہیں اور دوسرے لوگ سنتے ہیں۔ سبحان اللہ! وہ ایسا وقت تھا کہ جب میں کوٹ مٹھن میں قاضی احمد علی کے درس میں فخر اولیاؒ کا ہم سبق اور ہم طبق تھا اور وہ وقت تھا کہ جب مَیں اُن کی خدمت میں سلوک کی کتابیں پڑھتا تھا۔ اب ایسا وقت ہے کہ میں ان کے دیدار کا مشتاق ہوں کیونکہ میں نے کبھی اس ذات والا کے جمال کو سیر ہو کر نہ دیکھا۔

## ایضاً، مجاہدات نمبر 5

میاں دلیل فقیر خانپوری نے جناب خلیفہ صاحب سے سوال کیا کہ آپ حضرت صاحبؒ کے سامنے کیوں نہیں جاتے تھے اور کیوں صرف دروازہ کے سوراخوں سے آں ذاتِ شریف کے جمالِ مبارک کو دیکھتے تھے؟ فرمایا۔ کہ اے میاں دلیل۔ شاید کہ مثنوی ومعنوی میں اس سطرِ باف کا قصہ آپ نے پڑھا ہوگا۔ کہ وہ اپنے گوسالہ سے بے پناہ محبت کرتا تھا کہ ہر وقت اسے آراستہ کئے رکھتا تھا، ہر وقت اس کی پیٹھ کو مس کرتا سہلاتا رہتا تھا۔ اسے کمبل اوڑھاتا تھا حتیٰ کہ رات کی تاریکی میں اٹھ اٹھ کر اسے مس کرتا، ٹٹولتا، چمکارتا اور بوسہ دیتا تھا۔ ایک رات گہری نیند میں تھا کہ ایک شیر آیا اور اس گوسالہ کو وہیں چیر پھاڑ کر کھا گیا اور پھر وہیں بیٹھا رہا۔ وہ شخص اپنی عادت

کے بموجب رات کی تاریکی میں اٹھا۔ گوسالہ کی جگہ پر گیا اس شیر کو گوسالہ سمجھ کر مس کیا، چمکارنا اور چومنا شروع کیا تاریکی کی وجہ سے پتا نہ چل سکا۔ شیر نے دل میں کہا کہ تاریکی میں تو مجھے مس کررہا ہے اور چوم رہا ہے جب دن روشن ہوجائے گا تو حقیقت حال تم پر منکشف ہوجائے گا، تو پھر قیامت تک میرے قریب بھی نہ آئے گا۔ پس اے میاں صاحب! یہ بھی وہی مثل ہے کہ اگر تم کو اس صاحبِ کمال کے حقیقت کا حال معلوم ہوتا تو مجھ پر اس قدر اعتراضات نہ کرتا جب قیامت کا دن قائم ہوگا تو روشن ہوجائے گا کہ اس صاحبِ کمال کا کیا دبدبہ ہوگا۔ پس یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ اکثر اوقات زبان مبارک پر یہ شعر لاتے تھے۔ ؎

(1) باگل رخ خویش گفتم ای غنچہ دہان

ہر لحظہ مپوش چہرہ چوں عشوہ گراں

(2) زد خندہ کہ من بہ عکس خوبانِ جہاں

در پردہ عیاں باشم وبی پردہ نہان

ترجمہ: (1) میں نے پھول جیسے چہرہ والے اپنے محبوب سے کہا کہ اے غنچہ جیسے منہ والے ناز و انداز کے ساتھ چہرہ نہ چھپا۔

(2) محبوب نے ہنس کر کہا کہ میں دنیا کے حسینوں کے عکس سے در پردہ ظاہر ہوتا ہوں اور بغیر پردہ کے چھپا رہتا ہوں۔

## مثنوی کے سات سبق پڑھنے پر پوری کتاب یاد ہوگئی

مولوی حسن علی آرائیں مذکور سید حافظ محمد علی شاہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ

خلیفہ صاحب حضرت فخر الاولیاءؒ کے خلفائے عظام میں تھے ۔پوچھا کہ تم مثنوی و معنوی کے اشعار کے معانی کے بیان کرنے کی اس قدر قدرت رکھتے ہو کہ بغیر فکرو تأمل کے کئی کئی مضامین کے بارے میں کئی اشعار پڑھتے ہو۔شاید تم نے کثرت سے شروح وحواشی کا مطالعہ کیا ہوگا ۔فرمایا نہیں بلکہ اوائل اوقات میں حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ نے پوچھا کہ کونسا سبق شروع کرو گے؟ میں نے عرض کی کہ جس کتاب کے متعلق حضور کی مرضی ہوگی ۔فرمایا مثنوی شریف موجود ہے ۔قبول لانگری سے لے کر شروع کردو۔ جب میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں جا کر شروع کی تو میں نے سات دن تک پڑھا آٹھویں روز سبق کا وقت ہوا تو دوسرے سالکان نے سبق پڑھا اور میں سبق پڑھنے نہ گیا۔ پوچھا تو سبق پڑھنے کیوں نہ آیا؟ میں نے عرض کی۔ غریب نواز۔ سبق پڑھنے کا جو طریقہ اور اسکے آداب آپ نے رکھے ہیں۔ یہ آداب اور طریقے اس ناتواں کے امکان سے بعید ہیں اگر کسی اور طریقہ پر کرم فرمائیں گے تو البتہ کچھ نہ کچھ یہ ناتواں بھی پڑھ ،سیکھ سکے گا۔ پوچھا اب تک تم نے کتنے سبق پڑھے ہیں میں نے عرض کی کہ سات سبق پڑھے ہیں فرمایا کہ خیر سے یہ کتاب تو ختم ہوگئی ہے گویا کہ مکمل پڑھی ہے ۔یہ ان ہی سات سبقوں کی تاثیر اور برکت ہے دراصل آنجناب قبلہؒ کی زبان مبارک کی برکت ہے کہ کہیں بھی بند نہیں ہوتا۔

علم زاہل دل نہ از مکتب بود　　بلکہ از تلقین خاص لب بود

ترجمہ: علم اہل دل سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ مکتب سے ۔ بلکہ علمِ خاص لب کی تلقین سے ملتا ہے۔

# تھوڑے کھانے میں برکت

نقل ہے کہ ایک موقع پر حضرت فخر الاولیاءؒ جب حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس مبارک سے واپس ہوئے، تو موضع لانگ میں رات گزارنے کا اتفاق ہوا۔ اور وہاں سے میاں فرید احمد کی درخواست پر ان کی دعوت پر قصبہ میانی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اثنائے راہ میاں ولی محمد آرائیں کی زمینوں سے گزرنے لگے تو آپ کی نظر ان کی زمینوں پر پڑگئی۔ تو میاں موصوف کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ زمینیں تمہاری ملکیت ہیں؟ اس نے عرض کی غریب نواز! آپ کو تو بخوبی معلوم ہے۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ تمام کو آباد کرے کیونکہ ہمارا ذریعہ معاش یہی آباد زمینیں ہیں۔ آپ ذرا رک گئے فرمایا تمام مار کہ دعاء خیر کرے۔ لوگ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا اگر میاں صاحب کی کوئی خوبی اس امر میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ تمام کو آباد کرتا۔ جب آپ میانی قصبہ میں پہنچے تو عصر کا وقت ہو چکا تھا نماز کے بعد میاں احمد مذکور نے درویشوں کے کھانے کے لئے ایک ٹوکری میں جوار کے پکے ہوئے دانے پیش کئے۔ مگر لانے کے وقت لوگ تھوڑے تھے اور تقسیم کے وقت اندازاً ساٹھ افراد پہنچ چکے تھے۔ آنجنابؒ نے جب لوگوں کی کثرت کو دیکھا تو تقسیم کا کام آپؒ نے اپنے دست مبارک سے شروع فرمایا ہر ایک کو آپؒ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر اور بھر بھر کر دیتے گئے یہاں تک کہ سب کو تقسیم ہو گئے بلکہ ابھی کافی بچ بھی گئے تھے۔ جب لوگوں اور زائرین کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی تو میاں عمر ولد میاں مرید احمد کا دل کانپنے لگا اور خود کو ملامت کرنے لگا کہ اس قدر قلیل اسباب دعوت سے اتنے لوگوں کو کیسے پورا کرو گے؟ لوگ

تیرا تماشا دیکھیں گے۔ اس قدر اژدحام میں یہ دعوت کس کس کو کھلاؤ گے؟ جبکہ لوگ ابھی تک پرندوں کے جھنڈ کی طرح کھچے چلے آرہے ہیں۔ الغرض جب کھانا تقسیم کرنے کا وقت آیا تو حضرت صاحب قبلہ میاں مذکور کے وسوسہ قلبی کو اپنے نور باطن سے بھانپ گئے۔ آپؒ نے میاں مذکور سے فرمایا کہ جب کھانا تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دیں۔ جب کھانا تیار ہوا تو آپؒ کو مطلع کیا۔ فرمایا کہ ایک مصلیٰ کھانا تقسیم کرنے کے قریب بچھا دو اور کھانا تقسیم کرنا شروع کر دو۔ جب کھانا تقسیم کرنے لگے تو گھنٹہ بھر میں تمام زائرین و ہمراہیوں کو کھانا تقسیم ہو چکا تھا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق خوب پیٹ بھر کر کھایا اس بارے میں حضرت صاحب قبلہؒ کو مطلع کیا گیا۔ آپؒ نے فرمایا جو کھانا بچ گیا وہ گاؤں کے تمام لوگوں کو بلا کر دیدو۔ سب گاؤں والوں کو بلا کر کھانا دیدیا اب بھی کافی کھانا رہ گیا تھا فرمایا کہ اب تمام قرب و جوار کے مزارعوں، مزدوروں اور چاہات کے لوگوں کو بھی کھانا دیدو۔ پس اندازاً بیس بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہر قریہ، چاہ، مزارعوں اور مزدوروں کو بھی کھانا پہنچایا جیسے کہ آپ نے حکم فرمایا جب فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ اب میرا مصلیٰ یہاں سے اٹھا کر مسجد میں لے جا کر بچھا دو۔ جب حضرت صاحب قبلہؒ مسجد میں تشریف لے گئے تو تمام میز بانوں نے خوب جی بھر کر کھایا مگر کھانا اسی طرح بچ چکا تھا۔ پکانے والوں نے بتایا کہ جتنا کھانا تیار کیا گیا تھا وہ اسی طرح بچا ہوا تھا۔

گنج غیبی را نہایت نے

بہرۂ خودمی بردز و ہر کسے

ترجمہ: غیبی خزانے کی کوئی انتہا نہیں ہے ہر آدمی اپنا اپنا حصہ اس سے لے جاتا ہے۔

## پرانی فولادی تلوار کی مثال

ایک دن حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس مبارک پر روانگی کے وقت پہلے مقام موضع لانگ سے گزرتے ہوئے فرمایا، کہ اس موضع کا ایک حجام طالب علمی کے زمانہ میں میری حجامت بنانے کیلئے میرے قدموں کو بوسہ دیکر حجامت بنوانے کی استدعا کیا کرتا تھا۔ پس جب حجامت کیلئے کلاہ مبارک کو سر سے جدا کیا تو اچانک کچھ بال سفید نظر آئے۔ فرمانے لگے سبحان اللہ! اب ہمارے پیر صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں کیونکہ بڑھاپے کی علامت سفید بال ظاہر ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ یار محمد اور چاندن گرمانی نے کہا کہ پرانی فولادی تلوار جس قدر بھی پرانی ہو جائے پھر بھی وہ عمدہ اور تیز ہو جاتی ہے۔ اور اس کی کاٹ پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

(1) اولیاء ہر لحظہ اند، اندر عروج

نیست اوشان را بیک پایہ مقام

(2) چونکہ باشد زندگانی شان دراز

کار شان در قرب افزاید نظام

(3) پیشہ ور دامی شناسد پیشہ ور

کُہنہ ہر پیشہ چہ می داند عوام

(4) از کمال و نقص نور آفتاب

بے خبر شب پر فتادہ در ظلام

ترجمہ: (1) اولیاء ہر لمحہ عروج میں ہیں اور ان کا مقام کسی ایک درجہ میں نہیں ہے

(2) کیونکہ ان کی زندگی طویل ہوتی ہے قرب کے مقام پر آ کر ان کی شان بڑھ جاتی ہے۔

(3) پیشہ ور کو پیشہ ور ہی جانتا ہے ہر پیشہ کی حقیقت کو عوام کیا جانتے ہیں۔

(4) جیسا کہ چمگادڑ رات کی تاریکی آفتاب کے نور کے کمال اور نقص سے بے خبر ہے یعنی اسی طرح کی شان عوام الناس کیا جانتے ہیں۔

## مولوی محمد یار کی پریشانی

ایک دن مولوی محمد یار آرائیں سے ان کے اخراجات اور گزران احوال کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ میاں عبداللہ پسر میاں محمد تقی سے تنگ آ چکا ہوں۔ فرمایا۔ اسے میاں صاحب کی خواہش نے خراب کیا ہے اس کا کئی بار تکرار فرمایا۔ مولوی مذکور نے کہا کہ یا غریب نواز! اس کلمہ کا معنی اس غلام کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ فرمایا۔ قادر قدیر کے ارادہ میں فرزند نرینہ کا ہونا یوں نہیں ہوتا حق تعالیٰ نے محض میاں صاحب کی خواہش کے بموجب اسے فرزند نرینہ بنایا اس وجہ سے باقی ماندگان کو وہ ذلیل وخوار کرتا ہے۔

## مرتبۂ غوثیت

ایک دن میاں غلام باہو جو کہ حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد سے تھے اور میاں احمد طویل کی وساطت سے انہوں نے قدمبوسی کی سعادت حاصل کی۔ اور پھر وہ حضرت صاحب قبلہؒ کی تعریف وتوصیف میں لگ گئے اور کہا کہ حضرت صاحبؒ کو حق تعالیٰ نے غوثیت اور قطبیت کا مرتبہ عطا فرمایا۔ کیونکہ تمام روئے زمین پر اس

وقت ان کے پائے کا ولی نہ دیکھا اور نہ ہی سنا گیا فرمایا کام کا دارومدار ربِّ غفار کے فضل پر ہے نیز فرمایا کہ اگر اس جہاں سے ایمان کی سلامتی سے جانا نصیب ہو گیا تو مقصود کلی حاصل ہو گیا اور دوسرے طریقے سے غوثیت اور قطبیت بھی کام نہ آئیں گے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

شکراللہ کہ درِ میکدہ بازاست

زآں رو کہ مرابردر اوروئی نیازاست

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میکدہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس وجہ سے کہ مجھے اس کے دروازہ پر سر نیاز خم کرنے کی سعادت حاصل ہے۔

## ایک بار اللہ کہنا بھی غنیمت ہے

ایک دن میاں محمد یار خوجہ کہ ملقب "بہ ابوالوفا" نے محفل میں کہا کہ دنیا کی زندگی بہتر بسر کرنا ہمارے لئے اچھا ہے۔ فرمایا، ہاں بہتر ہے یہاں سے توشۂ آخرت ہم نے تیار کرنا ہے۔ ہم غریب اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ موت کی مہلت نہیں چاہیں گے کیونکہ ایک بار یا اللہ کہنا بھی غنیمت ہے پھر کہا ہماری زندگانی ہمیشہ سراسر نقصان میں ہے کیونکہ روز بروز نئے نئے گناہ سرزد ہوتے ہیں لیکن حضرت والا کی زندگی سے جہان کی حیات ہے۔ میں نے اپنی زندگی کو گنہگاروں کی طرح کہا ہے مجھے تائب ہونا چاہئے۔ فرمایا، حق تعالیٰ سے مایوس ہونا بھی گناہ ہے وہ ذات پاک تو ارحم الراحمین ہے فضل فرمائے گا اور بخش دے گا۔

## طلباء کو علم کی تاکید

ایک رات کھانا تناول فرمانے کے بعد اور عشاء کی نماز پڑھ کر آپؒ بیٹھے ہوئے تھے کہ تونسہ شریف کے قبرستان کی طرف سے ذکر بالجہر کی آواز حضرت فخرالاولیاءؒ کے کان میں پہنچی تو آپؒ نے پوچھا کہ یہ ذاکر کون ہے؟ عرض کی کہ یہ حیدر فقیر ہے۔ فرمایا، کون حیدر فقیر؟ عرض کیا گیا کہ میاں بخش منگلا کا بیٹا۔ پھر پوچھا کہ کیا کچھ علمیت بھی رکھتا ہے؟ پھر عرض کیا گیا کہ قبلہ، وہ تو زاہد، عابد اور مجاھد ہے لیکن علمیت بالکل نہیں رکھتا۔ پھر آپؒ نے فرمایا۔

**"من تزھد بلا علمٍ جُنَّ او مات کافرا"**

ترجمہ: جس نے بلا علم زہد کیا وہ مجنون ہوا یا کافر ہو کر مرا۔

پس آنجنابؒ نے اس وجہ سے طالبانِ علم کو جب اوراد و وظائف عطا فرماتے تو انہیں تاکید فرماتے کہ پہلے علم پڑھو پھر ذکر و فکر سیکھو۔ اسی طرح معلم و مدرس کو بھی پہلے علم پڑھانے کی تلقین فرماتے اور بعد میں ذکر و اوراد کا حکم فرماتے۔

## فرمایا اہل اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں

میاں نجم الدین ناگوریؒ صاحب جناب صاحبزادہ نور بخش مہاروی صاحبؒ سجادہ نشین حضرت قبلہ عالمؒ اور مولوی غلام رسول سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس وقت حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ قبلہ عالم قدس سرہٗ کے عرس مبارک کی تقریب میں خانقاہ میں متوقف تھے، مولوی غوث بخش سکنہ اوچ مبارک نے عرض کی کہ میں ایک حسین جمیلہ نوجوان عورت کو عقد نکاح میں لایا ہوں اور اس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں

لیکن میری طرف ذرہ بھر التفات نہیں کرتی۔ دعا فرمائیں کہ وہ بھی مجھ سے بہت زیادہ محبت کرے کیونکہ میں بوڑھا شخص ہوں اور وہ بالکل جوان ہے۔ فرمایا، میں تمہارے لئے حضرت قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں عرض کرونگا۔ چنانچہ اوراد ووظائف سے فارغ ہوکر معمول کے مطابق آپ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ' کے روضہ شریف کے اندر زیارت کے لئے چلے گئے۔ مولوی غوث بخش، مولوی غلام رسول اور چند دوسرے خدام روضہ مبارک کے باہر انتظار کے لئے کھڑے رہے جب آپ باہر آئے تو مولوی غوث بخش سے فرمایا کہ اے مولوی صاحب! حضرت قبلہ عالمؒ تمہیں سلام دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ تجھے یاد ہوگا کہ فلاں شہر میں اور فلاں مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور فلاں فلاں حکایات کرر ہے تھے۔ اور یہ یاد دہانی تمہارے اعتقاد کی درستی کے لئے کرر ہا ہوں کہ فرقہ علماء کو اہل اللہ پر بہت ہی کم اعتقاد ہوتا ہے اور عام لوگوں کی طرح انہیں مردہ خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اہل اللہ اپنے اپنے قبور میں زندہ ہیں۔ ایسے زندہ ہیں اور سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں جیسے کہ دنیا کے ظاہری زندہ لوگ۔ پس حضرت قبلہ عالمؒ نے یوں فرمایا ہے کہ اسے کہو اگر چہ بوڑھے ہو چکے ہو لیکن ابھی تک عورتوں کی محبت میں بری طرح مبتلا ہو۔ تاہم تیرا یہ مطلوب تجھے حاصل ہو جائے گا۔ مولوی صاحب موصوف اس سلام و پیام کے سننے پر وجد میں آئے اور رونا شروع کیا۔ اور کہا سبحان اللہ! یہ شخص یعنی جناب فخر الاولیاءؒ ایک نو عمر بچہ تھا اور ہمارے سامنے ہی حضرت قبلہ عالمؒ کے روبرو پیش ہوا اور شرف بیعت و فیوضات سے مشرف ہوا۔ اور پھر علوِ ہمت سے حضرت قبلہ عالمؒ کے اس قدر قریب ہو گئے کہ وصال کے بعد بھی ان سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ واللہ باللہ جب میں شہر شیر

پور میں حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں یہ حکایت عرض کر چکا تو اس وقت سوائے حق تعالیٰ کے دوسرا کوئی بھی درمیان میں موجود نہ تھا اور یہ بھی واضح ہو کہ مولوی غوث بخش جناب فخر الاولیاءؒ سے کافی عرصہ پہلے ہی حضرت قبلہ عالمؒ کے سجادہ نشین سے شرفِ بیعت حاصل کر چکے تھے۔

## حضرت قبلہ عالمؒ کے سجادہ نشین کے وصال پر شدید صدمہ

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت صاحبزادہ میاں نور احمد مہاروی صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ عالمؒ کے وصال کی خبر نامہ ایک قاصد لے کر تونسہ شریف پہنچا۔ آپ نے جب پڑھا تو دل پر درد سے ٹھنڈی آہ نکالی اور اشک بار آنکھوں سے یہ اشعار پڑھتے رہے۔

(1) حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند

تہی خمخانہ ہے کردند و رفتند

(2) چوں رفت از دست خم و جام و ساقی

بما جز غم نماندہ ہیچ باقی

(3) نہ بینم پختۂ زین بزم خامی

کہ باشِ بر کفش زان بادہ جامی

ترجمہ: (1) حریف شراب پی کر چلے گئے اور شراب خانوں کو خالی کر کے چلے گئے۔

(2) جب خم اور ساقی اور جام ہاتھ سے نکل گئے تو ہمارے پاس غم کے سوا کچھ بھی نہ بچا۔

(3) اس بزم خام میں کسی پختہ کار کو نہیں دیکھتا جس کے ہاتھ میں جام ہو۔

## فرمایا حق تعالےٰ ایسی موت نہ دے کہ لوگ خوش ہو جائیں

جب میاں محمد تقی ارائیں کی وفات کی خبر محفل میں آنجنابؒ کے کانوں میں پہنچی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی آہ بھر کر فرمایا کہ ایسے اشخاص کی جدائی کے درد سے آسمان پر ملائکہ اور زمین پر شجر و حجر گریان ہوتے ہیں۔ تمہیں میاں صاحب کے احوال کے بارے میں کیا خبر ہے کہ ہمیں یکہ و تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں ایسے ہی جب غازیخان کی خبر پہنچی کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ تو فرمایا کہ نیک مرد تھا حق تعالیٰ انہی لوگوں کو موت دیتا ہے کہ جن کے بارے سن کر لوگ افسوس کرتے ہیں اور غمگین ہو جاتے ہیں۔ ایسی موت نہ دے کہ جسے سن کر لوگ خوش ہو جائیں۔ آمین یارب العالمین۔

## اسد خان کی گرفتاری

اسی طرح ایک موقع پر جب کہ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہ کے عرس مبارک پر شیخ محمد وزیر اسد خان کی موت کی خبر پہنچی فرمایا افسوس کہ مسوخان کی اولاد اس کی ظل اقبال میں پلتے تھے۔ کھانا، کپڑا انہیں ملتا تھا مگر اب لقمہ بھیڑیا کے منہ سے بھی نکل آیا ہے اور محل کی بنیادیں ہل چکی ہیں۔ واللہ اعلم کہ یہ ایوان کب تک باقی رہ سکے گا بلکہ ایک ایک اینٹ دیوار سے الگ الگ ہو کر گرے گی۔ آخر کار تھوڑے ہی عرصہ بعد اسد

خان سکھوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور ملک اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کی اولاد مضطرب و پریشان نا ہنجار لوگوں کے دروازوں پر در بدر روٹی مانگنے پر مجبور ہوگئی۔

## مہار شریف کولوٹنے والے راہزن تائب ہو گئے

مولوی غلام رسول چنڑ بہاولپوری نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت فخر الاولیاءؒ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ' کے عرس مبارک پر حاضر تھے۔ تو ایک رات نصف شب کے قریب بلکہ چوتھائی حصہ رات ابھی باقی تھا کہ میرے کانوں میں شمال کی جانب سے فریاد وفغان کی آواز پہنچی۔ میں جلدی جلدی اٹھکر حضرت صاحبزادہ غلام نبی مہاروی صاحبؒ کے مکان پر جو کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے پوتے اور حضرت شہید صاحبؒ کے فرزند تھے ان کے مکان پر پہنچا اور دریافت کیا؟ فرمایا کہ یہ آوازِ فریاد لعلو بیلی کی طرف سے بلند ہوئی لیکن اس کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔ خیر ہو۔ اس اثناء میں لعلو مذکور وہاں پہنچا اور کہا کہ مجھے صاحبزادہ میاں نور احمد مہاروی صاحبؒ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اور کہلا بھیجا کہ ایک شخص نے ادھر اطلاع دی ہے کہ کنارہ راوی کے لوگ جو چوری پیشہ ہیں وہ آپ کے شہر مہار شریف کو لوٹنے اور غارت کرنے کیلئے بھر پور تیاری کے ساتھ آج رات حملہ آور ہوں گے۔ پس اس وقت آپ کا گھر ہی میں رہنا بہت ضروری ہے۔ پس مجھے خدمت میں بھیجا اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ مراقبہ میں تھے۔ میں وہاں ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا جب گھنٹہ بھر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کون ہو! کیوں کھڑے ہو؟ میں نے ان کی تمام باتیں حضرت صاحبؒ کے گوش گزار کر دیں۔ فرمایا، صاحبزادہ غلام نبیؒ کو کہو کہ وہ تسلی کریں اور

اپنے مکان میں آ کر آرام کریں اور سو جائیں۔ میں تمہارے تمام معاملات اور ساز و سامان کا ضامن ہوں اور مجھ سے شمار کر کے لے لو۔ مولوی مذکور بتاتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کی کہ ایک ایک چیز گن کر اعادہ ہوتا ہے اور اعادہ تو غارت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ فرمایا مطمئن رہو، درحقیقت غارت ہوگی ہی نہیں۔ پس صاحبزادہ صاحبؒ نے اپنے نوکر کو گھر بھیج دیا اور خود جا کر اپنے مکان میں پُرسکون سو گئے۔ ان چوروں میں سے کوئی بھی مہار شریف کی طرف ظاہر تک نہ ہوا۔ بلکہ اس دن کے بعد وہی چور اور ڈاکو ان کے تمام مرد اور عورتیں سنداریوں سے دریائے کہارہ عبور کر کے قافلہ درقافلہ حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں پہنچے اور گڑگڑاتے ہوئے بیعت کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے انہیں شرف بیعت سے نوازا۔ اور اس کے بعد ان لوگوں نے کبھی مہار شریف کے لوٹنے اور حملہ کرنے کا تصور تک نہ کیا بلکہ راہزنی سے تائب ہو گئے۔

## کشتی کو پار لگایا

عبدالمجید خان افغان آنجنابؒ کے مخلص غلاموں میں سے تھے وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک موقع پر میں اپنے عیال واطفال کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے سندھ عبور کر رہا تھا۔ برسات کا موسم تھا۔ دریا انتہائی جوش وخروش کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ پس چلتی کشتی زیر وزبر ہونے لگی یہاں تک غرق ہونے کے قریب پہنچی۔ اور ملاح ناامید ہو گئے کہ بچنے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ پس ایسے وقت میں، مَیں نے حضرت صاحب قبلہؒ کا نام لے کر فریاد وفغاں کی اور مدد کیلئے پکارا، اچانک میں نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرتؒ ایک گھوڑے پر سوار، بپھری ہوئی موجوں اور لہروں پر تیرتے آرہے ہیں۔ اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ حضرتؒ کے گھوڑے کے پاؤں پانی سے تر نہیں ہو رہے ہیں۔ جب کشتی کے قریب پہنچے اور کشتی پر دست مبارک رکھا اور سلامتی کے ساتھ کنارے لگا دیا۔ اور پھر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک.

## دریا کے وسط میں سنداری پھٹ گئی

حافظ قمر الدین نے بیان کیا کہ ایک دن برادرم حافظ نور دین کتاب کا سبق پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت صاحب قبلہؒ سبق پڑھا رہے تھے کہ اچانک پانی کے قطرے کتاب پر آ گرے۔ میں حیران ہو گیا، میں نے سوچا کہ یہ امر حکمت سے خالی نہیں۔ جب میں واپس اپنے مکان پر آیا تو میں نے تاریخ، وقت اور دن قلم بند کیا اور اس راز کے کھلنے کے لئے منتظر رہا۔ حتیٰ کہ کافی دن بعد ایک شخص جو کہ حضرتؒ کے غلاموں میں سے تھے۔ اتفاق سے یہاں پہنچے اور وہ میرے ہی مکان میں ٹھہرے۔ جب میں نے ان سے سفر کا حال، اس کے وطن کے بارے میں دریافت کیا اور اس کا گھر پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ میں فلاں دن سنداری پر سوار ہو کر دریا عبور کر رہا تھا۔ جب دریا کے وسط میں پہنچا تو میری سنداری پھٹ گئی اور میں پانی میں ڈوبنے لگا۔ میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کے نام پر فریاد کی اور مدد کیلئے پکارا۔ اچانک اس حالت میں ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور مجھے بازو سے پکڑ کر غربی کنارے پر لا کر رکھ دیا۔ پس میں اپنے تمام ساز و سامان سمیت سلامتی سے خشکی پر آن پڑا۔ جب حافظ صاحب نے جائزہ لیا تو ان کے پاس درج شدہ تاریخ، دن اور وقت وہی تھے جو انہوں نے اس وقت اپنے

پاس نوٹ کر لئے تھے۔

## سبق پڑھاتے ہوئے پکارنے والے کی مدد کی

میاں حسن عسکری دہلوی جو کہ آنجناب قبلہؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ انہوں نے میاں نجم الدین ناگوریؒ سے بیان کیا۔ کہ ایک دن تقریباً دو پہر کے وقت حضرت صاحبؒ کی خدمت میں سبق پڑھ رہا تھا کہ اثنائے سبق آپ نے لفظ "چلو چلو" زبان سے ارشاد فرمایا اور ہاتھ مبارک کو بھی چھڑکا۔ جیسے کوئی آسیب زدہ کو چھڑکا مارتا ہے۔ چھڑکا سے میری کتاب کے اوراق اور میرے کپڑوں پر بھی پانی کے قطرات گر پڑے کہ ان کی نمی ظاہر ہوگئی۔ میں حیران رہ گیا اور سوچنے لگا کہ اتنا پانی جناب کی انگلیوں میں کہاں سے آ گیا؟ یہ امر حکمت سے خالی نہ ہوگا۔ آخر کار دوسرے دن چند افراد زائرین اس طرف سے آئے جو دریا کے پار رہنے والے تھے۔ انہوں نے آتے ہی بتایا کہ ہم کل کشتی پر سوار تھے کہ تقریباً دو پہر دن کو ہماری کشتی ڈوبنے لگی۔ تمام اہل کشتی حیات ونجات سے مایوس ہو گئے تھے اور حضرتؒ کا نام لے کر پکارا اور فریاد بلند کی۔ پس اسی وقت جب کہ کشتی ڈوب رہی تھی تو غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور کشتی کو دھکا دیا اور "چلو چلو" کی آواز بھی ہم نے سنی۔ پس کشتی تیزی سے موجوں سے نکلی اور عمیق دریا سے تیرتی ہوئی سلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئی۔ **الحمدللّٰہ علٰی ذلک۔**

## درود شریف کے فضائل وفوائد

ایک دن محفل میں درود شریف کے فضائل وفوائد کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ جس وقت پانی کا طوفان بلندی سے کچھ کم ہونے لگا اور حضرت نوحؑ کی کشتی قرار نہیں پکڑ

رہی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی۔ فرمان پہنچا کہ میرے حبیب جناب محمد ﷺ پر درود پڑھو تاکہ تمہاری کشتی کو قرار آجائے اور غرقابی سے بچ جائے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے درود شریف پڑھنا شروع کیا تو انکی کشتی سلامتی کے ساتھ جودی پہاڑ پر جاکر رک گئی۔ اس موقع پر حاضرین محفل کے سامنے حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ نے یہ اشعار پڑھے ۔

(1) ز جودش گر نگشتی راہ مفتوح بجودی کے رسیدی کشتئ نوح

(2) سید الکونین ختم المرسلین آخر آمد بود فخر الاولین

ترجمہ : (1) اگر اس کی مہربانی سے راستہ نہ کھلتا تو جودی پہاڑ پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ پر کس طرح ٹھہرتی۔

(2) دونوں جہانوں کے سردار اور رسولوں کے آخر میں تشریف لائے۔ آخر ان کی تشریف آوری اولین کیلئے باعث فخر تھی۔

## دریا کے موکل ابدال

ایک دن ایک شخص نے جو دریائے سندھ کے کنارے کا رہنے والا تھا۔ اس نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کی غریب نواز اس سال "خضر حیات" نے اکثر مزار عین کی زمینیں تاخت وتاراج کر کے رکھ دیں۔ اس غلام نے جو اپنی فصل کاٹ کر جمع کی ہوئی تھی۔ تو صبح سویرے اس کی لوٹ مار سے بچ گئی جب کہ طغیانی خطرناک تھی۔ اس موقع پر مولوی غلام حیدر اسحاقانی نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ ! عوام دریا کو "خضر حیات" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ شاید سمندروں کے موکل نے انہیں فرمایا

ہو۔فرمایا کہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کا گزر چاہے خشکی پر ہو یا سمندر پر یکساں ہے۔صرف دریا کے کاروبار پر مسلط نہیں ہے اور دریا کے مؤکل مردمِ ابدال ہیں۔سوائے چالیس ابدال کے جو کہ مشہور ہیں اور وہ بغیر بال و پر کے پرواز کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک لاٹھی ہوتی ہے کہ وہ اس لاٹھی سے انہار، دریاؤ سمندر وغیرہ اور دیگر کاروبار چلاتے ہیں۔جس طرف وہ پانی جاری کرنا چاہیں اسی طرف کو کھینچتے ہیں۔پس اس خطہ کی طرف پانی جاری ہو جاتا ہے۔علی ہذا القیاس وہ رات دن اسی شغل میں مصروف رہتے ہیں۔مولوی مذکور نے پھر سوال کیا کہ اقطاب کا مرتبہ ابدال سے اعلیٰ ہے؟ فرمایا، کہ قطب کا تصرف تمام عالم پر ہوتا ہے اور ابدال کا تصرف صرف دریا اور دریائی امور پر دخل انداز ہوتا ہے۔واللہ اعلم۔

## یونان جب غرق ہوا

ایک دن محفل میں یونان کے غرق ہونے کا ذکر چلا۔آپ نے فرمایا کہ جس وقت یونان غرق ہونے کے قریب ہوا۔اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ملک العلام کے فرمان پر اس سرزمین پر نزول کیا اور انہیں ہلاک کرنے کیلئے متوجہ ہوئے۔تو ایک نوجوان کی ایک حکیم سے ملاقات ہوئی۔پوچھا، اے بیٹا! کیا تو کچھ علم بھی جانتا ہے؟ کہا ہاں! کچھ نہ کچھ جانتا ہوں۔اس نے کہا، اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام کہاں ہیں۔اس نے تھوڑی دیر سر جھکایا اس کے بعد اس لڑکے نے سر اوپر اٹھایا۔اور کہا کہ اس وقت جبرائیلؑ نہ تو آسمانوں پر ہیں اور نہ ہی زمین پر۔لہٰذا میرے اور تمہارے بغیر کوئی اور نہیں ہے۔اور یقین ہے کہ جبرائیل علیہ السلام میں نہیں

ہوں پس یقیناً، ضرور تم ہی ہو۔ اس کے بعد اس نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ یہاں کیونکر آئے ہو؟ فرمایا، یونان کو غرق کرنے آیا ہوں۔ کہا کس چیز سے غرق کرو گے؟ کہا بارش کے پانی سے۔ کہا کہ گھڑی بھر توقف کریں۔ تا کہ میں اپنے استاد کو اطلاع دے دوں پس انہوں نے ذرا توقف کیا اس کے استاد نے فوراً ایک بنا بنایا بند اٹھایا اور شہر کے چاروں طرف پھیلا دیا پس حق تعالیٰ نے ژالہ کو ان کی ہلاکت کا حکم دیا۔ گھنٹہ بھر کے اندر اندر وہ آناً فاناً ہلاک ہو گئے۔

## خطرناک حالات میں غیبی امداد

میاں جان محمد آرائیں نے میاں سوکڑی کے سامنے بیان کیا۔ کہ برسات کے موسم میں ایک مرتبہ میں سنداری کے ذریعے دریائے سندھ کو عبور کرنے لگا جبکہ گھاس اور دیگر ساز و سامان کی گٹھڑی سر پر اٹھائی ہوئی تھی۔ اچانک میں گرداب میں پھنس گیا۔ سنداری، گٹھڑی اور سامان وغیرہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گرداب میں پانی کے نیچے ڈوب گیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ نیچے جا کر خشک زمین پر گرا۔ پانی میرے سر سے قد بھر کے برابر اوپر اوپر بہہ رہا تھا۔ اس صورت حال سے گھبرا کر میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کو نام لیکر پکارا۔ اور فریاد کی تو پانی نیچے بہنے لگا اور مجھے اٹھا کر جزیرہ نما خشکی پر پھینک دیا۔ میں بھوکا، ننگا اور خستہ حال اس جزیرہ میں پڑا تھا جس کے چاروں طرف دریا کا پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک جوان سنداری پر چارپائی مضبوط باندھے ہوئے پانی میں تیزی سے دوڑاتے ہوئے میرے قریب پہنچ گیا۔ میں نے انہیں دیکھا تو اپنا دست بازو انکی طرف بڑھائے۔ انہوں

نے وہیں پانی کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر دو کپڑے لنگی، ایک کرتہ، ایک دستار اور جوتے کا ایک جوڑا۔ یہ چیزیں مجھے دے دیں میں نے لے کر جلدی جلدی پہن لئے۔ ایک ڈلی مصری بھی مجھے دی۔ میں نے وہ کھالی اور وہ چارپائی جو رکھی گئی تھی میں اس پر سو گیا۔ پس دوسرے دن علی الصبح اس نے سنداری پر بٹھایا اور گھر کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر بعد خیر و عافیت سے میں اپنے گھر پہنچ گیا۔

؎ نمیرد ہر کرا جانش تو باشی　　　خوشا جانی کہ جانانش تو باشی

ترجمہ: وہ شخص نہیں مرتا کہ جس کی تو جان بن جائیگا وہ شخص قابل مبارک ہے کہ جس کا تو محبوب بن جائے گا۔

## فرمایا تکبیر پڑھ کر ڈھیلے پھینکو

ایک دن ابوبکر خان گرمانی جو کہ حضرت صاحبؒ کے غلاموں میں سے تھے۔ حضرت صاحبؒ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا کہ دریائے سندھ نے ہماری زمینوں کو منہدم اور تباہ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر میں کیا کروں۔ عرض کی حضور مہربانی فرما کر ایک رقعہ اپنے مہر اور دستخط سے عنایت فرمائیں۔ فرمایا کہ میں کس شخص کے نام لکھ دوں؟ عرض کی کہ دریا کے نام۔ آپؒ نے فرمایا، لوگو! ان بے وقوفوں کا تماشا دیکھو کہ لوگ اپنی غذا وغیرہ پانی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ دریا کی طرف رقعہ لکھ کر دے دو کہ پانی پڑھے گا بھی اور اس پر عمل بھی کریگا۔ پس دوسرے دن خلوت کے وقت حضرتؒ کی خدمت میں پہنچا۔ پھر وہی بات عرض کی کہ میں ایک رقعہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں، نہیں! تم چند افراد تازہ وضو کر کے دریا کے کنارہ پر

جاؤ اور کہو کہ ہم وفد کے طور پر تمہاری طرف آئے ہیں۔ کہ تم ہماری زمینوں کا نقصان نہ کرو۔ پھر اپنی زمینوں کی شمالی سرحد سے جنوبی سرحد تک ایسا کرو کہ کسی پاک جگہ سے ڈھیلے اٹھا کر تکبیر کہتے ہوئے دریا کی طرف مارتے چلے جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری زمینوں سے پانی بہت دور چلا جائے گا۔ کیونکہ حضرت قبلہ عالمؒ مہار شریف کے لوگوں کو اس بارے میں یہی طریقہ اختیار کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ پھر اس نے عرض کی کہ ہم کیا کہیں کہ ہم کس بزرگ کی طرف سے وفد بنا کر آئے ہیں؟ فرمایا جس طرح تمہاری مرضی ہو اس بزرگ کا نام لو۔ پس ابوبکر خان اپنے اکثر برادران کے ساتھ تازہ وضو کر کے دریا کے کنارہ پر گئے۔ حسب الارشاد اسی طرح عمل کیا جیسے کہ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا تھا یہاں تک کہ دریا اپنے قدیمی مجری کی طرف لوٹ گیا۔

## دریا تابع رہا

اسی طرح مولوی محمد کھوکھر کا واقعہ بھی پیش آیا۔ کہ ان کی زمینیں چاہ تعلقہ واقع ڈیرہ غازیخان بھی دریا برد ہونے لگیں۔ اور وہ گھبرا کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں استغاثہ لے کر حاضر ہوا۔ ان کو بھی فقط اتنا ہی فرمایا تھا جو مذکور ہوا۔ اس نے اس پر عمل کیا تو اس کی زمینیں اور چاہات محفوظ رہے۔ شمالی طرف اور جنوبی طرف دور دور تک اور مغرب کی سمت میں دوسرے لوگوں کے چاہات و زمینات منہدم ہو گئے یہاں تک کہ جزیرہ کی صورت اختیار کر گئے۔

## دریا ہٹ کر بہنے لگا

میاں شیخ احمد نے بیان کیا کہ ایک موقع پر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں

استغاثہ لے کر گیا۔ کہ دریائے سندھ موضع جاڑہ کی زمینیں کہ جہاں اس غلام کا مسکن ہے زمینیں بہا کر لے جا رہا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کی جگہ دو آبہ سے دور واقع ہے کہ جہاں وہ مزید زمینیں تیار کر سکتے ہیں اور اس غلام کی جناب والا کے بغیر اور کوئی ملجاء وماویٰ نہیں ہے۔ اور اس غلام کی زمینیں منہدم ہو گئیں تو لاچار و مجبور ہو کر حضور کے دروازۂ عالی پر آ کر پڑا رہوں گا۔ اس وقت حضرت صاحبؒ قبلہ رومتوجہ ہوئے بیٹھے تھے کہ یہ غلام، حضرت صاحبؒ کے بائیں طرف پہنچا تو حضرت صاحبؒ نے بایاں ہاتھ پیچھے کر کے فرمایا۔ بیٹا! دریا کہاں ہے؟ میں تو دریا کو رخصت کر کے گھر آیا ہوں ۔دریا شمال مشرقی جانب سے تمہارے گاؤں سے دور ہٹ چکا ہے اب وہ موضع جھکھڑ کے قریہ کے نیچے قدرے دور بہہ رہا ہے۔

## بارش حکم کے تابع ہو کر برسی

ایک دن اوائل ایام میں میاں ولی محمد آرائیں سے ان کی زمینوں کی پیداوار کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہماری زمینیں پرانی ہو چکی ہیں اس لئے خاص فصل اور حاصل نہیں دیتیں۔ کیونکہ اس علاقہ کی زمینیں سوائے تازہ تیار کرنے کے اچھی طرح فصل نہیں اگاتیں۔ فرمایا کہ اگر تمہاری زمینیں نئی ہو جائیں اور ان میں تازہ مٹی آ جائے تو کیا ایک بھیڑ دو گے؟ میاں صاحب موصوف نے دل میں سوچا کہ "منوتی" کرنے کے بجائے ہاتھوں ہاتھ دینا بہتر ہے۔ پس اس کے پاس پانچ روپے تھے اس نے وہ حضرت صاحبؒ کی نذر میں پیش کئے۔ اور عرض کی کہ حضور! بھیڑ پہلے لے لیجئے۔ پس آپ نے دعا خیر فرمائی۔ ابھی دن کا پہر نہ ڈھلا تھا

کہ دور سے بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور کوہستان پر برسنے لگا رود کوہی جوش وخروش سے پہنچی اور بہت ساری مٹی بہا کر میاں موصوف کی زمینوں کو بھر دیا اس قدر نئی اور تازہ مٹی اس کی زمینوں میں پڑ گئی کہ آدمی کی قد کے برابر زمین اونچی ہوگئی۔اس کے بعد مدت تک اس کی زمین پہلے سے بہت زیادہ حاصلات دیتی رہی اور غلہ کے بڑے ڈھیر بنتے رہے۔الحمدلِلّٰہعلیٰ ذلک حمداً کثیرا.

## مہار شریف میں خشک سالی

ایک مرتبہ جب آپؒ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس مبارک پر حاضر ہوئے۔تو کافی عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی صاحبزادگان مہاروی اور علماء حضرات نے عرض کی قبلہؒ !تمام مخلوق خشک سالی سے جان بلب ہے دعا فرمائیں۔اللہ تعالیٰ مخلوق کے تقصیرات معاف فرما کر کے بارش عطا فرمائے۔دوسرے دن محفل کے وقت صاحبزادہ غلام نبی مہاروی صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ کا "فلاں نوکر" جو اشعار مرجا گا رہا تھا۔اس وقت وہ کہاں ہے؟ عرض کی وہ گائے بیلوں وغیرہ کو دوآبہ کی طرف پانی پلانے لے گیا۔پس صاحبزادہ صاحبؒ نے آدمی اس کے پیچھے بھیجا کہ فوراً اسے لایا جائے۔قیلولہ کا وقت تھا لیکن آپ ابھی جاگ رہے تھے۔صاحبزادہؒ نے نوکر کو سمجھایا کہ بنگلہ کی جنوبی دیوار کے باہر کھڑے ہوکر "ابیات مرجا گانا شروع کر" پس اس نے اسی وقت گانا شروع کیا۔

؎ مرجا مرجا کر دیاں جندری مٹی تک

نامرجانا تنلری رہیان راہیں تک

میری مرجی جیہاں صورتاں نازنین نافلک

گھر گھر بانہہ پساردی آمر جاگل لگ

انہاندی بہلاوری لے گلاں دی اک

خدادے واسطے مرجیاسن عرض کھلو

مین تاں تیری ہو چکی توں بھئی میراہو

لگا داغ کنواریاں ہُن مین نکہدی دہو

جیتوں بیل چڑانودا

تیلی نیڑی ڈینہو

پس حضرت صاحبؒ بہت ہی خوش ہوئے۔اسی وقت اس قدر بارش برسی کہ دیواریں گرنے کے قریب پہنچیں۔تالابوں میں پانی بھر گیا۔ندی نالوں اور تالابوں کے قریب کے مکانات پانی میں ڈوب گئے۔پس لوگوں نے جمع ہوکر اس گانے والے سے کہابابا! اب گانے سے بس کروکہ کہیں بارش کی شدت سے تیراحلق بھی پانی سے نہ بھرجائے اورگلہ خراب ہوجائے۔جب تک تو گارہاہے بارش بالکل نہیں رکے گی۔پس وہ گانے سے رک گیا اور بارش بھی تھم گئی۔پس آپؒ نے اس وقت ارشادفرمایا کہ کیالوگوں کی پیاس اس قدرتھی؟ عرض کی قبلہ! اس سے زیادہ تو مکانات کے گرنے کا خطرہ ہے۔ایک موقع پر حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک کی تقریب میں یہ کمترین غلام یعنی کاتب حروف خدابخش چوہان غفراللہ العصیان خدمت میں حاضرتھا انتہائی خشک سالی تھی۔صاحبزادگان مہاروی،علماءکرام اور دوسرے لوگ خشک سالی اور سخت گرمی کے متعلق حضرت فخرالاولیاءقدس سرہٗ کے

حضور استغاثہ کرنے حاضر ہوئے اور بارش کیلئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا موضع
تاج سرور (پرانی چشتیاں) کی عورتوں سے کہو کہ وہ اپنے رسم و روایت کے مطابق کہ
جب وہ خشک سالی کے وقت لڑ جھگڑ کر کہیر اور کیکر کے خشک سرکنڈے چنتی ہیں۔ لہٰذا وہ
جلد چن لیں۔ پس حسب فرمان موضع تاج سرور کی عورتیں جمع ہو کر شور وغل مچاتی
ہوئیں چراگاہ پر ٹوٹ پڑیں۔ اور انہوں نے چرواہوں کو ریوڑ دوسری جگہ لے جانے کو
کہا۔ جب چرواہوں کو اطلاع دی گئی تو وہ لوگ جلدی سے اپنے اپنے جانور اپنے
مواضع کی طرف بھگا کر لے گئے۔ اتفاق سے موضع تاج سرور (پرانی چشتیاں) کے
شمال کی طرف اور مغرب کی جانب حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے خانقاہ شریف کی
طرف کی عورتوں کے لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ اور دونوں طرف سے وہ ایک
دوسرے پر حملہ آور ہوئیں اور موضع تاج سرور کی بقیہ عورتیں بھی اپنے لشکر کی مدد کیلئے
باہر نکل آئیں۔ حتیٰ کہ دونوں طرف سے لکڑیوں کی خشک ٹہنیوں کے ساتھ ایک
دوسرے پر ٹوٹ پڑیں اور مار مار کر وہ لکڑیاں اور سرکنڈے توڑ ڈالیں۔ آخر مال
مسروقہ والا گروہ تاج سرور کے گروہ کی کثرت کی وجہ سے شکست کھا گئے۔ موضع تاج
سرور کی عورتوں نے ایک فربہ بکرا ریوڑ سے الگ کیا اور رسم قدیم کے مطابق بطور
نذرانہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کی کہ یہ درویشوں کی مہمانی
کیلئے ہے۔ لیکن فرمان کے مطابق کہ لڑائی کے وقت بادل نہ تھے مگر بے پناہ گرد و غبار
ہر طرف چھا گیا اور آسمان کا چہرہ بھی گرد و غبار سے چھپ گیا۔ اور اس وقت کچھ
بوندا باندی شروع ہوئی۔ تمام تماشبین، اور عورتوں اور لشکر والوں کے سارے کپڑے
بھیگ گئے انہوں نے کپڑوں کو زمین پر نچوڑا۔ اس کے بعد چند دن اسی طرح گرمی

اور حبس باقی رہی۔ جب حضرت قبلہؒ قدس سرہٗ کی واپسی کے دن قریب پہنچے تھے تو حضرت صاجبزادہ صاحبؒ سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے آنحضرت قبلہ ؒ سے کہا کہ جب تک بارش نہیں ہوتی۔ ہم آپ کو حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے خانقاہ شریف سے نکلنے نہ دیں گے۔ اور نہ ہی وطن کی طرف جانے دیں گے۔ آخر مقررہ تاریخ کو جب آپ واپسی کیلئے بوجہ ادب واحترام صاجبزادہ صاحبؒ سجادہ نشین سے اجازت مانگنے خانقاہ شریف حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے جانے کی اجازت نہ دی۔ علیٰ ہذا دوسرا دن اور پھر جب تیسرا دن ہوا تو بھی جانے کی اجازت نہ دی۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری بلیانی کو لے آؤ تا کہ اپنے ہاتھوں سے اس کی زلفوں کو بُن لوں تا کہ اس کی برکت سے حق تعالیٰ بارش عطا کرے۔ وہ ایک انتہائی عمر رسیدہ عفیفہ ضعیفہ عورت تھی "بے بے ثام" جسے آپؒ فرماتے تھے کہ تو ہماری بلیانی ہے۔ پس اسے حضور میں لے آئے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کے گیسو بُنے۔ پس جب وہ عفیفہ ضعیفہ عورت اپنے گھر میں جا بیٹھی ایک پہر سے بھی کم وقفہ کے بعد خوب بارش شروع ہوئی۔ اور اس قدر برسی کہ وہ سارا دن ساری رات، اگلے دن اور اگلی رات مسلسل بارش برستی رہی۔ ہر طرف جل تھل ہو گیا یہاں تک کہ تندور بھی پانی سے بھر گئے۔ روٹی پکانے کیلئے بھی جگہ نہ ملتی تھی اس دوران روٹی بھی میسر نہ ہوئی۔ یہ درویشوں کا ہی دل گردہ تھا کہ اس دوران انہوں نے فاقہ سے گزارا کیا۔ چنانچہ دوسرے دن کے شروع میں احمد قوال نے مولوی محمد حیات دہلویؒ کے سامنے جو کہ تجر کے ایک کونے میں ڈیرہ جمائے تھا۔ یہ غزل گانا شروع کی۔

؎ یار را ابر من نظر بسیار بودی کاشکے الخ

ترجمہ: کاش کہ محبوب کی نظر کرم مجھ پر زیادہ ہوتی

اور اس غلام کو جو شرقی تجر میں دوسرے درویشوں کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ نہایت بھوکا تھا کہ بارش کی شدت سے لنگر شریف کے تنور میں روٹی پکانے کی فرصت نہ تھی۔ اپنے تجر کے دروازہ پر بیٹھا بارش کا نظارہ کر رہا تھا اور اپنے حال کے موافق احمد قوال کے گانے کے طرز پر اپنی عقل کی ناپختگی کے ساتھ چند ہندی بیت اپنی زبان سے آہستہ آہستہ گنگنا رہا تھا۔ ان میں سے شروع کے ایک دو بیت یاد رہے باقی بھول بھال چکا ہوں جو یاد رہے وہ کچھ اسطرح تھے۔

؎ اج ڈہاڑی خوب پختہ ماس بودی کاشکے

حلوہ اوپر بھی فلودہ خاص بودی کاشکے

اُچی میدہ وی پراٹھی پکی ہون اچھی رِیت

کھنڈ ملائی چاولان بہرِ ماطاِس بودی کاشکے

میں اپنے حال پر مست تھا کہ میاں احمد طویل جو کہ اپنے تجر میں تھے۔ ان کا تجر مولوی موصوف اور ہم درویشوں کے تجر کے درمیان میں تھا وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے میری آواز سن لی اور انہوں نے میاں احمد قوال کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور وہ میرے ہذیان و بکواس سننے لگے۔ اور میں اس سے بے خبر تھا اور میں اسی طرح ہذیان گوئی میں مست تھا۔ حتیٰ کہ ان لغویات کے آخر میں یہ دو بیت یعنی شعر پڑھتا اور گنگناتا رہا۔

؎ اکرم اتیں میر احمد جوہن مجلس کے رئیس

بھی خدا بخش اج اُنہادی پاس ہووی کاشکے

اور اس بیت میں یہ اشارہ تھا کہ میاں میر احمد جو کہ حضور کے خادم میاں اکرم کے ہم صحبت تھے۔ ایسے مواقع پر جب کہیں سے روٹی نہ ملتی تو انہیں روٹی مل جانی چاہیے۔ حضور قبلہؒ کے پس خوردہ سے چاہے کسی اور جگہ سے۔ پس مولوی موصوف اور میاں احمد قوال اور میاں احمد طویل میری ان لغویات کو مکمل سنتے رہے۔ جب کہ میں ان کے سننے سے بالکل بے خبر تھا اور بارش کا نظارہ کرنے میں مست تھا۔ قیلولہ کے وقت میاں احمد قوال نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں گزارش کی کہ "فلانہ" نے ایک عجیب و غریب پُر مضمون غزل از خود تحریر کی ہے۔ پس اس وقت آپؒ نے مجھے طلب فرمایا میں حاضر ہوا اسی طرح کہ میں صورتحال سے بے خبر تھا۔ اور خدام حضرت قبلہؒ کے پاؤں میں مالش کر رہے تھے۔ میں آداب و نیاز بجالایا اور دست بستہ کھڑا رہا۔ فرمایا، ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنی طرف سے غزل لکھی ہے؟ ذرا ہمیں بھی سناؤ۔ میں حیران رہ گیا۔ شرمندگی سے سر نیچے جھکایا اور آہستہ سے انکار کیا کہ میں نے تو اپنی طرف سے کوئی غزل تیار نہیں کی ہے۔ فرمایا، کیوں انکار کرتا ہے؟ کیونکہ احمد قوال نے ابھی ابھی مجھے بتایا ہے کہ "فلاں" نے از خود غزل انشاً کی ہے۔ میاں احمد قوال فوراً بول پڑا کہ اگر یہ انکار کرتا ہے تو میرے پاس گواہ بھی ہیں وہ پیش کر سکتا ہوں کہ اس نے از خود غزل تیار کی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے کون کون سے گواہ ہیں؟۔۔۔ میں نے عرض کی کہ مولوی محمد حیات دہلوی اور میاں احمد طویل، جو کہ دونوں معتبر ہیں اور وہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ پس جب میں نے صورت حال کو دیکھا تو میں نے عرض کی کہ حضرت قبلہؒ! یہی میاں احمد قوال ہی مولوی محمد حیات دہلوی کے سامنے یہ غزل گا رہا تھا۔

ے یاررابرمن نظر بسیار بودی کاشکتےِ الخ

اور میں چونکہ بہت بھوکا تھا تو اپنے حال کے موافق چند واہیانہ اشعار اسی طرز پر لکھے اور پھر آہستہ آہستہ گنگناتا رہا۔ یہ لوگ میرے قریب تھے شاید انہوں نے سنے ہوں گے فرمایا، خوب، وہ بیت سناؤ۔ حسب فرمان وہ اشعار جو اس وقت مجھے تمام یاد تھے۔ حضور میں، تمام ترعرض کئے۔ جب آپؒ نے وہ سارے اشعار سنے تو آخری شعر کو سنتے ہی آپ خوب مسکرائے اور حاضرین بھی ہنسے اور آپؒ نے اس وقت میاں اکرمؒ کو بلا کر فرمایا کہ آئندہ اسے اپنے ساتھ ہمارے بچے ہوئے کھانے میں ضرور شریک کیا کرو۔

تنبیہ: میں یہاں بے موقع اور بے محل تقریر لکھ چکا۔ دراصل یہ کہ اُس فیاضِ جہان کے احسان وکرم کا فیضان معلوم ہو جائے کہ اس عمیم الاحسان کی مہربانیاں جو نیکوں اور بدوں پر یکساں اور برابر ہوا کرتے تھے۔ الغرض، جب تیسرے دن جو واپس وطن روانگی کا وقت تھا۔ مگر بارش کی شدت سے روانگی محال نظر آرہی تھی۔ تو علی الصبح فرمایا کہ ہماری اس بلیانی کو لے آؤ تا کہ اس کے بالوں کو کھول دوں۔ تا کہ بارش رک جائے اور ہمیں جانے کا راستہ مل جائے۔ پس اس ضعیفہ عفیفہ کو کندھے پر اٹھا کر لے آئے اور آپؒ نے اس کے بال کھول دیئے۔ بارش رک گئی اور بادل چھٹ گئے۔ آپؒ اسی وقت روانہ ہوئے اس مرتبہ آپ موضع علوی سے سوار ہوئے اور۔

## آپؒ نے ہندی ڈوہڑہ پڑھا،
## لوگوں میں رقت طاری ہوگئی

نواب بہاول خان کی استدعا پر آپؒ نے دریائے کہارہ کو کشتی سے عبور کیا اور موضع ڈِراور کی طرف چلے گئے اور خان صاحب موصوف کو اپنی زیارت کا شرف عطا کیا۔ چار راتیں وہیں گزار کر پھر واپس دریائے مذکور عبور کر کے شہر شاہد میں کہ جس کا نام فتح پور تھا وہاں ایک بوہڑ کا درخت جو وسیع اور بلند و بالا تھا اس کے نیچے آپ ٹھہر گئے۔ جب قیلولہ سے اٹھے تو آپؒ نے اپنے معمول کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت فرمائی کیونکہ سفر میں آپؒ نماز ظہر سے پہلے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اس وقت لنگر شریف کے مال و اسباب کی حفاظت میاں خدا بخش لانگری اور اس غلام کے ذمہ لگائے ہوئے تھے اس غلام کو حکم فرمایا کہ کلام اللہ لے آؤ، میں لے آیا۔ آپؒ جب تلاوت سے فارغ ہوئے تو زیارت کیلئے مرد، عورتیں، مسلم اور ہندو سینکڑوں کی تعداد میں حاضر تھے۔ کلام اللہ غلاف میں لپیٹتے ہوئے اس وقت ہندو دوہڑہ خوبصورت آواز میں تکرار کے ساتھ پڑھا۔

لعل چرخا اللہ خوب بنائی ؎

تروڑ نہ یاری میڈی ڈوکھیں دی لائی

لعل چرخا کہن بندیاں تانویں

ڈوکھیندیان پونٹیاں ڈھونیتن کانویں

اس اثناء میں حاضرین میں سے ہر ایک کیا مسلم، کیا ہندو، کیا عالم،

کیا نادان، کیا مرد، کیا عورت، کیا چھوٹے اور کیا جوان، سب پر رقت طاری ہوئی اور تمام کے تمام اشکبار ہوئے ۔ اسی طرح اگر آپؒ پڑھتے تو لوگ بے اختیار نعرہ مار کر جوش اور وجد میں آ جاتے ۔ پس خاموش ہو کر نماز ظہر کی ادائیگی میں مشغول ہوئے۔

صد مردہ کند زندہ وہ، وہ چہ کلام است ایں

ترجمہ: سبحان اللہ! یہ کیسا کلام ہے کہ سینکڑوں مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔

سبحان اللہ! اس ذات مبارک کا وجود سراپا عشق تھا۔ الحمداللّٰہ۔

## آپؒ کے درویشوں کو اللہ تعالےٰ نے جنگل میں پانی دیا

میاں صالح محمد منشی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم مہار شریف سے واپسی پر ڈیرہ غازیخان کے راستے سے واپس ہوئے۔ ڈیرہ غازیخان کا تمام شہر اور تمام علاقے مغلوں کے لشکر کے آنے کی وجہ سے ویران ہو چکے تھے۔ اور اہل سنگھڑ بھی بھاگ کر کوہستان کی طرف جا چکے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے ڈیرہ غازیخان میں رات محمد رضا خان کے ہاں گزاری۔ تہجد کے وقت دامان کے یعنی بَنی کے راستے روانہ ہوئے۔ ایک منزل چلے کہ آگے قیصرانیوں کا پہاڑی علاقہ شروع ہوا۔ سخت گرمیوں کا موسم تھا۔ راستہ و مسافت بہت لمبا تھا اور پُر خطر بھی تھا۔ اثنائے راہ درویش پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے اور اس وقت میں بھی پیدل ساتھ تھا۔ آخر پیاس نے ہم پر اس قدر غلبہ کیا کہ ہونٹ اور گلہ خشک ہو گئے یہاں تک کہ سانس لینے اور قدم اٹھانے کی بھی

طاقت نہ رہی۔ جب آپؒ نے درویشوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا ہمت نہ ہارو جلدی جلدی میرے گھوڑے کے پیچھے چلے آؤ تا کہ میں تمہیں ٹھنڈا پانی پلا دوں۔ پس ایک "جُھب" یعنی جھونپڑی نظر آئی۔ فرمایا اس "جُھب" یعنی جھونپڑی میں تلاش کرو اس میں پانی ہوگا۔ پس ہم "جُھپ" جھونپڑی کی طرف گئے اور اس کے اندر نگاہ دوڑائی تو وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی۔ مگر اس میں صرف تین عدد پرانے غلہ دان کھڑے تھے۔ ہم نے عرض کی قبلہ! "جُھب" خالی ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ لگتا ہے مدت سے ویران ہے کہ اس کے آس پاس کسی پرندے کے پاؤں کا بھی کوئی نشان نہیں ہے۔ کہاں آبادی اور کہاں پانی؟ صرف تین عدد پرانے غلہ دان کھڑے ہیں۔ فرمایا، غلہ دان میں نظر ڈالو دیکھو۔ کیونکہ بیابان کے رہنے والے لوگ ایسی جگہوں میں پانی چھپا کے رکھتے ہیں۔ ہم نے ایک مرتبہ پھر حضرت صاحبؒ کے فرمان پر غلہ دانوں کے اندر جھانکا تو ہر ایک کے اندر سبز رنگ کی صراحیاں ٹھنڈے پانی سے لبریز منہ بند کئے رکھی ہوئی تھیں۔ ہم نے وہ صراحیاں نکال لیں ہر ایک نے خوب سیر ہو کر پانی پیا جب کہ ابھی چند سر بستہ صراحیاں باقی تھیں انہیں وہیں چھوڑ کر ہم آگے روانہ ہوئے اور پہاڑ پر جا پہنچے۔

## خوبصورت آفتابہ (کوزہ)

میاں نجم الدین ناگوریؒ ملفوظ مؤلفہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحبزادہ غلام نبی مہارویؒ نے ایک موقع پر ایک آفتابہ مہار شریف سے اپنے ایک بیلی یعنی خادم کے ذریعے، حضرت صاحبؒ کے وضو کیلئے تونسہ شریف بھیجا۔ کہ وہ اسے حضرت

صاحبؒ کی خدمت میں تونسہ شریف پہنچائے اس نے وہاں پہنچایا۔ اتفاق سے چند ایام کے بعد ایک ہندوستانی درویش شہر دلہر کے راستہ سے مہار شریف پہنچا کسی نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ کہا تونسہ شریف میں حضرت صاحبؒ کی زیارت کیلئے جارہا ہوں اس کے پاس ایک آفتابہ تھا جب صاحبزادہ صاحبؒ نے اس کا کوزہ دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو وہی میرا بھیجا ہوا کوزہ ہے۔ لیکن یہ شخص تو ہندوستان سے آرہا ہے نہ کہ تونسہ شریف سے۔ مگر یہ آفتابہ اس کے ہاتھ کیسے آیا؟ چنانچہ اس معاملہ کے بارے میں اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ میں شہر دلہر سے تاج سرور کی طرف آرہا تھا کہ چولستان میں پیاس کی شدت سے بے ہوش ہوگیا اور ایک مقام پر گر پڑا۔ اس اثناء میں ایک شخص بزرگ شکل ظاہر ہوا اور یہی آفتابہ پانی سے بھرا ہوا میرے سامنے رکھا اور غائب ہوگیا۔ میں نے پانی پیا اور آفتابہ اٹھا کر روانہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحبؒ موصوف فرماتے ہیں کہ پانی اور کوزہ دینے والے آنجنابؒ ہی تھے۔ والحمدللّٰہ علیٰ ذلک۔

## آپؒ کی توجہ سے بخار اُتر گیا

غلام رسول چنڑ نے بیان کیا کہ میں حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے خانقاہ میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور اس وقت ایک سخت مرض میں مبتلا تھا۔ حضرت کی بارگاہ میں خلوت میں حاضر ہوکر میں نے عرض کی۔ آپؒ نے دعا فرماتے ہوئے فرمایا کہ تم خود ہی حضرت قبلہ عالمؒ کے جناب میں جاکر اپنا احوال عرض کرو۔ میں نے اس امر سے کچھ توقف کیا۔ دوسرے دن پھر حاضر ہوا۔ تو فرمایا کہ تم نے حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کی بارگاہ میں جاکر درخواست پیش (کی) ہوگی۔ میں نے عرض

کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کچھ دن توقف کروں۔ فرمایا آخر اس میں توقف کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے عرض کی کہ اگر غلام سے ہی پوچھنا مطلوب ہے تو عرض یہ ہے کہ میری کیا لیاقت ہے؟ آنجنابؒ نے فرمایا کہ آپ کی لیاقت ان بڑی بڑی دستار والوں سے بہت زیادہ ہے جو ادب آداب سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ آنجنابؒ پر حضرت صاحبؒ کی خصوصی توجہ ہے پھر آپ کا بھی یہ کمال ہے کہ کسی کے گناہ اور قصور کو نہیں دیکھتے بلکہ آنجنابؒ کی ذات بابرکات غریب نواز اور فیاض ہے۔ فرمایا حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ بہت ہی فیاض و غریب پرور ہیں۔ پس جاؤ اور گزارش کرو۔ مولوی صاحب موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ جس وقت میں خانقاہ شریف میں بخار میں مبتلا ہوا تو میں محفل کی حاضری اور حصول سعادت سے محروم رہا۔ حضرت فخر الاولیاءؒ نے مولوی حبیب علی خان سے اس غلام کے بارے پوچھا کہ وہ کہاں ہے نظر نہیں آتا؟ اس نے عرض کی کہ وہ تو عارضۂ بخار میں مبتلا ہے۔ فرمایا جلدی کرو اس کی حالت معلوم کر کے ہمیں اطلاع دو۔ جب مولوی حبیب علی خان نے مجھے کسی حجرہ وغیرہ میں نہ دیکھا تو جا کر عرض کی کہ میں نے جتنا تلاش کیا ان کو نہ پایا۔ فرمایا دیکھو، تم کس طرح دوستوں اور مریضوں کی خبر گیری کرتے ہو۔ حد یہ ہے کہ ان کے مکان کو بھی نہیں جانتے۔ پس دوسرے دن جب میں انہیں تلاش کرنے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ان کو بخار شروع ہو چکا ہے اور بدن پر لرزہ طاری ہے۔ میں واپس حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا اسے یہاں لے آؤ۔ حاضر کیا فرمایا میرے سامنے آ بیٹھو۔ چنانچہ میں حضرت صاحب قبلہؒ کے سامنے بیٹھا۔ اس وقت میری پیٹھ حضرت صاحبزادہ غلام نبی مہارویؒ کی طرف تھی آپ نے دیکھا تو فرمایا

لحاظ نہ کرو اور بیٹھو۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ سکون سے ایک طرف بیٹھیں۔ میرے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور یہ لفظ مبارک زبانی ارشاد فرمائے۔

؎ روئی بہ من کن کہ حبیب توام
نبض بہ من دہ کہ طبیب توام

ترجمہ: چہرہ میری طرف کر لے کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ نبض مجھے دکھا دے کہ میں تمہارا طبیب ہوں۔

جب میری نبض پر ہاتھ رکھا تو فرمایا کہ تمہیں تو کوئی بخار وغیرہ نہیں ہے مکمل خیریت ہے اگر اتفاق سے بخار آ جائے تو فوراً اُتر جائے گا۔ تمام سال کوئی مرض بھی نہ ہوگا پھر یوں دیکھا گیا کہ اور لوگ، دوست، ساتھی بیمار ہوتے رہے اور وبائی امراض پھیلتے رہے مگر میں محفوظ رہا۔

## گھوڑا دوڑاتے مدد کو پہنچ گئے

میاں نجم الدین ناگوریؒ نے بیان کیا کہ جس وقت میں اور میاں برہان الدینؒ ہندوستانی تونسہ شریف سے وطن کی طرف جانے لگے۔ اور چولستان میں چاہ دودی والہ پہنچے تو میاں برہان الدینؒ کو عارضہ بخار لاحق ہوگیا۔ گرتے پڑتے بمشکل ملتان پہنچے۔ یہاں ہم نے ان کیلئے سواری تلاش کی مگر نہ ملی۔ مجبور ہو کر میں نے انہیں اپنی سواری پر بٹھایا۔ مخدوم رشید کے راستے تقریباً تین، چار میل چلے تھے کہ انہیں بخار کا زور ہوا۔ اور مدہوشی ہونے لگی درماندہ ہو کر انکی زبان سے ذکر جہر جاری ہوا۔ اور میں بھی عاجز ہو چکا تھا کیونکہ میں کبھی پیادہ نہ چلا تھا۔ اس کے باوجود میرا ایک ہاتھ

باگ پر اور ایک ہاتھ اسکے جسم کو تھامے ہوئے تھا۔ آخر میں نے ان کو گھوڑے سے اتارا تو وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ ابھی مخدوم رشید اندازاً تین کوس دور تھا اس کی جان نزع کی حالت میں تھی۔ مجھے آواز دی اور میں نے سورۃ یسٰین کی تلاوت کا آغاز کیا۔ اس حالت کو دیکھ کر میں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں فریاد کی اور نام لے کر پکارا کہ قبلہ ما! ہم غلاموں کا حال زار آپ سے مخفی نہیں۔ کرم فرمایئے۔ مدد کا وقت ہے۔ ناگہاں میں نے دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا دوڑاتے ہوئے آرہے ہیں۔ جب ہمارے قریب پہنچے تو پوچھا۔ کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کی جیسا کہ دیکھتے ہیں۔ اتنے میں وہ گھوڑے سے اترے اور مریض کو اپنے گھوڑے پر بٹھایا اور میں جلدی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جب اس کنویں پر جو شہر مخدوم رشید کے قریب ہے وہاں پہنچے تو اسے گھوڑے سے نیچے اتارا اور خود تشریف لے گئے۔ پس وہاں سے ہم نے اونٹ کرایہ پر لیا اور روانہ ہوئے۔ جب ہم شہر مترو پہنچے تو میاں موصوف نے کہا کہ اس وقت مجھے بالکل خیریت ہے۔ پس وہاں سے روانہ ہو کر خیر و عافیت سے اپنے وطن میں جا پہنچے۔

## مریض چاول میں گھی دیکھ کر وجد میں آیا

میاں موصوف نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب ہم نے تونسہ شریف میں حضرت فخر الاولیاءؒ سے شرف بیعت حاصل کی تو میں نے اپنا برخوردار میاں نصیر الدین اور اس کی والدہ کیلئے سلسلہ کی درخواست کی کہ ان کو بھی عقد بیعت میں داخل فرمائیں۔ تو آپؒ نے فرمایا فارغ ہونے پر دیکھیں گے۔ پس جب عرس شریف پر

روانہ ہوئے میں بھی خدمت میں حاضر رہا۔ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عُرس مُبارک سے فارغ ہوکر پھر پاکپتن شریف میں حضرت باباصاحبؒ قدس سرہٗ کے عرس مبارک پر تشریف لے گئے۔ وہاں ہی ٦/ چھ محرم ١٢٥٣ھ میں مجھے شرف خلافت و اجازت سے نوازا۔ پس سات ماہ بعد پھر حاضر ہوا۔ فرمایا، اپنے بیٹے اور اہل خانہ کو خود بیعت کرو اور اجازت ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی بیعت کرو۔ نیز انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ جس وقت برخوردار میاں نصیر الدین بیمار ہوا اور ہیضہ کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ حکیم علاج کرتا رہا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا ایک دن اس کی والدہ نے کچھ چاول پکا کر اس میں دہی اور گھی ڈال کر اس کے سامنے رکھ دیا جب اس کی نظر گھی پر پڑی تو وجد میں آیا اور یہ بیت پڑھتا جاتا تھا اور رقص کرتا جاتا تھا۔

دارومدہ طبیب کہ داریم دردعشق

مابہ نمی شویم تو بدنام می شوی

ترجمہ: اے حکیم! تم ہمیں دوامت دو کیونکہ ہمیں دردِ عشق ہے یعنی ہم تو عشق کے مریض ہیں اس لئے ہم تو ٹھیک نہیں ہو سکتے اور تم بدنام ہو جاتے ہو۔

اس صورت حال سے مجھے آگاہ کیا گیا۔ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ میرے استقبال کیلئے کھڑا ہو گیا۔ حکیم اس امر سے متعجب تھا کیونکہ صورت حال یہ تھی کہ وہ سترہ روز سے بے خواب و خور تھا جبکہ میں بھی اکثر موجود رہتا تھا۔ ایک رات جب کہ میں حجرہ کے اندر تھا اور وہ دروازہ کے باہر سویا ہوا تھا مجھے بلایا گیا کہا میری آنکھیں چھپائیں کیونکہ رجال الغیب نظر آرہے ہیں۔ میں نے کہا، تم اپنے پیروں کی صورت کا تصور کرو۔ کہا، اب حضرت خواجہ اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب صاحبؒ اور

حضرت محبوب الٰہیؒ نظر آ رہے ہیں گھڑی بھر کے بعد کہنے لگا کہ مولوی دیدار بخش اونٹو
ں کی ایک قطار لئے حضرت تونسوی صاحبؒ کے ہمراہ ہمارے گھر آئے ہیں۔ اور
ایک قطار کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؒ تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا خیریت
ہے، یہ فال نیک ہے "فِیْہِ شِفَاءٌ لِلنَّاسْ" یعنی اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے پس وہ
تندرست ہو گیا مگر حدت کی وجہ سے دانے اور آبلے سینے پر ابھر آئے۔

## خلیفہ صاحبؒ کے پاؤں میں آبلہ

انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک موقع پر جب کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ
کے عرس مبارک پر جا رہے تھے۔ اثنائے سفر خلیفہ محمد باران صاحبؒ اور خلیفہ محمد علی شاہ
خیر آبادی اور دیگر بہت سے خدام حضرت صاحبؒ کے ہمرکاب تھے۔ یہ دونوں خلیفہ
بھی پا پیادہ اور اکثر دوسرے لوگ بھی پیدل چل رہے تھے۔ جب دوسری منزل میں
جب ہم بمقام بستی تلائی نور شاہ کے قریب پہنچے۔ تو سفر میں خلیفہ محمد بارانؒ کے پاؤں
میں سخت آبلے پڑ گئے ان کے پاؤں سوجھ گئے اور چلنے سے رہے۔ محمد علی شاہ نے
کپڑے بھگو کر ان کے پاؤں پر باندھے پھر بھی وہ چل نہ سکتے تھے راستہ پر ہی بیٹھ
گئے۔ یاروں میں سے کسی نے اس امر سے حضرت صاحب قبلہؒ کو مطلع کیا۔ آپ
نے فرمایا کہ میرے یار سواری طلب کر رہے ہیں۔ بہانہ دنبل اور آبلوں کا کر رہے
ہیں۔ چلنے سے معذور ہو کر بیٹھ گئے۔ فرمایا، اسے اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ جب
اسے اٹھا کر لے آئے تو آپؒ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔ فرمایا، آبلہ
کہاں ہے؟ عرض کی غریب نواز! وہ یہ ہے۔ آبلہ کی پٹی کو آپ نے ہاتھ سے مس

کرتے ہوئے فرمایا جھوٹ بولتے ہو۔ آبلہ ہے کہاں؟ جب پٹی کھولی تو بالکل کوئی آبلہ نہ تھا۔ فرمایا، میں نے کہا نہ تھا کہ مار کہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتے بہانہ کر کے سواری طلب کرتے ہیں۔ حضرت خلیفہ محمد علی شاہؒ نے عرض کی کہ بہت بڑا آبلہ تھا کیونکہ میں نے اپنے ہاتھ سے پٹی باندھی ہے۔ جب حضرت صاحبؒ نے اسے ہاتھ سے چھوا اور مس کیا اور فرمایا، آبلہ کہاں ہے؟ تو گم ہوگیا پس آپ نے سوار ہوتے ہوئے فرمایا، جلدی جلدی آؤ۔ پس خلیفہ محمد باران صاحبؒ ایسے تیز تیز چلنے لگے کہ حضرت صاحبؒ کے گھوڑے کے آگے دوڑے جا رہے تھے اور تمام ہمراہی حیران رہ گئے تھے۔

## مجذوب نے کہا کہ حضرت صاحبؒ مشرق و مغرب کے شیخ ہیں

میاں نجم الدینؒ نے بیان کیا کہ حاجی غلام نبی سیٹ پوری سفرِ حج میں میرے رفیق تھے۔ اس نے میرے سامنے بیان کیا کہ میں ناچیز جس وقت جنت المعلیٰ کے مقبرہ میں زیارت کیلئے گیا۔ تو وہاں ایک برہنہ مجذوب رہتا تھا اور وہ کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا تھا۔ اگر کوئی شخص اس کے قریب جانے کی کوشش کرتا تو انہیں پتھر مارنے لگ جاتے اور کہتے کہ "رُحْ رُحْ اَنْتَ حَرَامِیْ" جاؤ جاؤ تم چور ہو۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا "تَعَالْ یَا شَیْخ" اے شیخ چلے آؤ۔ میں قریب گیا تو مجھ سے پوچھا "اَلَکَ شَیْخٌ" کیا تیرا مرشد ہے۔ میں نے کہا ہاں، پھر کہا "فَاَیْنَ شَیْخُکَ؟" تیرا مرشد کہاں ہے؟ میں نے کہا "فِیْ مُلْتَان" ملتان

ن میں" کہا" محمد سلیمانؒ؟ میں نے کہا" نَعَم " ہاں تو اس نے کہا" هُوَ شَيْخنَا هُوَ تَا
جُنَا هُوَ شَيْخُ الْمَشرِق وَالْمَغْرِبُ وَ لِيُّ اللّٰه كَثِيرًا خَلِيْفَة اللّٰه وَاحدهُو
خَلِيْفَةُ اللّٰــه" یعنی" وہ ہمارے شیخ ہیں " وہ ہمارے تاج ہیں اور وہ مشرق و
مغرب کے شیخ ہیں۔ بہت سے ولی اللہ ان کے خلیفہ ہیں اور وہ اس وقت واحد ہیں جو
اللہ کے خلیفہ ہیں۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ اس شخص سے باتیں کر رہا ہے تو وہ
لوگ بھی قریب آنے لگے۔ اس نے جلدی پتھر اٹھایا اور لوگوں کی طرف پھینک دیا
اور مجھے بھی جھڑکا اور کہا" رُحْ رُحْ اَنْتَ حَرَامِیْ " جاؤ جاؤ تم چور ہو۔ میں حیران ہوا او
ر واپس لوٹا۔

## کہا یک چشم بیٹا نہیں مانگا

قاضی نور محمد منگروٹھہ والے نے بیان کیا کہ میری بیوی حاملہ تھی۔ اس سے
پہلے میری دو بیٹیاں تھیں۔ میں تیسری لڑکی پیدا ہونے کے خوف سے اپنے اہل پردہ
اور ہر دو بچیوں کو ساتھ لے کر حضورؒ کی خدمت میں حاظر ہوا، قدم بوسی کی سعادت
حاصل کی اور پھر فریاد وزاری شروع کی۔ فرمایا، کیوں فریاد وزاری کر رہے ہو؟ ہم نے
عرض کی حضورؒ! دو بچیاں پہلے ہیں اور اگر اس تیسرے حمل میں بھی لڑکی ہوگئی تو ضرور
اٹھا کر آپ کے مصلےّ پر آکر ڈال دوں گا کیونکہ ہم ناتوان اور غریب ہیں اس
قدر بوجھ اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ فرمایا، تسلی کرو حق تعالیٰ تمہیں بیٹا ہی عطا کرے
گا۔ ہم نے عرض کی کہ اگر آپ کی طرف سے وعدہ ہو تو ہم تسلی کر کے چلے جاتے ہیں۔
فرمایا، وعدہ ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔ پھر آپ نے دعائے خیر کی۔ ہم نے اٹھتے وقت پھر
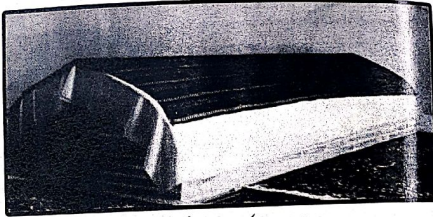
تربت مبارک حضرت محمود راجنؒ
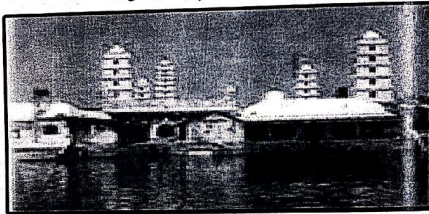
مزار شریف حضرت حمید الدین ناگوریؒ (ناگور ہندوستان)
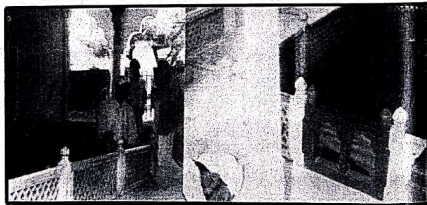
مزار اقدس حضور مولانا فخر الدین دہلویؒ (مہرولی دہلی)
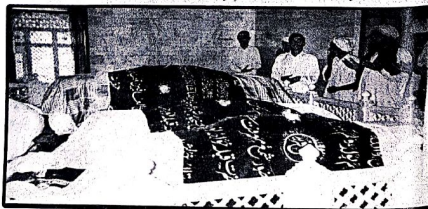
مزار شریف حضور قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ (چشتیاں شریف)

عرض کی کہ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو آپ کے مصلّے پر ڈال جاؤں گا مجھے کوئی عار نہ ہوگا۔ اس پر پھر آپ نے دُعا فرمائی۔ جب حق تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا۔ چند سال بعد جدری (چیچک) کے مرض کی وجہ سے اس اسکی ایک آنکھ سفید ہو گئی۔ تو میں اسے اٹھا کر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ قبلہ! میں نے حضورؒ سے یک چشم بیٹا نہیں مانگا تھا۔ میں نے بچہ حضرت صاحبؒ کے سامنے رکھا اور ایک روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ اور عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اس کی آنکھ بینا ہو جائے۔ چنانچہ آپؒ نے دعا خیر فرمائی اور تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر بچے کی آنکھ پر دم فرمایا اور دست مبارک بچے کی آنکھ پر پھیرا۔ میں بچہ اٹھا کر واپس ہوا چند دن گزرے کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ پھر حضورؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ بچے کے ہاتھ سے روپیہ بھی غصب کیا لیکن اس کی آنکھ درست نہ ہوئی یہ عجیب بات ہے۔ کہ دعا خیر فرماتے ہوئے فرمایا، میاں تسلی کرو بچے کی آنکھ ٹھیک ہو گی۔ میں واپس ہوا جب راستے میں دیکھا تو بچے کی آنکھ بالکل صحیح تھی اور بینائی لوٹ آئی۔ کچھ دن بعد جب پھر حاضر ہوا۔ قدم بوس ہوا تو آپؒ نے بچے کی بینائی کے بارے پوچھا۔ میں نے عرض کی کہ حضورؒ کی دُعا کی برکت سے بینائی ٹھیک ہو گئی اور بچہ شفایاب ہو چکا ہے۔ آپؒ نے فرمایا الحمدلِلّٰہ کہ حق تعالےٰ نے ہمیں قاضی کی خصومت سے امان دی ہے۔

## فرمایا اللہ نے قاضی کی خصومت سے امان دی

قاضی نور محمد نے یہ بھی بیان کیا کہ میری اہلیہ کو گلے پر خطرناک دُنبل نکل آیا ان کی گود میں شیر خوار بچہ بھی تھا۔ اس کا گلہ اس قدر سوج گیا کہ کھانا پینا بند ہو گیا۔ پس

میں اسے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں لے آیا اور دعائے شفا کی درخواست کی۔ فرمایا دعائے خیر ہر کسی کیلئے کرتے ہیں مگر اس کا اثر مرتب نہیں ہوتا ہاں اگر دعا کروں تو کیا کروں میں شریکِ خدا تو نہیں ہوں۔ میں نے عرض کی کہ میرے والد صاحب کو سوزاک کا عارضہ لاحق ہو گیا اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچے۔ اتفاق سے حضرت خلیفہ صاحب نارووالہؒ وہاں تشریف لائے۔ والد صاحب ان کے مرید تھے جب حضرت خلیفہ صاحبؒ واپس روانہ ہونے لگے۔ تو والد صاحب نے ان کا دامن پکڑا اور فریاد کی کہ یا تو حق تعالیٰ سے مجھے شفا دلوائیں یا پھر اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر دیں۔ میرا خون آپ پر مباح ہے کیونکہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ پس انہوں نے دعائے خیر مانگی۔ فرمایا ابھی ابھی ٹھیک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ تندرست ہو گیا۔ فرمایا مائی زینب بنت میاں محمد امین ایک نازک درخت سے گر گئی تھی اور اس کا پاؤں گھٹنے سے ٹوٹ گیا۔ چند پہر تک اسی حال میں تڑپتی اور درد سے کراہتی رہی۔ آخر حضرت خواجہ حافظ محمد جمالؒ ملتانی قدس سرہٗ کی دعا کی برکت سے پہلے کی طرح تندرست و ٹھیک ہو گئی۔ کیا وہ شریک خدا تھے؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگ کر خلقِ خدا کو نفع پہنچانے میں کیا شرکت لازم وضروری ہے۔ فرمایا میں بھی انہیں بزرگوں کی طرح ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر حسب مرتبہ ان سے مساوات نہیں رکھتے تو پھر کیا خلق خدا کو ویسے خراب کرتے ہیں۔ فرمایا، کیوں تم مجھ پر حاکم ہو کہ حکم چلاتے ہو۔ میں نے کہا البتہ ہم سے عورتیں ترجیح رکھتی ہیں اگر ہمارے تمہارے درمیان برابری ہوتی۔ پھر ہم پر حاکم ہوتے۔ اس بات کے سنتے ہی مجھے غصہ کی آنکھوں سے دیکھ کر فرمایا اٹھو، میں اسی طرح بیٹھا رہا پھر فرمایا تمہیں کہتا ہوں اٹھو کیوں نہیں اٹھتے۔ میں نے

عرض کی کہ ان دومیتوں کو کس کے دروازے پر ڈالوں کہ اٹھوں۔ اگر حضورؒ کی نظر میں
ہمارے لئے کوئی اور دروازہ ہے تو حضورؒ خود نشان دہی فرمائیں کہ وہاں چلا جاؤں۔
پس اس کے بعد فرمایا کہ کوئی علاج کریں اور مجھے پردہ شریعت سے باہر نہ لے آؤ۔
میں نے عرض کی کونسا علاج کروں؟ فرمایا وہی حجام کی عورت جو کہ قصبہ ہیرو میں رہتی
ہے اور جراحت میں دسترس رکھتی ہے اسی کو لے آؤ۔ میں نے عرض کی کہ اگر میں اس
حجامہ کی طرف روانہ ہو جاؤں تو ادھر مریضہ کا یہ حال ہے کہ اس وقت اس کا کلام کرنا
بھی بند ہے تو یہ مر جائے گی۔ پس کیا علاج؟ اگر آپ اس کی صحت کے بارے میں
دلجوئی فرماتے ہیں تو پھر میں ادھر روانہ ہوتا ہوں۔ فرمایا، انشاء اللہ تعالےٰ شفاء ہوگی
پس میں رات گزار کر علی الصبح روانہ ہوا۔ اور اسے میں نے شہر بنڈی میں جا کر پایا۔ اس
نے کہا کہ میں تونسہ شریف روانہ ہو جاتی ہوں اور تم ایک دستہ سبزی شکمر و جو دریا کے
کنارے کے چاہات میں اگتی ہے۔ وہاں سے کاٹ کر لے آؤ۔ جب میں نے اسے
روانہ کیا تو میں اس سبزی کی تلاش میں نکلا۔ وہ مجھ سے پہلے پہنچی۔ اس نے کہا کہ اس
دوا کے پہنچنے تک تم لوگ جلدی جلدی "قدرے برگ سپند اور قدرے برگ درخت
گز" کو کوٹ کر اور جوش دے کر اس پر باندھ لیں۔ صبح سویرے اس پر نشتر ماریں گے
جو کہ اس وقت تک پختہ ہو چکا ہوگا سوائے جراحت کے درست نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ
باندھ دیا گیا جب رات گزر گئی۔ میں بھی واپس آیا اور مذکورہ عورت نے نشتر مارنے
کے لئے پٹی کھولی اور دیکھا کہ اس کے حلق میں کوئی ورم اور دنبل کا نام ونشان تک نہ تھا
۔ مگر خون اور پیپ سے ملی رطوبت اور مواد منہ سے باہر آنی شروع ہوئی۔ اسی وقت
میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی کی تو آپؒ نے میری اہلیہ کی

صحت کے علاوہ اور کوئی بات نہ پوچھی۔ میں نے اپنی اہلیہ کی صحت کے بارے عرض کی۔فرمایا،الحمدللہ کہ حق تعالیٰ نے اس مرتبہ بھی قاضی کی خصومت سے مجھے امان دی ہے۔

(1) اے وجودت رحمتہ للعالمین روز محشر شو شفیع المذنبین

(2) چوں گرفتی دست مادر دست خود دستگیری ما بہر دم بر تو شد

ترجمہ: (1) تیرا وجود رحمت للعالمین ہے قیامت کے دن گناہ گاروں کے لئے شفاعت کرنے والا ہو جا۔

(2) جب آپ نے ہمارے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے پکڑا ہے تو ہماری دستگیری بھی ہر طرح آپ پر لازم ہوئی۔

## اندھے کی آنکھیں بینا ہو گئیں

مولوی غلام حیدر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرے عزیزوں میں سے کسی کا ایک بچہ اندھا ہو گیا۔ہم نے اس کا بہت علاج معالجہ اور دم درود کیا۔مگر کوئی افاقہ اور فائدہ نہ ہوا۔آخر اس بچے نے کہا کہ مجھے حضرت فخر الاولیاء قبلہؒ کے دروازہ پر لے جاؤ امید ہے شفاء ہو جائی گی۔ میں اسے حضرت صاحبؒ کے دروازہ پر لے آیا۔میاں گل محمد دامانی نے مجھے مشورہ دیا کہ رات کے آخری حصہ میں اس مریض کو دروازہ کے باہر آستانہ پر بٹھا دیں تا کہ وہاں فریاد وزاری کرے اور تم طلوعِ صبحِ صادق کے بعد اندر جا کر اس کے بارے میں عرض کرو۔ جب میں اندر چلا گیا اور مریض کو آستانہ پر بٹھایا اور اس نے وہاں بیٹھے فریاد وزاری کرنا شروع کی۔حضرت

صاحبؒ اپنے اوراد سے فارغ ہوئے اور چارپائی پر لیٹ کر آرام کرنے لگے مگر ابھی تک تسبیح ہاتھ میں تھی۔ مجھے فرمایا کہ اس مریض کو اندر لے آؤ۔ میں لے آیا وہی تسبیح آپؒ نے اس کی آنکھوں پر پھیری۔ فرمایا کہ فجر کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تھوڑا سا پانی لے آنا۔ چونکہ قبل ازیں میں نے صورتِ حال عرض کردی تھی تو آپؒ نے پانی پر دم کر کے فرمایا کہ پہلے تھوڑا سا آنکھوں پر مل لیں اور باقی مریض کو پلادیں میں نے ایسا ہی کیا تو اس کی بینائی لوٹ آئی پھر وہیں سے ہم واپس گھر چلے آئے۔

## نابینا نے کپڑا سینا شروع کیا

مولوی مذکور نے یہ بھی لکھا ہے کہ میاں محمد خلف میاں علی محمد کی آنکھ میں دردِ شدید کی وجہ سے بینائی جاتی رہی۔ اس نے بتایا کہ میں شیخ ابراھیم دشتیؒ کے خانقاہ شریف میں جا کر معتکف ہوا۔ شیخ کے ارشاد پر میں حضرت دین پناہؒ کے مزار شریف پر جا کر بیٹھ گیا۔ کلام اللہ ختم کرانے کیلئے اس خانقاہ میں حافظ بٹھایا۔ جب حافظ ختم سے فارغ ہوا تو اسے خواب میں فرمایا کہ اس مریض کو کہو کہ تونسہ شریف چلا جائے۔ میں نے اس کے کہنے پر اعتبار نہ کیا۔ دوسری رات مجھے خواب میں فرمایا کیوں حافظ صاحب کے کہے پر اعتبار نہیں کرتا؟ جاؤ! پس حضرت صاحبؒ کے دروازہ پر حاضر ہوا اور اپنی حالت عرض کی مگر کوئی جواب نہ فرمایا۔ مجھے اس دوران چھ ماہ گزر گئے ایک دن میں خدمت میں حاضر تھا کہ ایک درویش کو ایک جوڑا کپڑوں کا عطا فرمایا کہ کسی درویش کو دے دو، تاکہ تجھے سِلا کردے۔ میں نے عرض کی کہ میرے کہنے پر کون سی کردے گا۔ پس میں نے کپڑے اس سے لے لئے ایک اور درویش نے سوئی میں

دھاگہ ڈال کر دیا اور میں نے اسی حالتِ نابینائی میں کپڑا سینا شروع کیا جب سینا شروع کیا تو میری آنکھیں بینا ہو گئیں۔

## فرمایا کوہستان کے جنّوں کو بھگا دوں

ایک موقع پر میاں عبداللہ بزدار جو حضرت خواجہ حافظ محمد جمالؒ اللہ ملتانی قدس سرہٗ کے غلاموں اور مریدوں سے تھے۔ میاں مذکور کے اہلِ خانہ عارضہ جن میں گرفتار ہوئے۔ اس نے اپنے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ انہوں نے چند تعویز جدا جدا ترتیب کے ساتھ لکھ کر دیئے۔ اور وہ جب گھر آئے تو انہوں نے تمام ایک ہی روز آگ میں ڈالے اور جن کی جزع فزع کے بارے بھی نہ سوچا۔ تھوڑے عرصہ میں اس کی عورت نے نجات پائی اس کے بعد پھر مبتلا ہو گئی۔ میاں عبداللہ پھر اپنے پیر صاحب کی خدمت میں گیا۔ جب ملتان پہنچا تو اتفاق سے حضرت خواجہ حافظ محمد جمالؒ اللہ صاحب قدس سرہٗ حضرت فخر الاولیاء قدس سرہٗ اکٹھے حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس شریف پر گئے ہوئے تھے۔ پس میاں عبداللہ نے حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کے خدام سے اس بارے میں گزارش کی اور خود واپس اپنے گھر لوٹ آیا۔ جب حضرت قبلہ عالمؒ کے یہ دونوں خلیفہ واپس ملتان تشریف فرما ہوئے تو حضرت کے خدام نے میاں عبداللہ بزدار کا حال عرض کیا اور حضرت خواجہ حافظ صاحبؒ کو آگاہ کیا۔ تو حضرت خواجہ حافظ محمد جمالؒ اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے میاں عبداللہ کی اہلیہ سے دفع جنات کے کام کا ذمہ حضرت فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ کے سپرد کیا ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ میں کوہستان کے تمام جنوں کو پہاڑ سے بھگا دوں

یا فقط حضرت حافظ صاحبؒ کی مریدنی کے اس جن کو؟ تو حضرت حافظ صاحبؒ نے کہا۔ باقی جنوں کو آپؒ جانیں مگر اس عورت سے جن کو دفع کریں۔ پس جب حضرت فخر الاولیاءؒ تونسہ شریف پہنچے تو میاں عبداللہ کی طرف پیغام بھیجا کہ تم اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ جب دونوں مرد و زن حضرت فخر الاولیاءؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضرت صاحبؒ کی زیارت کرنے سے میاں عبداللہ کی اہلیہ نے عارضہ جن سے نجات پائی۔

## جنّ نے کہا آپؒ سے تعویز لینے آیا ہوں

میاں یار محمد والد مولوی عمر ملغانی نے بیان کیا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت فخر الاولیاءؒ پہاڑ میں رہائش رکھے ہوئے تھے۔ ایک شخص اپنی اہلیہ کو حضرتؒ کی خدمت میں لایا وہ عارضہ جن میں مبتلا تھی۔ حضرت صاحبؒ نے جنّ سے پوچھا کہ تو نے کیوں اس عورت کو پکڑا اور بیمار کیا۔ جنِ نے کہا مجھے حضورؒ کی درگاہ کے مؤکل حضورؒ کی خدمت میں آنے نہ دیتے تھے۔ لہذا میں نے اس عورت کو وسیلہ بنا کر حضورؒ میں حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا کس حاجت کیلئے ہمارے پاس آنا چاہتے تھے۔ کہا میرا بیٹا بیمار ہے مجھے تعویز لکھ دیں تا کہ خدا تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائے۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم تعویز ہم سے کس طرح لو گے؟ کہا تعویز لکھ کر اس پتھر پر رکھ دیں میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ پس آپؒ نے تعویز لکھ کر پتھر پر رکھ دیا اور وہ تعویز وہاں سے گم ہو گیا پھر اسی لحظہ اس عورت کو نجات ملی اور پھر کبھی مبتلا نہ ہوئی۔

## فرمایا سورۃ جنّ پڑھو

ایک مرتبہ میاں اسماعیل کمہار کی اہلیہ جو مائی بیبو کے نام سے مشہور تھی۔اس نے مسائل کی چند کتابیں بھی حضرت کی خدمت میں پڑھیں ۔وہ ایک بار بیمار ہوئی تو اس کی والدہ اسے لیکر مولوی محمد امین کے پاس گئی اور اس کا حال بیان کیا۔ مولوی موصوف نے کہا کہ اسے جنات کا عارضہ ہے ۔انہوں نے چند تعویز لکھ کر دیئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔اس کی والدہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچی اور صورت حال عرض کی ۔آپؒ نے فرمایا کہ وہ عورت تو بہت نیک ، پارسا اور نمازی ہے اکثر باوضو رہتی ہوگی اسے جن نے کیوں اور کس طرح پکڑا ہے۔عرض کی ۔قبلہ ! کچھ علاج معالجہ کارگر نہیں ہو رہا بلکہ علاج سے عارضہ زیادہ ہو جاتا ہے اور مولوی صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ شاید اسے جن نے پکڑا ہے۔حضرت صاحبؒ نے فرمایا پہلے تین بار "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءً للہ "پڑھ کر اس کے دائیں کان میں دم کر دے۔دوم یہ کہ اس کے بائیں کان میں تین بار اسی طرح پڑھ کر پھونک دو۔ پس اگر جن ہوگا تو تکلیف اور بڑھے گی اور اگر کوئی مرض ہوگا تو آرام آجائے گا۔پس اس نے دم کیا تو تکلیف زیادہ ہوگئی اس نے آکر کیفیت حضور سے عرض کی ۔آپؒ نے فرمایا۔سورۃ جن پڑھ کر اس پر دم کر دو۔اس کی والدہ نے کہا کون پڑھے گا؟ فرمایا تو خود پڑھ لے۔ کہا میرے پڑھنے سے کیا ہوگا۔فرمایا،تم میرے کہنے پر پڑھو گی اس لئے پڑھ لے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جن دفع ہو جائے گا۔پس اس نے جا کر سورۃ پڑھی اور دم کیا تو کچھ افاقہ ہوا۔ دوسرے دن جب والدہ اپنی دختر کو ساتھ لے کر حضرت صاحب قبلہؒ کی

خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ گذشتہ شب تمہاری ایک نوکرانی میرے پاس آئی۔ لیکن مریضہ یہ بات نہ سمجھ سکی کہ مجھے فرمار ہے ہیں۔ وہ تکلیف میں اس قدر مبتلا تھی، سمجھی کہ شاید کسی اور کو بتار ہے ہیں۔ اس کی والدہ نے بتایا کہ حضرت صاحبؒ تجھے کہہ رہے ہیں۔ پس اس نے خیال کیا کہ شاید میرا خاوند حضور کی بارگاہ میں آیا ہوگا اور اس نے سب کچھ عرض کیا ہوگا۔ جب کہ حضور قبلہ نے نور باطن سے اس کے خطرۂ قلبی کو جان لیا۔ تیزی سے فرمایا کہ۔

؎ نان ڑی نان جن آیا ہا میں اونکوں آکھے فلانی میڈی بلیانی (نوکرانی) ہے اونکوں چھوڑ ڈے

پس اب تُو خاطر جمع رکھ کہ پھر دوبارہ نہ ہوگا بلکہ ایسا ہوا کہ آپ کے فرمان کے مطابق پھر کبھی وہ اس عارضہ میں مبتلا نہ ہوئی۔

## افواج جنات

قاضی نور محمد منگروٹھہ والے نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میری چھوٹی بچی عارضہ جن میں اس قدر مبتلا ہوگئی کہ اکثر وقت بے ہوش پڑی رہتی تھی۔ جب میں انتہائی مجبور و پریشان ہوا تو اسے اٹھا کر عین بے ہوشی کی حالت میں حضرتؒ کے مزار شریف کے غلاف کے نیچے ڈال دیا اور فریاد کر کے پکارا کہ یا قبلہ! افواج جنات کو فقط اس غریب کا گھر نظر آیا کہ حملہ کر بیٹھے۔ کچھ دیر بعد بچی ہوش میں آ گئی اور تندرست ہوگئی۔

## جنات کو حضرتؒ کا پیغام

ایک دن دو شخص ان میں سے ایک نعلین دوز یعنی موچی تھا اور دوسرا ملتان کا باشندہ تھا۔ دونوں اکٹھے حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں آئے اور فریاد و زاری کرنے لگے کہ ہم دونوں عارضہ جن میں مبتلا ہیں خدا کا واسطہ ہمیں اس بلا سے نجاب دلائیں۔شادو فقیر اس وقت حاضر تھا آپؒ نے اسے فرمایا کہ اس نعلین دوز کے ساتھ جاؤ۔شمالی وشرقی ریگستان کے درمیانی ٹیلے پر جو جال کا درخت ہے وہاں لے کر جاؤ۔ اور دوسرے شخص کے ہمراہ حضرت طاہر شاہ صاحبؒ کے خانقاہ پر جاؤ۔ان جگہوں میں جا کر کہو کہ "فلاں" کہتا ہے کہ یہ شخص ہمارے آشناؤں میں سے ہیں ان کو خلاص کرو اور چھوڑ دو۔شادو نے کہا حضور! وہاں دونوں جگہوں پر جا کر کس کو کہوں۔فرمایا ان مکانات پر جنات کا مسکن ہے تو وہاں جا کر فقط اتنا کہہ دے۔پس شادو مذکور جو کہ حافظ نور کے ساتھ ان کے حجرہ میں رہا کرتا تھا ان دونوں کو وہاں اپنی جائے رہائش لے آیا اور وہاں آ کر رک گیا ان سے کہا کہ میں اجرت کے بغیر تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا۔انہوں نے آہ وزاری شروع کی حافظ نور نے پوچھا آخر اصل صورت حال کیا ہے؟ شادو فقیر نے صورت حال بتادی اور کہا کہ اگر حضرت صاحب قبلہؒ مجھ میں اس امر کی صلاحیت نہ دیکھتے تو اپنے کسی اور غلام کو اِنہیں وہاں لے جانے کیلئے حکم فرما دیتے۔اب اگر یہ مجھے اجرت نہیں دیں گے تو میں ہرگز انہیں وہاں نہیں لے جاؤں گا۔آخر نعلین دوز نے اسے ایک چادر اور ایک کرتہ دے دیا اور دوسرے شخص نے ایک روپیہ نقد دیا۔ چنانچہ شادو مزدوری وصول کر کے ان کے ساتھ وہاں گیا اور صرف

حضرت صاحبؒ کا پیغام پہنچایا۔ پیغام سے انہیں جنات نے چھوڑ دیا اور وہ دونوں واپس اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

## خطرناک جنّ

خلیفہ نجم الدین ناگوریؒ مائی عزت بی بی چشتیاں سے نقل کرتے ہیں کہ مائی موصوفہ نے بیان کیا کہ مجھے یاد ہے۔ کہ جب حضرت صاحب قبلہؒ قیلولہ کے وقت آرام فرماتے تو میں کبھی کبھی پنکھا جھلتی تھی۔ ایک دن لیٹے ہی تھے کہ پھر اچانک جلدی سے اٹھے۔ پانچ عدد ڈھیلے جو کہ استنجا کیلئے بنگلہ کے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے، آپ نے وہ ڈھیلے اٹھائے اور باہر نکلے۔ وہ درخت جو کہ مغربی جانب سرائے کے دروازے پر تھا اس پر ڈھیلے دے مارے۔ اور واپس آ کر لیٹ گئے۔ میں نے عرض کی قبلہ ! درخت پر ڈھیلے مارنے کی وجہ کیا تھی؟ فرمایا تمہارے مرید آئے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی کہ میرے مرید کون ہیں؟ فرمایا جنات آ کر اس درخت پر بیٹھے تھے میں نے انہیں یہاں سے بھگا دیا کہ مبادا کسی درویش کو ایذا پہنچائیں۔ میں نے عرض کی قبلہ ! کوئی جن اس خادمہ کو بھی دکھائیں۔ فرمایا کہ تم اسے دیکھ کر ڈر جاؤ گی۔ میں نے کہا نہیں ڈروں گی ۔ ضرور ضرور کرم فرمائیں۔ فرمایا بنگلہ کے باقی دروازے بند کر دو۔ صرف مشرقی بڑے دروازے کو کھلا چھوڑ دو۔ اور کسی کو ادھر نہ آنے دینا۔ آپؒ حسب معمول اپنی جگہ پر آنکھیں بند کر کے آرام فرمانے لگے۔ کہ اچانک شرقی بڑے دروازہ سے ایک مہیب شکل شخص دراز قد نمودار ہوا کہ طوالت کی وجہ سے اس کا منہ اور سر دیکھے نہ جا سکتے تھے۔ وہ بنگلہ شریف کے اندر آنا چاہتا تھا میں نے منع کیا لیکن مجھے

معلوم نہ تھا کہ یہ جنّ ہے۔اس نے اپنا پنجہ میری طرف بڑھایا میں ڈر کر کانپنے لگی یہاں تک کہ گر گئی۔اور میں نے جب دوبارہ دیکھا تو وہ بنگلہ کے اندر داخل ہو چکا تھا اس نے پھر اپنا پنجہ مجھے مارنے کیلئے بڑھایا تو خوف سے میری جان نکلنے کو ہو رہی تھی اور کپکپی طاری ہوئی۔اس دوران حضرت صاحبؒ نے آنکھ کھول کر دیکھا۔اور مجھ سے پوچھا۔ بڑی بی، تمہیں کیا ہوا کیوں تھر تھر کانپ رہی ہے۔میں نے تمام صورتحال عرض کر دی۔ فرمایا، میں نے نہ کہا تھا کہ تم جنوں کو نہ دیکھ سکو گی لیکن تم نے دیکھنے کا تقاضا کیا کہ مجھے جن دکھاؤ۔فرمایا، یہ وہی جن تھا کہ جسے درخت پر سے بھگا رہا تھا۔آپؒ اٹھے اور اپنا دست مبارک میرے سر سے مس کیا تب جا کر میرا لرزہ ختم ہوا اور خوف جاتا رہا۔

## خوش الحان جنّ

میاں احمد قوال نے خلیفہ نجم الدین ناگوریؒ کے سامنے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ڈیرہ اسماعیل خان گیا ہوا تھا۔نواب شیر محمد خان ناظم ڈیرہ نے اپنے احوال پر مشتمل ایک عریضہ لکھ کر مجھے دیا کہ بوقت خلوت حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پیش کریں۔پس ایک دن چاشت کے وقت میں وہ عرضی اٹھا کر حضورؒ کی خدمت میں جانے کیلئے روانہ ہوا۔جب میں بنگلہ میں پہنچا۔ابھی میں حجرہ شریف کے دروازہ پر تھا تو میں نے سنا کہ کوئی شخص انتہائی خوش الحانی سے نرم و آہستہ آواز کے ساتھ یہ غزل گا رہا تھا ۔

(1) درزدم از بہر او درخانہ خود را یافتم

جان بجانان دادم و جانانِ خود را یافتم

## موئے ریش مبارک و دستار مبارک
## فخر الاولیاء حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ
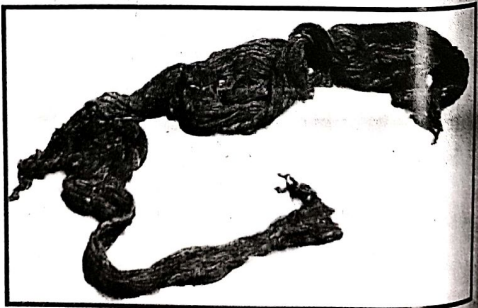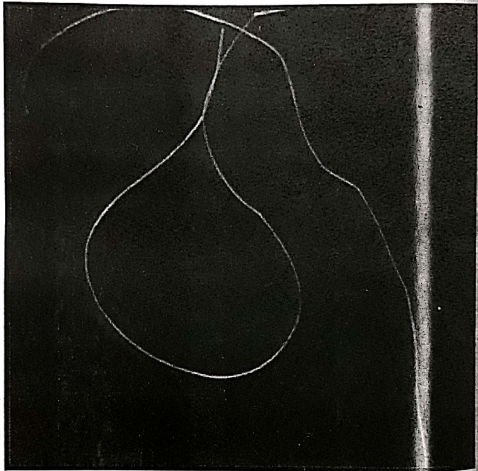
(2) خویش را بیروں فگندم از حریم وصِ دوست

چوں دراں خلوت سرا بیگانہ خود را یافتم

ترجمہ: (1) میں نے اس کیلئے دروازہ بند کیا مگر گھر میں خود کو دیکھا میں نے اپنی جان اپنے محبوب کو دی تو تب اپنے محبوب کو میں نے پالیا۔

(2) میں نے خود کو وصلِ دوست کے حریم سے باہر ڈال دیا تو اس تنہائی کے مقام پر خود کو بیگانہ پایا۔

جب میں گستاخی کر کے اندر چلا گیا تو حضور قبلہؒ کی ذات کے سوا میں نے وہاں کوئی دوسرا نہ دیکھا متعجب رہ گیا اور وہ آواز بھی رک گئی۔ جب آپؒ نے مجھے دیکھا۔ تو فرمایا اے احمد! تمہارا یہ بے وقت آنا کس لئے ہے؟ کہ یہ وقت تو فرشتوں کو بھی میسر نہیں ہوسکتا۔ میں نے دل میں سوچا کہ مبادا میرا حال بھی کہیں قمر الدین قصوری جیسا نہ ہوجائے کیونکہ وہ ایسے وقت میں حاضر ہوا تھا اور زیاں اٹھایا تھا۔ پس میں نے قدم باہر رکھے اور جانے لگا تو آپ نے بلایا واپس آجاؤ۔ کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی قبلہ! نواب شیر محمد خان کا عریضہ خدمت میں پیش کرنے حاضر ہوا۔ فرمایا۔ سدوزی کو مار۔۔۔۔اس وقت کچھ سنا دے۔ میں نے عرض کی قبلہ! حضور کے غلاموں سے ہوں۔ کرم فرما کر اس طرح بے التفاتی نہ فرمایئے۔ فرمایا کہ جس وقت تم سنتے آئے ہو تو پھر وہی کچھ ٹھیک رہا۔ لہٰذا تم اٹھو اور چلے جاؤ۔ جب میں اٹھا۔ تو پوچھا جس وقت تو یہاں آیا تھا تو کوئی آواز تم نے سنی تھی۔ میں نے عرض کی جی ہاں! بہت ہی میٹھی آواز میں نے سنی ہے مگر پتہ نہ چلا کہ گانے والا کون تھا؟ کیونکہ حجرہ میں کوئی اور نہ تھا۔ فرمایا چند دن ہوئے کہ ایک جن روزانہ میرے پاس آتا رہا اور کچھ سنانے کیلئے

عرض کرتا رہا مگر میں اسے ٹالتا رہا۔ آخر آج میں نے اسکی درخواست قبول کی اور یہ گانے والا وہی تھا۔ اگر سننا چاہتے ہو تو تمہیں دکھادوں مگر انتہائی مہیب شکل ہے اور اس کی آنکھیں ایسی لمبی کہ اوپر نیچے ہیں اور انگوٹھا آنکھ کے نیچے کر کے شہادت کی انگلی سے پپوٹے کو اوپر اٹھایا۔ میں نے عرض کی قبلہ! میں ایسی صورت دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا جاؤ۔ پس میں چلا آیا۔ اس کے بعد آپؒ نے فرمایا شاباش! میاں کالو کچھ کہو۔ پس وہی آواز آنی شروع ہوئی اور وہی غزل گانے لگے۔ میں باہر غور سے سنتا رہا۔

## گذشتہ بادشاہوں کا ذکر

ایک دن بادشاہوں کا ذکر چلا۔ آپؒ نے فرمایا کہ جس وقت بابل کے پہلے بادشاہ نے ایران کے راستے سے ہندوستان پر حملہ کیا تو اس نے شہر دہلی کو فتح کیا۔ پھر ہندوستان کے تمام کفار جمع ہوئے اور بادشاہ پر حملہ کیا۔ بادشاہ شکست کھا کر وطن کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب پہنچے تو اسے شدید پیاس نے ستایا۔ ایک کنویں پر پہنچے۔ نوکر سے کہا کہ ایک لوٹا کنویں کی رسی سے کھول کر لے آ۔ نوکر نے کمر سے چھری نکالی اور کنویں کے لوٹا کی رسی کاٹنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے اسے منع کیا کہ یہ دہقان کا نقصان ہے اس لئے لوٹا کھول کر لے آ۔ تاکہ پھر اسے وہاں باندھ سکو۔ پس پہلے بادشاہ رعایا کی اس قدر رعایت کیا کرتے تھے۔ پھر دوسرا بادشاہ آیا اس نے پورے ساز وسامان سے حملہ کیا اور تمام ہندوستان کو فتح کیا اور چودہ پشتوں تک شاہان چوغتہ نے بادشاہی کی۔ آخر اس خاندان کی شاہی رعایا کے عدم تعاون کی

وجہ سے محمد شاہ کے ہاتھوں زوال پذیر ہوکر ختم ہوئی۔ پھر نادر شاہ اس پر حملہ آور ہوا اور محمد شاہ کو قیدی بنالیا۔ جب دونوں بادشاہوں کا آمنا سامنا ہوا تو اس وقت محمد شاہ نے محفل شعر وطرب سجائی ہوئی تھی جس وقت اسے گرفتار کیا گیا تو نادر شاہ نے پوچھا کہ اب شعر کیوں نہیں کہتے۔ محمد شاہ نے اس وقت کہا۔

؎ چشم عبرت بکشا وقدرت حق را بہ بین

شامت اعمال ما ایں صورت نادر گرفت

ترجمہ: عبرت کی آنکھ کھول اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کو دیکھ کہ ہمارے اعمال کی شامت نے یہ صورت نادر کی پکڑ لی۔

صورتحال یہ ہے کہ یہ شاہان چوغتہ محمد شاہ سے پہلے اکثر ایسے تھے کہ جنہیں حضور پورنور ﷺ کی حضوری حاصل تھی اس وجہ سے وہ ہمیشہ کامیاب وکامران رہتے تھے۔ جب دوسری مرتبہ شاہ شجاع الملک انگریزوں کی مدد سے ملک خراسان کی تسخیر کیلئے ہندوستان سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے شہر تونسہ شریف میں پڑاؤ کیا۔ رات گزارنے کے بعد چاشت کے وقت حضرت صاحبؒ کی زیارت کیلئے آیا۔ ان کے احوال پوچھتے ہوئے فرمایا کہ اب خراسان کی طرف کس شخص کی پناہ میں جارہے ہو؟ کہا کھندل اور پردل کی پناہ میں جارہا ہوں۔ جب وہ رخصت ہوا۔ محفل کے وقت حاضرین نے حضرت صاحبؒ سے شاہ شجاع کی گفتگو کے بارے پوچھا۔ تو حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ اس کی بدقسمتی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خراسانی ریچھ ہے اور بادشاہی نہیں کرسکے گا۔ پس اس کی روانگی کے بعد شیخ نور محمد جو کہ اسد خان کا وزیر تھا اس نے حضرتؒ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ شاہ شجاع جو کہ خراسان کی تسخیر کے

لئے جا رہا ہے۔خود جانتے ہیں کہ اسد خان ایک سپاہی مرد ہے اور اس وقت وہ اس کے ساتھ جانے کی طاقت نہیں رکھتا۔لہٰذا آپؒ ایک سرفراز نامہ تحریر فرما کر اپنے کسی معتبر شخص کے ہاتھ بھیج دیں کہ وہ سلطنت پر قابض ہو جانے کی صورت میں اسے برقرار رکھیں۔آپؒ نے فرمایا کہ اسے سریر سلطنت کے قریب بھی نہ جانے دیں گے۔ سلطنت تو دور کی بات ہے۔آخر اس کی فریاد وزاری حد سے بڑھ گئی۔ان کی دلجوئی کی خاطر آپؒ نے سرفراز نامہ تحریر کر کے ایک معتبر آدمی کے ہاتھ روانہ کیا۔شاہ شجاع نے کہا کہ جس وقت میں تخت سلطنت پر بیٹھوں گا تو اپنے معتبر شخص کو میرے پاس وہاں بھیج دیں میں اسے تحریراً لکھ دوں گا۔جب وہ آدمی واپس آیا اور شاہ کا جواب آکر سنایا تو آپؒ نے فرمایا، سبحان اللہ! اسے تو خراسان میں شب گزاری کیلئے کوئی مکان بھی میسر نہ ہوگا۔چہ جائے کہ یہ وہاں بادشاہی کا خیال رکھتا ہے۔آخر ایسا ہی ہوا پہلی ہی رات وہ شکست کھا کر بھاگ آیا اور اس کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا گیا۔

## نواب بہاول خان کی گوشمالی

ایک مرتبہ جناب فخر الاولیاءؒ حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس مبارک سے فارغ ہو کر گھر کی طرف واپس ہوئے۔صاحبزادگان مہارویؒ کی جاگیر حضرت قبلہ عالمؒ کی زندگی ہی میں محمد بہاول خان کلان نے باوجود مرید ہونے کے کسی وجہ سے ضبط کی تھی۔اس بندش اور ضبطی کی وجہ یہ تھی کہ مولوی سکندر اور دوسرے بہت سے علماء کسی شرعی معاملہ کیلئے بہاول خان کلاں کے پاس گئے تھے۔اور بہاول خان مذکور نے اس سلسلہ میں تاخیر اور تساہل سے کام لیا۔اور علماء سے بگڑ کر ان کی جواب دہی کیلئے

حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عریضہ لکھ بھیجا کہ کسی عالم کو مولوی سکندر و غیرہ علماء کے پاس بھیجیں۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے اس کے جواب میں لکھا کہ اس طرف ایسا عالم نہیں کہ ان کی جواب دہی کرے۔ یاد رکھو تم پر شریعت کی متابعت واجب ہے۔ چونکہ علماء موجب شرع حکم دیتے ہیں اسلئے اس پر عمل کرو۔ اس لئے کہ تم نہ تو اکبر بادشاہ سے بہتر ہو اور نہ میں منصور علیہ الرحمتہ سے بزرگ تر ہوں۔ پس جب اکبر بادشاہ نے حکم شرع کے سامنے سر خم نہ کیا تو منصورؒ نے شریعت کی پاس داری کیلئے سولی پر جانا قبول کیا ۔پس مجھے بھی اور تجھے بھی متابعت شریعت واجب ہے۔ پس بہاول خان کے پاس جب خط پہنچا تو وہ جاگیر جو خیر محمد خان نے فقراء کے مصرف کے لئے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی تھی اسے ضبط کیا۔ اور حضرت قبلہ عالمؒ نے تاحین حیات اس کی واگزاری کی کوشش نہ کی بلکہ خیال تک نہ کیا۔ پس حضرت قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد صاحبزادگان، علماء اور خلفاء نے مشورہ کیا کہ مذکورہ جاگیر کو واگزار کرانے کیلئے حضرت فخر الاولیاءؒ کو مستعد کیا جائے۔ کیونکہ ایسے کام ان کی ہمت سے ہی سرانجام پاسکیں گے۔ پس جب انہوں نے حضرت فخر الاولیاءؒ کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کی طرف جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اور اس وقت مجلس خانہ لوگوں سے بھر چکا تھا اور کافی حضرات وہاں حاضر ہو گئے تھے۔ مجلس خانہ کے اس مجمع سے حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ اور حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانیؒ اور دیگر علماء حضرت فخر الاولیاءؒ کی خدمت میں آئے۔ اور حضرت حافظ صاحبؒ نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ آپؒ کی تشریف آوری مجلس خانہ میں ضروری ہے۔ پس جب حضرتؒ مجلس خانہ میں تشریف لائے اور اس مجمع کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ اور فرمایا یہ محفل کیسی ہے؟ حضرت قاضی

صاحبؒ نے جناب حافظ صاحبؒ کو اشارہ کیا کہ آپؒ صورت حال حضرتؒ کے
سامنے بیان کریں۔ پس خواجہ حافظ صاحبؒ نے بیان کیا کہ۔ اے غریب نواز! یہ
صاحبزادگان خلفاء اور علماء آپ کے جناب میں بطور "وفد" جمع ہو کر آئے ہیں کہ محمد
بہاول خان نے صاحبزادگان کی جو جاگیر ضبط کی ہے۔ حضور والا کسی تدبیر سے اسے
واگذار کرائیں۔ کیونکہ اس کا واگذار کرانا سوائے آپؒ کی ہمت کے کسی سے ممکن نہیں
ہے۔ ان حضرات کے جواب میں آپؒ نے فرمایا کہ میں پہاڑی آدمی ہوں اور میں
نے روزِ اول سے منت سماجت کا طریقہ نہیں سیکھا اور نہ ہی کبھی ایسا طریقہ اختیار
کیا ہے۔ ہماری عادت تو "ٹھلاّ الاونّ وٹھلاّ کھانونّ وٹھلاّ ہنڈانون ہے" اگر آپ
تمام مارکہ کی مرضی بہاول خان کے پاس میرے جانے کی ہے تو پھر میں چلا جاؤں گا۔
مگر میرا جانا "از احد الامرین خالی نخواہد شد" یعنی میرا جانا ان دونوں امور میں سے کسی
ایک سے خالی نہ ہوگا۔ "یا مٹیں دی گھبکار یا کھلیئیں دی چٹکار" پھر کسی دوسری
صورت سے پریشان نہ ہو جانا۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے کہا ان دونوں امور میں
سے جو بھی ظہور میں آتا ہے ہم تمام مارکہ کو قبول اور منظور ہے۔ بہاول پور کی طرف
روانگی کا وقت مقرر فرما کر محفل برخاست ہوئی۔ اس اثناء میں مولوی قادر بخش کہروڑی
نے دست بستہ عرض کی، کہ اگر حضور والا کی بہاول پور کی طرف روانہ ہونے کی اطلاع
بہاول خان کو نہ دی تو خان مذکور میرا پیٹ پھاڑ دے گا۔ آپؒ نے فرمایا کہ جو کچھ
مناسب سمجھتے ہو کر لو۔ عرض کی کہ حضور تین دن تک روانگی معطل فرمائیں۔ آپؒ نے
قبول فرمایا مولوی مذکور اسی وقت سوار ہوا اور شہر مبارک پور جا کر اپنی عرضداشت ایک
سرکاری ناقہ سوار قاصد کے ہاتھ روانہ کر کے واپس حضورؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ پس
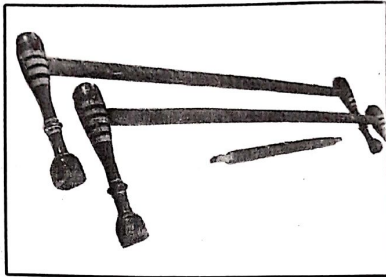
حضورقبلہ عالم غریب نوازؒ کی چارپائی مبارک جو وقت وصال آپ کے زیر استعمال تھی
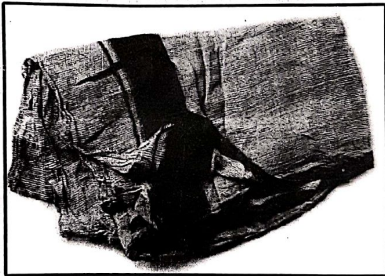
لنگی مبارک حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ
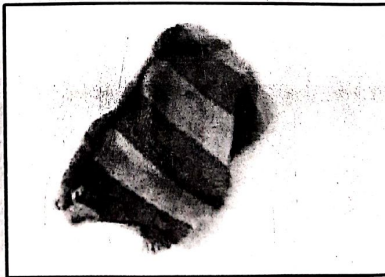
چار پائی پر ڈالنے والا کھیس (دوہر) حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ

اس سرکاری قاصد نے مولوی صاحب کی عرضی خان مذکور کو پہنچا دی۔ اور دوسرا خط سرکاری اہل کاروں کی اطلاع کیلئے بھیجا۔ اور حضرت صاحب قبلہؒ کے وہاں تشریف لے جانے کے بارے میں بتایا۔ ادھر حضور والا کا پروگرام اور منزل بہ منزل جانے کے متعلق سرکاری اہل کاروں کو مطلع کیا۔ پس جب حضرت صاحب قبلہؒ روانہ ہوئے اور احمد پور کے قریب پہنچے تو خان مذکور استقبال کیلئے احمد پور سے چند میل آگے آ کر قدم بوس ہوا۔ اور حضور قبلہؒ کی ہمرکابی میں شہر میں داخل ہوئے۔ پس دوسرے دن خان مذکور مولوی سکندر، مولوی غوث بخش اور مولوی عبداللہ کے ہمراہ محفلِ عام میں داخل ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کی۔ سب سے پہلے جناب قاضی صاحب کوٹ والے کی شکایت درمیان میں لائے اور کہا کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے خانقاہ میں آنے جانے والے عوام اور غربا کو تنگ کرتے ہیں اور مارتے ہیں۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔

جہان پر سماعؑ است و مستی و شور ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

ترجمہ: دنیا مستی اور شور کی آوازوں سے بھری ہوئی ہے لیکن اگر اندھے کو آئینہ دکھائیں تو وہ اس میں کیا دیکھ سکتا ہے۔

پس پھر سوال کیا کہ حضور انورؒ کو معلوم ہوگا یا نہ ہوگا کہ وہ حضور والا کے پیر بھائیوں میں سے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا جہاں کہیں آگ ہوگی تو اس کا دھواں دور سے گواہی دیتا ہے۔ پس اگر تو میرے پیر بھائیوں سے ہوتا تو مجھے کیوں اس طرف آنے کی تکلیف کرنی پڑتی۔ خان مذکور نے خوش طبعی کے طور پر کہا کہ حضور کی اس طرف تشریف آوری ہمارے لئے باعثِ امر خیر ہے۔ آپؒ نے فرمایا، اے خان صاحب! حضرت قبلہ عالمؒ ایسے لاولد پیر نہ تھے۔ آپؒ کی حسبی اور نسبی اولاد موجود ہے۔ اور قابل

فرزندان کو کہتے ہیں جو اپنے بازوؤں کی کوشش سے دولت جمع کریں۔ اور اس کو بھی قابل اور لائق کہتے ہیں جو اپنے باپ کی متروکہ (جائیداد) کو برباد نہ ہونے دیں۔ خان مذکور نے یہ سنتے ہی اپنی مہر والی انگشتری کو انگلی سے نکال کر حضورؒ کے سامنے رکھ دی۔ اور عرض کی کہ آنجنابؒ خود مالک ہیں جو بھی آپؒ کی مرضی ہو اسی طرح کر لیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہمیں "ازیں بلبیس ابلیس فریب مدہ" ہمیں اس شیطانی فریب سے دھوکہ مت دو۔ ہمیں تو اس شخص کی رضامندی مطلوب ہے۔ اس وقت آپؒ نے صاحبزدگانؒ کے کاردار کی طرف اشارہ کیا۔ خان مذکور فوراً اور اسی وقت صاحبزادگانؒ کے کاردار کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی رضامندی حاصل کر لی۔ اس کے بعد حضور قبلہؒ کی خدمت میں عرض کی کہ گڑھی اختیار خان کی تسخیر اس غلام سے نہیں ہو رہی توجہ فرمائیں کہ مسخر ہو جائے۔ دعائے خیر پڑھ کر فرمایا انشاءاللہ تعالےٰ تمہارے زیر فرمان آ جائے گا۔ پس آپؒ وہاں سے روانہ ہوئے اور تونسہ تشریف افزائی فرمائی۔ بیان کرتے ہیں جب خان مذکور حضور عالیؒ سے رخصت ہو کر محفل سے باہر آئے تو مولوی سکندر وغیرہ علماء جو ان کے ہمراہ تھے ان سے کہا کہ "آج مجھے تم لوگوں نے شمشیر برہنہ کی دھار پر مار دیا ہے" مگر حق تعالےٰ نے جناب قبلہ عالمؒ کی برکت سے بچا لیا اور امان دی ہے۔

## فراغت اور عیش

ایک دن فرمایا کہ فراغت اور عیش ملک درویشی ہی میں ہے۔ ہر وہ شخص جو دنیا رکھتا ہے رات دن کو خوار و بے قرار گزارتا ہے اور درویش کونین سے فارغ ہے۔

پس آپ نے یہ شعر پڑھا۔

گدایان از بادشاہی نفور　　　بہ امید او بر گدائی صبور

ترجمہ: گداگر بادشاہی سے دور بھاگتے ہیں وہ گدائی کی امید پر صبر کرنے والے ہیں۔

پس محمد یار ولد محمد رضا نے یہ بیت حضور میں پڑھی۔

مقام سلطنت درویش دارد　　　زصد سلطان فراغت بیش دارد

ترجمہ: درویش بادشاہی کا مقام رکھتا ہے سینکڑوں بادشاہوں سے زیادہ فراغت یعنی آزادی رکھتا ہے۔

## بہروپیئے کا حال

ایک دن انسان کے کمالات کا ذکر چلا آپؒ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ آیۃ "**اذقال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ**" یعنی۔ جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ انسان ہر چیز سے جو اسے درجہ کمال پر پہنچاتا ہے اور ہر مشکل میں کہ چاہتا ہے ظہور کرتا ہے اور عین وہی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں ایک مشہور قوم ہے کہ اس کو بہروپیا کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے خود کو بصورت وزیر دکھا کر وزیر کے حرم خانہ میں پہنچ گیا اور حرمِ وزیر میں کھانا کھایا، اور واپس لوٹ گیا۔ اس کے بعد وزیر نے بھی گھر آ کر کھانا طلب کیا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ تم تو اس

سے پہلے میرے ساتھ کھا چکے ہو۔وزیر یہ بات سن کر متعجب ہوا۔دوسرے دن بادشاہ
کے سامنے شکایت کی کہ فلاں بہروپیہ نے میرا روپ دھار کر میری اہلیہ کے ساتھ بیٹھ
کر کھانا کھایا اسے قتل کرنے کی اجازت دی جائے۔بادشاہ نے اجازت دے دی
۔بہروپیہ سنتے ہی روپوش ہوگیا۔چند دن بعد پیروں کی شکل بنا کر خاص کر سیّد بھیک
قدس سرہ٘ کی شکل اختیار کر کے چند درویشوں کو ہمراہ لے کر شہر میں آیا اور وہی وزیر جو
ان کے مریدوں میں سے تھا ان کی خدمت میں پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا۔اور
مناسب نذرانہ بھی خدمت میں پیش کیا اس نے قبول نہ کیا۔وزیر نے بڑی منت
سماجت کی اور اسکی وجہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا کہ تم نے فلان پہروپیا
کو اس ملک سے نکال باہر کیا ہے اور اس کے قتل کا ارادہ بھی رکھتا ہے۔جب تک اس کا
قصور معاف نہیں کرتا تو تیرا قصور بھی معاف نہ ہوگا۔وزیر نے کہا کہ آپ کی خاطر اس
کا قصور معاف کرتا ہوں۔لحہ بعد وہ اپنی اصل صورت میں ظاہر ہوا وزیر نے دیکھا تو
کہا کہ اگر چہ تو معافی کے لائق نہ تھا لیکن اپنے پیر کی شکل وصورت کے طفیل میں نے
تجھے معاف کر دیا۔

## سیّد میراں بھیک

فرمایا کہ ایک دن ایک نامحرم عورت سیّد میراں بھیک کے عبادت خانہ کے
قریب سے گزری اس عورت کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی۔اپنے درویشوں کو آواز
دیکر فرمایا کہ میری عمر ایک سو چالیس سال تک پہنچ گئی تا حال حق تعالیٰ نے مجھے شر
نفس وشیطان سے امان دی ہے اور آئندہ بھی امان چاہتا ہوں۔اے سالکو! تم اپنے

اپنے کوزے توڑ دو اور اپنا اپنا مصلےّ جلا دو کیونکہ بیگانی عورت کی آواز واضح سنی گئی ہے۔ یہ لوگ راہ حق کے راہزن ہیں جو بھی ان کی صحبت میں آیا وہ راہ حق سے دور رہا "نعوذ باللہ من شیاطن الجن والانس" اور شیطان انس سے مراد غالباً عورتیں ہیں۔ کیونکہ آدمیوں کو فسق و فجور میں ڈالتی ہیں جیسے بلعم باعور کو مکر و فریبِ زن نے ذلیل و خوار کیا تھا۔ فرمایا نفس تمام دشمنوں سے سخت ترین دُشمن ہے۔ کیونکہ جس دشمن پر بھی مہربانی کرے گا مطیع ہوجاتا ہے برخلاف نفس کے کہ اسکے ساتھ جتنی بھی مہربانی کریگا۔ دشمنی زیادہ کرے گا۔ چنانچہ حضرت شیخ عطار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

(1) زیرپاۓ مرد آور ہواۓ نفس کم بدددہ بہرہ ہاۓ نفس را

(2) بردتاندہد بفرق نفس پائی رہ کجایابد بدرگاہ خدا

(3) زیرپاۓ آور ہواۓ کام نفس تانیفتی اے پسر ردام نفس

ترجمہ: (1) نفسانی خواہشات کو پاؤں کے نیچے کچل دے اور اُسے بہرہ یعنی نصیبہ نفس نہ دے۔

(2) جب تک تو نفس سرکش کے سر پر پاؤں نہ رکھے گا یعنی نفس کو جب زیر نہ کرے گا تو اس وقت تک اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں نہ پہنچ سکے گا۔

(3) اپنی خواہشات کو مقاصد کے پاؤں کے نیچے لے آ۔ تاکہ تو اے بیٹا نفس کے جال میں نہ پھنسے۔

## عافیت بدن

ایک دن عافیت کے بارے میں بات چلی۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ عافیت

بدن دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے کیونکہ دین و دنیا کے تمام کام صحت بدن پر موقوف ہیں۔ پھر آپؒ نے یہ شعر پڑھا۔

؎ چرا نالد کسے از تنگدستی — کہ گنجے بے قیاس است تندرستی

ترجمہ: کوئی آدمی تنگدستی سے کیوں روتا ہے کیونکہ تندرستی ایک بے انداز خزانہ ہے جسے حاصل ہو پھر مناسبتِ موقع یہ حکایت بیان کی۔ جو حضرت محبوب الٰہیؒ اور بادشاہ دہلی کے ساتھ واقع ہوا تھا جو کہ پیشاب کھلوانے کیلئے بادشاہی لکھ کر دی تھی۔

## فرمودۂ اولیاء فرمودۂ خدا

فرمایا ایک رات عشاء کے کھانے کے بعد کوہستان سے آبادی کے آغاز اور پھر وہاں سے دریائے سندھ اور سنگھڑ میں آنے اور آباد ہونے کے بارے میں بات چلی۔ فرمایا کوہستان کے نواح میں ہلاکو چنگیز خان آ کر آباد ہوا۔ وہ جابر اور ظالم شخص مغل قوم سے تھا۔ اس نے تقریباً چھ لاکھ آدم کو قتل کیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے حضرت نجم الدینؒ کے قول کے مطابق یوں تھا۔ کہ جس وقت شیخ مجد الدینؒ بغدادی سے حالت وجد میں ایسی بات صادر ہوئی جو مناسب نہ تھی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہم مرغابی کے انڈے تھے کہ دریا کے کنارے پڑے ہوئے تھے اور ہمارے پیر نجم الدینؒ صاحب نے ہماری پرورش فرمائی۔ پھر میں دریا میں چلا گیا اور میرے پیر صاحبؒ کنارہ پر رہ گئے۔ جب یہ بات حضرت نجم الدینؒ کے کان میں پہنچی تو فرمایا کہ ہم نے اسے خود دریا میں غرق کیا۔ چونکہ فرمودہ اولیاء فرمودۂ خدا ہے۔ مجد الدینؒ کو بادشاہِ وقت نے مخالفین کے برانگیختہ کرنے کی وجہ سے راستہ پر جاتے ہوئے جب دریا کے

کنارے پر پہنچے۔ تو بادشاہ کے حکم سے دریا میں پھینک کر غرق کر دیا۔ پھر بادشاہ نے حضرت نجم الدین صاحبؒ کے خوف سے ایک طشتری سونے سے بھری ہوئی معہ ایک خنجر اپنے پیادوں کے ہاتھ حضرت خواجہ نجم الدینؒ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ اور ساتھ ہی عرضداشت بھیجی کہ اپنے خلیفہ کا خون معاف فرمائیں۔ اگر دِیت لینا ہے تو یہ خزانہ حاضر خدمت ہے لے لیجئے۔ اور اگر قصاص کا ارادہ ہے تو یہ خنجر موجود ہے پھر وہ کام کر لیجئے۔ حضرت خواجہ نجم الدینؒ نے فرمایا کہ دیت تو تیرا پورا ملک بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اس کا قصاص میرے اور تمہارے جیسے سینکڑوں افراد بھی نہیں ہو سکتے۔ پس حق تعالےٰ نے اس کی پاداش میں چنگیز خان کو خلقت پر مسلط کر دیا۔

## نواب کے ہوش اُڑ گئے

ایک موقع پر جناب فخر الاولیاءؒ قدس سرہٗ صادق خان ناظم احمد پور و بہاول پور پر گراں خاطر یعنی رنجیدہ ہوئے۔ اس کی وجہ مولوی عبدالرحمان بھڈیرا پر اور صاحبزادگان مہاروی پر اس کی زیادتی تھی۔ اور آپؒ نے نوشت و خواند موقوف فرمائی۔ پس خان موصوف نے حیلہ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ میاں نور احمد مہارویؒ کو سید غلام شاہ کے ساتھ آں حضرت قبلہؒ کی طرف وفد کی صورت میں بھیجا۔ جب یہ صاحب تونسہ شریف پہنچے تو حضرت صاحبؒ کی طبعیت موسم کی خرابی کی وجہ سے کچھ علیل تھی۔ پس جب چند ایام کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے صادق خان کے ساتھ تصفیہ کے متعلق محفل میں بات چھیڑی۔ تو اس وقت حضرت صاحب قبلہؒ نے عارضہ بخار کا حوالہ دیکر صاحبزادہ صاحبؒ سے کہا کہ ہم خیریت سے گھر میں بیٹھے ہیں

سفر میں نہیں ہیں۔ جس وقت عافیت ہوگی تو گفتگو کریں گے۔ فرمایا، کہ سب سے پہلے عافیت کی علامت یہ ہے کہ آپؒ اس علاقے میں تشریف لائے ہیں اور ہم آپؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ لیکن آپ کا اس کام کیلئے ادھر آنا مناسب نہ تھا۔ کیونکہ خان مذکور نے مولوی عبدالرحمان بھڈیرا سے دو ہزار روپے زبردستی لے لیے۔ یہاں تک کہ مولوی مذکور کو جلاوطن بھی کیا ہے۔ اور آپ ان کی طرف سے وفد بنا کر اس طرف آئے ہیں۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے کہا۔ مجبور ہو کر آئے ہیں کیونکہ ہمارا گزران خان کے ملک میں ہے۔ آپؒ نے فرمایا، نہیں! بلکہ خان کا گزران آپ کے ملک میں ہے۔ اور آپ خداوندِ غنی و علیم سے بھی لحاظ نہیں رکھتے کہ اپنا ہاتھ ایسے قطب الاقطاب کے کندھے پر رکھتے ہو اور ابھی تک اہل دنیا کے دروازے پر التجا کرنے جاتے ہو۔ پس صاحبزادہ صاحبؒ نے لحاظ مند ہو کر کہا۔ غریب نواز! میں احمد پور میں اس معاملہ کے احقاق کیلئے گیا ہوا تھا اور یہاں فقط زیارت کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا، اے صاحبزادہ صاحبؒ! میں نے تمہیں وہاں ہی حضرت قبلہ عالمؒ کے خانقاہ شریف میں کہا تھا کہ اگر مجھے رنجیت سنگھ کے دروازہ پر بھیجو گے تو عذر نہیں کروں گا کیونکہ آپ مالک ہیں۔ لیکن شہر احمد پور نہیں جاؤں گا۔ پس میں نے صاحبزادہ صاحبؒ کی دلجوئی کیلئے شہر سلطان پور جانے اور ملاقات کیلئے وقت نکالا۔ فرمایا، جس وقت شہر سلطان پور کے قریب پہنچے تو اثناء راہ آنحضرت قبلہؒ کی نظر بکریوں کے گلہ پر پڑ گئی جو کہ غریب رعایا سے پکڑ کر جمع کر رکھی تھی۔ پوچھا یہ ریوڑ کیوں جمع کر کے کھڑی کر رکھی ہے۔ تو میاں غلام رسول، لانگری حضرت قبلہ عالمؒ نے خوش طبعی کے طور پر عرض کی کہ یہ حضور کی دعوت کے لئے ہے۔ اس بات کے سننے پر آپ کی ناراضگی
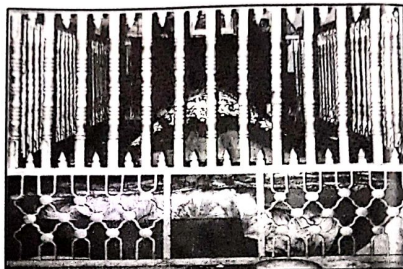
مزار شریف خلیفہ باران محمدؒ
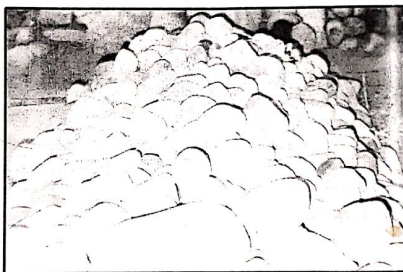
مزار شریف مولوی عبدالرحمٰنؒ بھڈیرا (قبرستان تونسہ شریف)

مزار مبارک خواجہ گل محمدؒ، خواجہ درویش محمدؒ (قبرستان تونسہ شریف)

زیادہ ہوگئی۔ آخر یہ کہ آدھی رات کا وقت گذر چکا تھا کہ صادق خان کے ہاں حضرت صاحبؒ کی تشریف آوری کی اطلاع پہنچی۔ تو حضرت صاحبؒ نے صاحبزادہؒ کی دلجوئی کیلئے ان کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ خان مذکور جب وہاں پہنچا تو تاج کے دامن کو گلے میں ڈال کر ننگے پاؤں اور ننگے سر، سینے پر ہاتھ باندھ کر سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور خان صاحب کے سپاہ بھی چاروں طرف صف باندھے کھڑے رہے۔ اور جب خان کی نظر سپاہ کی صفوں پر پڑی تو انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے بدبختو! تم میرا تماشا دیکھنے اور میری باتیں سننے کیلئے یہاں آ کر کھڑے ہو گئے ہو۔ پرے ہٹ جاؤ! اور یہاں سے چلے جاؤ۔ پس تقریباً ایک دو ساعت خان مذکور اسی طرح کھڑا رہا اور حضرت صاحب قبلہؒ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ آخر صاحبزادہ صاحبؒ نے گزارش کی کہ اے غریب نواز! اب خان صاحب کا قصور معاف فرمائیں جو ہو گیا سو ہو گیا اب دَرگزر فرمائیں۔ اس دوران خان مذکور نے بے اختیار حضرت صاحبؒ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور رونا شروع کیا۔ اور معافی مانگنے لگا اور عرض کی کہ عنداللہ میرے تقصیر معاف فرمائیں کیونکہ میں غلاموں کے سلسلہ میں داخل ہوں۔ فرمایا کہ تم نہ مرید ہو اور نہ ہی سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہو۔ عرض کی کہ باوجود پیرِ کامل کی بیعت کے یہ مرید نہ ہونے اور سلسلہ میں داخل نہ ہونے کی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ آپؒ نے فرمایا کہ کس شخص نے تجھے مرید بنایا ہے؟ اور کس سلسلہ میں داخل ہو اور کون کہتا ہے تم مرید ہو؟ عرض کی کہ میری عقد بیعت حضرت قاضی صاحبؒ سے ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ تو جاہل اور احمق ہے۔ کسی عالم کو لے آؤ تا کہ اسے سمجھاؤں۔ مگر تمہیں ایک تمثیل بتاتا ہوں اگر ذرہ بھر بھی عقل رکھتے ہو تو سمجھ جاؤ گے۔

تم نے نہیں دیکھا؟ کہ کشتی سینکڑوں من لوہا لئے دریا عبور کرتی ہے اگر ایک دو میخ لوہے کی کشتی سے جدا ہو کر گر پڑیں۔ اسی وقت کشتی غرق ہو جاتی ہے یہ بھی ایسے ہی ہے کہ اگر پیر مرید کو سو بار کہے کہ تو میرا مرید نہیں ہے۔ تو مرید مرتد نہیں ہوتا۔ اگر مرید ایک بار کہہ دے کہ میں تمہارا مرید نہیں ہوں تو اسی وقت مرتد ہو جاتا ہے "**نعوذ بااللہ من ذلک**" خان مذکور نے عرض کی کہ میں نے کس شخص کے سامنے کہا ہے کہ میں مرید نہیں ہوں۔ حضرت والا نے فی الفور ایک مہر زدہ جیب سے نکال کر خان کے آگے رکھا اور فرمایا دیکھ لو تم نے جناب صاحبزادہ صاحبؒ کو لکھا تھا کہ تم مجھے اپنا مرید سمجھ کر تنگ ہوتے ہو میں تمہارا مرید نہیں ہوں۔ خان مذکور پروانہ دیکھنے اور پڑھنے سے حیران رہ گیا۔ سوال کیا کہ حضورؒ کے غلام کو رنجش کی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ غلام کس تقصیر سے ماخوذ و گرفتار ہے۔ فرمایا ابھی تک تجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ تیرے باپ نے قوم مہاراں سے مل کر پیرزادہ کو شہید کیا اور قاضی صاحب کی ضمانت کے بغیر کورکیج کو قتل کر کے ہندوؤں سے بارہ سو روپے وصول کئے۔ پھر مولوی عبدالرحمان بھڈیرا کے متعلقین سے ناحق جرمانہ کے آٹھ سو روپے لے لئے۔ اور مولوی صاحب کو برسرِ عام کچہری میں برا بھلا کہا۔ تیرے ملازم لعل نتکانی نے مردم کھوسہ پر ہاتھ رکھ کر قتل کیا۔ ابھی تک ناراضگی کی وجہ پوچھتے ہو۔ اے نااہل! تو خود کو کیا سمجھتا ہے اور مجھے اپنے مسلح سپاہ سے مرعوب کرنا چاہتا ہے۔ پھر آپؒ نے اپنی تسبیح اوپر اٹھا کر لہرائی اور فرمایا کہ اپنے سپاہ کو حکم دو کہ اگر وہ میری تسبیح کا ایک دانہ بھی ادھر سے ادھر کر سکیں تو تجھے مرد جان لوں گا۔ اٹھو! میرے سامنے سے ہٹ کر بیٹھو۔ میرے سامنے بیٹھنے سے تیرا ہی نقصان ہوگا کیونکہ تو علماء، فقراء اور درویشوں کا منکر، بے ادب اور گستاخ ہے۔ وہ سر جھکائے

سنتا رہا پھر اس نے از راہِ نیاز سوال کیا۔ کہ کیا یہ غلام اسد خان سے برا ہے؟ فرمایا میں تجھے اسد خان کے خدمت گاروں کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ تم نے ملتان پر سکھوں کے حملہ کے وقت سکھوں کی مدد کی تھی۔ اسد خان نے ایک سپاہی بھی سکھوں کی مدد کیلئے نہ بھیجا تھا۔ پس جب خان مذکور سوال و جواب سے عاجز آ گیا اور کوئی جواب کارگر نہ دیکھا۔ تو اپنے عزیز دیوان کی طرف منہ کیا جو کہ اس وقت اس کے پہلو میں بیٹھا تھا اسے کہا کہ اٹھو اس وقت دو ہزار روپیہ جرمانہ والا لے آؤ اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پیش کرو۔ اس نے جواب دیا خیر ہے؟ کل جب دن نکل آئے گا کہیں سے حاصل کر کے پیش کریں گے۔ اس وقت رات ہے ملکِ کچھی کے سارے لوگ نادار ہیں۔ دو ہزار روپیہ یہاں کس سے حاصل ہو سکیں گے۔ اس بات کے سننے پر حضرتؒ نے فرمایا۔ اے فقیر! تو حیلے بہانے کر رہا ہے یہاں سے اٹھو اور دور ہو جاؤ۔ اب تو معتبر ہو گیا ہے کہ زبان درازی کر رہا ہے تم نے شاید اس طرف سے حضرت قاضی صاحبؒ کا گمان کر رکھا ہے کہ کوئی رو رعایت کریں گے۔ خان مذکور نے سوال کیا کہ کیا قاضی صاحب اولیاءؒ نہ تھے؟ آپؒ نے فرمایا کیوں نہ تھے۔ وہ تو کامل اولیاء کرام میں سے تھے اور وہ صاحبِ تحمل و تسلیم تھے۔ اور ہم سے ویسا تحمل نہیں ہو سکتا جو کہ ان سے ہوتا تھا۔ فرمایا تجھ سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ پاسِ خاطر کیلئے نکانیوں کے دس بارہ آدمی اپنی ملازمت سے برطرف، معطل یا معزول کرتا۔ وہ لوگ تو مجرم ہیں انہیں پناہ دیئے جا رہے ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ بے گناہوں کے خون کا بدلہ ضرور لے گا اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ پس خان نے اپنا سر جھکا دیا۔ کچھ دیر بعد نوکر کو حکم دیا کہ جلدی میرا گھوڑا زین کر کے لے آؤ تا کہ میں جرمانہ والے روپیہ کہیں سے لے

آؤں۔ پھر صاحبزادہ صاحبؒ کی طرف اشارہ کر کے عرض کی کہ خدارا میرے لئے شفیع بن جاؤ اور میرے تقصیرات معاف کراؤ۔ پس صاحبزادہ صاحبؒ نے کہا کہ حق تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

"وَ الصُّلحُ خَیر" ابھی تیرے تقصیر معاف ہو جاتے ہیں پس ان کی مرضی کے مطابق دعائے خیر فرما کر ان کو رخصت کیا اور خان مذکور نے باہر نکلتے وقت صاحبزادہ صاحبؒ کو بلایا۔ پھر صاحبزادہ غلام نبی مہاروی صاحبؒ کی معرفت ایک قیمتی زرّین زین نذرانہ کے طور پر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پیش کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس بلا کو اٹھا کر چار دیواری کے باہر پھینک دو۔ کیوں میں ساری رات اس چوکی پر پہرہ دوں؟ پس وہ واپس لے گئے۔ پھر خان صاحب مولوی عبدالرحمان بھڈیرا صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا اور عاجزانہ درخواست کی۔ انہوں نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی حق رسی اور رضامندی کے بارے عرض کیا۔ فرمایا کہ جب تمہیں اس نے راضی کر لیا اور ہم نے بھی تمہاری حق رسی کی خاطر اور اس کی فرعونیت اور تکبر کو توڑنے اور اصلاح کرنے کی خاطر حق کہنا تھا کہہ دیا۔ اس کے بعد اس بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہیں گے۔ پس تیسرے دن وہاں سے تونسہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ صاحبزادہ صاحبان اور صادق خان احمد پور کی طرف چلے گئے۔

ؔ عجب ہمت عجب شوکت کہ داری
کہ شاہاں را بچشم خود نیاری

ترجمہ: عجب ہمت اور عجب شان و شوکت رکھتے ہو کہ بادشاہوں کو بھی خاطر میں نہیں

لاتے یعنی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

## دُنیادَاروں کی اصلاح

ایک رات عشاء کے کھانے کے بعد مولوی قادر بخش سے فرمایا کہ درویش کیلئے مناسب ہے کہ اہل دِل کی وقت کے مطابق اصلاح کرے۔ تم کل علی الصبح ایک خط صادق خان کے نام لکھو کہ تم اسد خان کے گھرانے سے شادی کا ارادہ رکھتے ہو اس امر سے تم سراسر اپنا نقصان کر رہے ہو۔ کیونکہ اب اسد خان وہ نہ رہا جو سابق تھا اس کے اثرات تمہارے لئے منحوس ہوں گے۔ یہ امر ان دو امور سے خالی نہ ہوگا کہ یا مرگم ہوگا یا ملک ہاتھ سے نکل جائے گا۔ وما علی الرسول الاالبلاغ. پس خان مذکور نے گوش ہوش سے اس بات کو نہ سنا۔ اسد خان کی بیٹی کو بیاہ لایا۔ آخر کار تھوڑے دنوں کے اندر ملک سے اور زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور دار القرار کی طرف رحلت کیا۔

## نعرۂ درویشان

جس وقت عبدالمجید خان افغان جو کہ حضورؒ کے غلاموں میں سے تھے اس نے چند دیہات بطور مستاجری محمد خان سے لئے۔ اتفاق سے اسے تین ہزار روپے کا خسارہ ہوا۔ ان مبلغان کیلئے عبدالمجید خان کو صادق خان کے اہل کاروں نے بہت تنگ کرنا شروع کیا۔ مجید خان نے تین پرزے کاغذ تحریر کئے۔ ایک حضرت صاحبؒ کی خدمت، ایک صاحبزادہ گل محمدؒ کی خدمت میں اور ایک مولوی شہسوار کے پاس اپنے کسی نوکر کے ہاتھ روانہ کئے۔ جب اس کا عریضہ ان دونوں صاحبان کی وساطت سے حضرت صاحبؒ قبلہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے دعائے خیر فرمائی اور نوکر کو

جواب نامہ دے کر رخصت کیا۔ اور جب وہ واپسی کیلئے تیار ہو گیا تو ان ہر دو صاحبان نے اسے کہا کہ وہ آج رات توقف کرے۔ تاکہ دوبارہ حضور قبلہ سے دعا اور امداد کی استدعا کی جائے۔ وہ رک گیا۔ دونوں صاحبان نے عشاء کے کھانے کے بعد مجید خان کی عاجزی، غربت۔ ناداری اور تنگدستی کے بارے عرض کی اور سرکاری کارداران کی طلبی کے بارے بھی ذکر کیا۔ فرمایا اگر فقیر کے سات بیٹے ہوں اور ان کے درمیان میں سلا دیں۔ اور اس حال میں اس کے ایک بیٹے کو اس کے روبرو قتل کر ڈالیں۔ حتیٰ کہ اس کے خون کا فوارہ اس کے سینہ پر پڑ جائے۔ تو کوئی خیال بھی اس کے دل پر راہ نہ پائے یعنی اثر نہ کرے۔ درویش اس کو کہتے ہیں کہ اگر کسی قسم کا خطرہ اس حال میں اس کے دل سے گزرے تو اس کو درویشوں کے زمرہ سے خارج کر دیتے ہیں۔ حدیث قدسی۔ "من لم یرض علی بلائی ولم یَقبِرُ علی قضائی فلیخرج من سمائی ولیطلب رباسوای" ترجمہ: جو میری مصیبت پر صبر نہیں کرتا اور میرے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا اسے چاہئے کہ میرے آسمان سے نکل جائے اور میرے سوا کوئی اور ربّ طلب کرے۔ پس دونوں صاحبان اور جملہ مجلس نشینان دم بخود رہ گئے اور اپنا سر تفکر سے نیچے کیا۔ پس کچھ دیر بعد دوبارہ دعائے خیر فرمائی۔ متدعیان کو تسلی دی اور گدر قاصد کو روانہ کیا۔ ابھی قاصد گھر نہ پہنچا تھا کہ صادق خان کی وفات کی خبر پہنچ گئی اور اس کا بیٹا وحید یار ملقب بہ بہاول خان تخت پر بیٹھا۔ اس نے عبدالمجید خان کے نام جرمانہ کا معافی نامہ مع خلعت فاخرہ اور اجارہ کی بحالی کا حکم نامہ جاری کیا۔ الحمدلِلّٰہ

## فتوح تمام درویشوں میں تقسیم فرمادیا

جس وقت صادق خان کی تعزیت کیلئے اور اس کے بیٹے کوشاہی دستار باندھنے رحیم یارخان تشریف لے جانے کیلئے احمد پور پہنچے۔تو خان مذکور نے کثیر مقدار میں سونا، چاندی اورنقدی نذرانہ پیش کی۔تو حضرت صاحبؒ نے تقریباً وہ تمام عطیات صاحبزادگان مہارویؒ کوعطا فرمائے اور کچھ خدا بخش لانگری کے سپرد کئے۔ خدا بخش لانگری سے فرمایا کاغذاورقلم لے آؤ۔تاکہ اس بلاکو جوتمہارے پاس رکھی ہے خود سے دفع کروں کیونکہ اس کے خیال اوروسوسہ سے ساری ساری رات پریشانی سے گزری اور وظائف بھی صحیح ادانہ ہوسکے۔ پس اس نے دونوں چیزیں پیش کیں اوراپنے دست مبارک سے قرطاس وقلم لے کرفرد تقسیم لکھ کردیا۔قسمت ازلی سے ہر ایک درویش اورعزیزان کیا حاضرکیاغائب سب کے نام آپ نے تقسیم فرمائے جب فارغ ہوئے اورتحریرملاحظہ کی اور یہ شعر پڑھا۔

اوست بر ہر بادشاہی بادشاہ    حکم اورایفعل اللہ مایشاء

ترجمہ: وہ ہر بادشاہ پر بادشاہ ہےاوراس کاحکم ہےاللہ تعالیٰ جوچاہتاہےکرتا ہے۔

فرمایا کہ فرد لکھتے وقت اور تقسیم کرتے ہوئے دوموقعوں پر میرا ہاتھ کانپ گیا۔کیونکہ میری مرضی دواشخاص کوزیادہ دینے کی تھی۔ایک مددخان میری ہمشیرہ زادہ اوردوسرا محمودحجام کہ یہ دونوں زیادہ مستحق تھے۔ چونکہ حق تعالےٰ کاارادہ اس پرتھا کہ میرے ہاتھ سےان ہردو کےدو،دوروپے لکھے گئےاورمیرے ہاتھ کوزیادہ لکھنے سے بازرکھا۔

## فرمایا خواجگان چشتؒ کی قرابت فائدہ مند ہے

ایک موقع پر پاکپتن شریف کے سفر کے دوران شہر چاویکی میں رات گزارنے کا اتفاق ہواً۔ اور بہاول خان بھی وہاں قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد وکیل شیخ شرف الدین سجادہ نشین حضرت باباصاحبؒ نے بابت مقدمہ حد بندی، سرحدی اختلاط، زمینات کے متعلق بات کی ۔ کیونکہ موصوف کے حدودات خان صاحب مذکور سے ملتی تھیں ۔ اس سلسلہ میں گفتگو کی ۔ خان صاحب سے جھگڑے کے انقطاع کی طرف آپؒ نے اشارہ فرمایا۔ خان صاحب نے فوراً اپنی مہر والی انگوٹھی نکالی اور حضرت صاحبؒ کے سامنے رکھ دی اور عرض کی کہ چونکہ اس ناتواں وعاجز کے ملک اور جان اور مال کے حضورؒ والا ہی مالک ہیں ۔اور یہ غلام صرف حضورؒ کے لنگر کا ریزہ خوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ علاقہ کی زمینیں آپس میں ملی ہوئی ہیں اور حدود مشتبہ ہیں ۔لہٰذا اس طرح کرو کہ دو معتبر شخص صاحب ہوش اور واقف کار منصف مقرر کریں کہ وہ قرآن شریف سر پر رکھ کر متنازعہ سرحد پر جا کر فیصلہ کریں۔ اور حاسدوں سے خبردار رہ کر کاربند ہونا چاہئے ۔ تمہارے ملک میں خواجگان چشتؒ سرشت کی قربت واشتراکِ حدود تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ پس خان صاحب نے بسروچشم آپؒ کے فرمان کو قبول کیا اور رخصت ہوا۔ جب سید احمد شاہ رخصت کیلئے قدم بوس ہوا تو آپؒ نے فرمایا۔ اے احمد شاہ! ایک پیغام وہاں امام شاہ کو پہنچاؤ گے اوران سے کہو گے کہ تم ملتانی لوگ ہر کشتی پر سوار ہوتے ہو اور جس پر جس وقت سوار ہوتے ہوا سے ڈبو کر باہر آتے ہو۔ مگر ابھی تک تم لاوارث کشتیوں پر سوار ہوتے آئے

ہو اور غرق کرتے آئے ہو۔ مگر اس کشتی کے بہت سارے وارث ہیں یہاں خود غرق ہو جاؤ گے۔ چاہئے کہ تم صاحبزادگان مہارویؒ اور دیوان صاحب گنج شکرؒ سے ظلم وستم روک دو دو گرنہ خود جان لو گے کہ اس کا ثمرہ کیا نکلتا ہے۔ لیکن جب شاہ مذکور نے ان سے عناد اور حسد کا ہاتھ نہ روکا تو ناکام و نادم ہوا۔ آخر لاچاری کے ساتھ بیت الخلاء میں ذلت کے ساتھ مر گیا۔ لوگ اسے پلیدی سے آلودہ نکال لائے جب اس کے مرنے کی خبر حضرتؒ کی خدمت میں پہنچی تو آپؒ نے فرمایا۔

ے ای رو بہک چرا نہ نشستی بجائے خویش

باشیر پنجہ کردی دیدی سزائے خویش

ترجمہ: اے حقیر لومڑی! تو اپنی جگہ آرام سے کیوں نہ بیٹھی تو نے شیر سے پنجہ آزمائی کی اور پھر اپنی سزا تو نے دیکھ لی۔

## منتقم حقیقی کا انتقام

ایک رات محفل میں منتقم حقیقی کے انتقام کے بارے میں بات چلی، تو آپؒ نے فرمایا کہ جب مسو خان نتکانی فوت ہوا تو اس کا بیٹا علی اکبر خان ملک کا متولی و سربراہ مقرر ہوا۔ اور لکھی خان بزدار، علی اکبر کے خوف سے بھاگ کر پہاڑ میں چلا گیا اور کچھ عرصہ بعد لکھی خان واپس آیا۔ مجھ سے ملاقات کی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اب کس اعتماد پر واپس آئے ہو؟ کہا کہ علی اکبر نے سات قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی ہے اور سات قرآن پر مہر لگا کر کہا کہ اب تجھے کچھ نہ کہوں گا۔ میں نے اسے کہا کہ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ وہ تجھے زندہ چھوڑے گا۔ اور کہا کہ باوجود سات قرآن مجید پر قسم

کھانے کے مجھے پھر بھی نہیں چھوڑے گا؟ میں نے کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ خراسانیوں نے کہا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اپنے بازوؤں کو روغن سے چرب کر کے باڑ سے چھلانگ لگائی اور مقابلہ کیلئے ہر دانہ گنجد بازوؤں پر چپکایا اور قرآن مجید اٹھا کر قسم کھائی کہ اگر دُشمن ہاتھ آ جاتا ہے تو نہیں چھوڑیں گے بلکہ ہم تو جان لیں گے کہ مفت ہاتھ آیا ہے۔ آخر کار لکھی خان بزدار حضور قبلہؒ سے رخصت ہوئے۔ اس وقت نور خان گورمانی بھی گھر جانے کیلئے رخصت ہو چکا تھا پس نور خان رخصت کے بعد ٹھہر گیا۔ پھر محفل میں حاضر ہوئے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو رخصت ہو چکا تھا کیوں نہ گیا۔ کہا کہ میں قسم کا تماشا دیکھنے کیلئے بیٹھا ہوں۔ تا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر چلا جاؤں۔ تا کہ انتظار باقی نہ رہے کیونکہ اتنی مرتبہ قرآن مجید کو درمیان میں لائے ہیں۔ جلد ہی اس کا اثر ظاہر ہو گا۔ پس اگلے دن اجازت طلب کی پوچھا اب کیوں جا رہے ہو؟ عرض کی کہ میں نے انتظار کو رفع کیا کیونکہ لکھی خان مارا گیا۔ فرمایا، اس کے مارنے اور قتل کرنے پر تسلی نہ ہوئی بلکہ اس کے تمام متروکہ املاک کو لوٹا اور اس کے عیال واطفال کو قلعہ میں قید کیا گیا ہے۔ جب کچھ کم ایک سال کا عرصہ گزرا۔ علی اکبر فوت ہوئے نواب محمد خان سدوزئی نے دیوان مانک کو لعل خان پر جو کہ علی اکبر کا بھائی تھا مسلط کیا۔ دیوان مانک نے لعل خان کو معہ دخترانِ علی اکبر اور اس کے اہل وعیال وغیرہ کو گرفتار کیا اور اس کے تمام اسباب کو لوٹ کر منکیرہ کی طرف بھیج دیا۔ جب شہر تونسہ شریف کے قریب پہنچے۔ تو ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ دختران علی اکبر اور اس کا بھائی لعل خان کو گرفتار کر کے منکیرہ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور وہ آپ سے ملاقات کے لئے انتظار کر رہے ہیں۔ پس میں اس وقت غسل خانہ میں کھڑا تھا اور

سورج کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہی گھڑی وہی دن اور وہی ماہ تھا کہ جس وقت علی اکبر نے لکھی خان کو قتل کیا اور اس کا تمام مال و اسباب لوٹا اور اس کے عیال و اطفال کو گرفتار کیا تھا۔ میں اس منتقمِ حقیقی کے انتقام پر متعجب ہوا۔

## ظالم حکمرانوں کا انجام

نقل ہے کہ جب حضرت فخر الاولیاءؒ سے لعل خان اور باقی گرفتار شدگان نے ملاقات کیلئے استدعا کی۔ تو کمال شفقت کے ساتھ حضرت صاحبؒ اس لشکر کی طرف چل پڑے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو لشکر کا افسر دور سے گھوڑے سے اتر آیا اور آپؒ کے قدم پر سر رکھا اور لعل خان کو بھی زیارت وملاقات کی اجازت دے دی۔ جب لعل خان مذکور نے سر حضرتؒ کے قدموں پر رکھا۔ انتہائی عاجزی کی اور گڑ گڑا کر رویا اس کے حال پر آپؒ کو رحم آیا۔ فرمایا، اے لشکری! تو اس وقت مانگ جو کچھ مانگتا ہے میں قبول کرتا ہوں۔ میاں جمال دستی نے آہستہ سے اسے کہا کہ تو عرض کر کہ مجھے جباروں اور ظالموں سے رہائی دلائیں۔ آنحضرت قبلہؒ نے جمال دستی کے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا کہ تو خاموش ہو جا اور اسے کہنے دے۔ تا کہ وہ اپنی طرف سے کہہ دے پھر دوبارہ وہی لفظ فرمایا۔ لعل خان نے عرض کی تا کہ ظالموں کی اس گرفتاری سے چھٹکارہ پاؤں اور نقارہ و نشان. سے سرفراز ہوکر اپنے ملک میں واپس آجاؤں۔ فرمایا جاؤ، تجھے میں نے خدا کے سپرد کیا اور اس مرتبہ دشمنوں کے قبضہ سے تجھے آزاد کیا۔ پھر واپس آجاؤ گے۔ نور خان گرمانی جو کہ حاضر تھا اس نے حاضرین مجلس سے کہا کہ لفظ "ایں نوبت امری است" یعنی اس مرتبہ ایک امر ہے کہ کسی

طرف ضرور سر نکالے گا اور ظاہر ہو جائے گا۔ پس تھوڑے ہی عرصہ میں لعل خان مذکور سرفراز ہو کر شان وشوکت اور نقارہ ونشان کے ساتھ اپنے ملک میں واپس آیا۔ اور کچھ عرصہ تک حکمرانی کی پس جب اس امر نہانی کے ظاہر ہونے کا وقت آیا۔ تو تاج خان نامی شخص جو کہ لعل خان کے قریبی اہلکاروں میں سے تھا۔ لعل خان کی والدہ نے لعل خان کو اس کے قید کرنے اور مال اسباب لوٹنے پر برانگیختہ کیا یہاں تک کہ تاج خان اس کے خوف سے بھاگ کر آنحضرت قبلہؒ کے ہاں آیا اور پناہ لی۔ آپؒ نے میاں جمال دستی سے فرمایا کہ تاج خان کو کہو کہ لعل خان تجھے گرفتار کرے گا اور اس کی قید سے تجھے نجات پانا مشکل ہے۔ لہٰذا آ جاؤ تا کہ تجھے اپنے درویشوں کے ہمراہ ملک سنگھڑ کے حدود سے باہر بھیج دوں۔ اس نے کہا کہ اپنے اس قدر عیال واطفال کو کہاں چھپاؤں اور کس طرف لے جاؤں؟ اگلے دن علی الصبح تونسہ شریف کے قلعدار نے لعل خان کے حکم سے تاج خان کو پکڑا اور قلعہ میں محبوس کیا۔ حضرت صاحبؒ اس خبر کے سنتے ہی قلعہ میں گئے اور محبوس کے سر پر پہنچ گئے اور تمام علماء وفقراء کو اس ماجرا کے سننے کے بعد قلعہ کے دروازے پر مجتمع کیا۔ اور وہ یعنی تمام علماء وفقراء حضرت صاحبؒ کے حکم کیلئے منتظر ہو کر وہیں بیٹھ گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؒ ایک چارپائی پر بیٹھے اپنے آستین بازو مبارک سے اوپر اٹھائے ہوئے باندھ رہے ہیں۔ اور فرمارہے ہیں کہ ہر وہ شخص جو قلعہ کے اندر جانے اور باہر نکلنے کا طریقہ جانتا ہے وہ آ جائیں۔ میں لعل خان کی جڑیں بنیادوں سے اس طرح اکھیڑنا چاہتا ہوں کہ وہ سنگھڑ کی حکمرانی کا خیال اپنے دماغ سے نکال دے۔ آخر کار نور خان گرمانی نے بہت معذرت کی اور نرم زبان کا طریقہ اختیار کر کے حضرت صاحب قبلہؒ کو واپس اپنے

مکان پر لے آئے۔ لعل خان اور اس کی والدہ کی طرف سے مراد خاتون گئی۔ مسمات مذکور نے کہا کہ ہمارا چارہ کچھ نہیں۔ اجارہ یعنی ٹھیکہ کی رقم ملک سنگھڑ سے حاصل نہیں ہوتی۔ قلعہ دار اس کے بدلے میں چوبیس ہزار روپے تاج خان سے وصول کئے بغیر کسی اور طریقہ پر اسے ہرگز نہ چھوڑے گا۔ نیز اس نے قلعہ دار کی طرف بھی لکھ بھیجا ہے کہ مذکورہ رقم وصول کئے بغیر تاج خان کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ جب نور خان واپس آیا تو قلعہ دار نے اپنی طرف سے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر ایک سو روپیہ اور ایک عمدہ گھوڑی تاج خان سے مجھے دلوائیں گے تو راتوں رات اسے قید سے خلاص کر کے روانہ کروں گا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے قبول نہ کیا۔ آخر کار قلعہ دار نے تاج خان کو ڈیرہ غازیخان تھانے کی طرف سخت پہرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت صاحبؒ نے مولوی محمد کھوکھر کو جو کہ حضرت صاحبؒ کا وکیل تھا۔ اسے آپؒ نے لکھا کہ اگر ہمارا وہاں آنا مناسب ہے تو تحریر کر کے اطلاع دیں اور یہ بھی لکھیں کہ تاج خان کا تازہ احوال کیسا ہے؟ مولوی صاحب مذکور نے لکھ بھیجا کہ حضور کا اس طرف آنا مناسب نہیں ہے۔ ہرگز قدم رنجہ نہ فرمائیں پس ادھر تاج خان کے قریبی لوگ وفد بنا کر آئے اور قرآن کریم لا کر حضرت صاحبؒ کے دامن میں رکھ دیا اور واسطہ دیا کہ اس کیلئے کوئی بندوبست کرلیں۔ آخر مجبوراً آپؒ روانہ ہوئے۔ ڈیرہ میں داخل ہوئے۔ محمد رضا خان کے مکان پر آ کر اتر گئے اور علی الصبح محمد رضا خان کو نواب عطا خان کی طرف بھیجا۔ نواب نے واپس کہلا بھیجا کہ چار ہزار روپیہ رشوت کے حضور کو واگزار کرتا ہوں لیکن چوبیس ہزار میں سے ایک روپیہ بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت صاحبؒ نے محمد رضا خان سے کہا کہ جا کر نواب کو کہہ دو کہ میں اصل دلال نہیں ہوں کہ

ٹیکس معاف کرانے آیا ہوں۔ جب اس نے واپس جا کر نواب کو پیغام پہنچایا تو نواب نے واپسی کہلا بھیجا کہ دوسرے دو ہزار بھی بخش دیتا ہوں لیکن اٹھارہ ہزار ادا کریں۔ اس بات کے سننے پر شہر کے اندر سے سوار ہو کر چاہ امب والا جو کہ شہر ڈیرہ سے شمال کی طرف ہے نزول فرمایا۔ اور محمد رضا خان نے چاشت کا کھانا وہیں حاضر کیا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد مولوی محمد کھوکھر سے فرمایا کہ تم کو میرا اس طرف آنے کے بارے میں پریشانی ہوئی ہوگی لیکن میں مجبور تھا کیونکہ عورتوں کا وفد اور قرآن شریف کو ویسے ہی لوٹانا میرے لئے مشکل امر تھا۔ لیکن میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ نوریاں فرش پر آ جا رہے ہیں۔ نقل ہے کہ شہر سے نکلتے وقت فرمایا الٰہی میری ٹوپی کو دیکھ اور نور زی کی ٹوپی کو گم کر۔ پس تھوڑے عرصہ کے بعد خراسان کا تخت زیان کے قبضہ میں آ گیا اور احمد خان کا باپ نواب عطا قتل ہوا۔ اس کا خاندان اور مال اسباب سب کچھ لوٹا گیا او لعل خان کو ملک سنگھڑ سے نکال باہر کیا گیا اور وہ صادق خان کے ملازم و نوکر ہوئے۔ اور شہر ڈیرہ خراسانیوں کے تصرف سے نکل گیا اور صادق خان کے قبضہ میں آ گیا۔ پھر متی وال کے کھوسہ لوگوں نے ڈیرہ کے علاقہ میں لوگوں پر ظلم و ستم کا ہاتھ دراز کیا۔ صادق خان نے لعل خان مذکور کو لشکر کا افسر بنا کر قلعہ مٹی وال کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اور اس اثناء میں میاں احمد پرہاڑ سکنہ چاہ کھجّی والہ چھ بار غلہ باجرہ اونٹ پہاڑ سے خرید کر اپنے گھر لے جا رہا تھا۔ کہ اچانک لعل خان کے سواروں نے حملہ کر کے اونٹوں کو غلہ باروں سمیت لوٹ کر ساتھ لے گئے۔ وہ حضور قبلہ کی خدمت میں آیا اور صورتحال عرض کی۔ آنحضرت قبلہؒ نے لعل خان کے نام مہر زدہ خط یار محمد ملغانی والد مولوی عمر کے ہاتھ میاں احمد کے ہمراہ روانہ کیا کہ اونٹ اور غلہ واپس کر دو۔ جب سرفراز نامہ لعل

خان کو پہنچایا تو اس بدنصیب نے خط کو اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا اور سپاہی کو حکم دیا کہ ان کو میرے سامنے سے دور کردو۔ سپاہی نے یار محمد ملغانی کو محفل سے باہر نکال دیا۔ پائندہ خان افغان خاکوانی کو جب اس ماجرا کا علم ہوا تو لعل خان کے پاس آیا اور اسے سخت ملامت کی۔ اور کہا، اے بدبخت! تم نے یہ کیا، کیا۔ باوجود خط نہ پڑھنے اور مضمون معلوم نہ کرنے کے اس کے قاصد کو اس طرح محفل سے نکال دینا کہاں کی شرافت ہے؟ ایسی بے ادبی اور گستاخی تو نادرشاہ سے بھی نہ ہوئی تھی جو تم نے کی ہے۔ لعل بدحال نے اپنا بازو اوپر اٹھاتے ہوئے کہا کہ اگر میاں صاحبؒ کوئی کرامت اور قانون رکھتا ہے تو وہ ہم پر کر دکھائے۔ اور بالکل دیر نہ کرے۔ جب یار محمد واپس آیا اس نے ساری کیفیت عرض کردی تو آپؒ نے فرمایا اے دوستو! ہماری طرف سے کوئی کرامت یا کرشمہ دکھانا مقصود نہیں ہے مگر وقت مقرر ہے کہ آخر "جوئندہ یابندہ" یعنی جو تلاش کریگا پائے گا کے مصداق ہوگا۔ آپؒ اس فقرے کو بار بار دہراتے رہے۔ اگلے روز یار محمد اور نور محمد کھوسہ اور مٹی کے قلعہ دار معہ قبائل کے قرآن مجید لے کر حضور قبلہؒ کے دروازہ پر پہنچ گئے تو آپؒ غلاموں اور خدام کو ہمراہ لے کر لعل خان کے پاس پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ قلعہ میں بند بے گناہ لوگوں کو رہا کردو۔ آپؒ نے فرمایا کہ کل ہم نے اپنا ایک درویش تمہارے پاس بھیجا تھا تو تم نے اسے اپنے پاس بیٹھنے بھی نہ دیا اور اسے محفل سے نکال بھگایا۔ اور ادھر سے یہ لوگ مجبور تھے وہ قرآن شریف اٹھا کر آئے اور آنجنابؒ کی گود میں رکھ دیا اور ان لوگوں نے سر حضورؒ کے قدموں میں رکھ دیا اور گریہ وزاری شروع کی۔ فرمایا کہ جس وقت صدیق خان کی والدہ قرآن کریم لے کر یہاں آئی تو اسے قبول نہ کرکے افسوس ہوا کیونکہ صدیق کی زندگی کا مقصد بھی یہی تھا۔

قرآن اور انصاف کی خاطر مجھے تمہارے پاس آنا پڑا۔ فرمایا جو امر تقدیر میں ہوگا اس وقت وہی ہوگا مگر تمہیں سوچنے اور اپنے متعلقین سے صلاح مشورہ کے لئے دو دن دیتا ہوں سوچ لو۔ اور میں میاں محمد ملغانی کو حالات کا جائزہ لینے وہاں روانہ کر رہا ہوں اس کے بعد جو کچھ مناسب ہوگا وہی کریں گے۔ آپؒ واپس ہوئے۔ پھر دوبارہ میاں محمد سے فرمایا کہ لعل خان کو سلام کے بعد کہو کہ جنگل میں آگ لگانا آسان ہے مگر اس کا بجھانا بہت ہی مشکل ہے۔ اور یہ امر نہایت زبوں ہے کہ قلعہ مٹی سے تونسہ شمالی تک کسی کو تم نہیں جانتے۔ تمہیں اور خان صاحب کو اکثر لوگ خوب جانتے اور سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اگر کسی بنیاد پر صلح منظور ہو تو آکر طرفین میں صلح کرادے اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ اس لئے تمہارے نام میں نے خط لکھ بھیجا۔ مگر جس نے جو کچھ کیا واللہ اعلم وہ تمہارے لشکر کا کوئی افسر تھا یا منشی رادھا کشن ۔ پس جب میاں محمد نے حضرت صاحبؒ کا پیغام لعل بدحال کو پہنچایا۔ اس پیغام کے سنتے ہی کالے ناگ کی طرح پیچ و تاب کھاتا رہا۔ اور کہا اب تمہارا درمیان میں آنا اور صلح کرانا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ آج یا کل قلعہ کی چابیاں دے دیں گے۔ پس میاں محمد موصوف نے پھر لعل خان کے جواب کو پہلے تو مردم کھوسہ قلعہ داران کے سامنے بیان کیا کہ حضرت صاحبؒ نے اسے اسطرح ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد آکر حضور قبلہؒ کی خدمت میں گزارش کی اور مذکورہ لوگوں نے جب یہ بات سنی تو پھر حضرتؒ کے دروازہ پر پہنچ کر فریاد کی اور مدد کی درخواست کی۔ آنجنابؒ نے ان کی دلجوئی کیلئے راتوں رات سوار ہو کر نماز تہجد قلعہ مہوئی کے دروازے پر ادا فرمائی۔ اور پروانہ سفارش اسد خان اور مردم کھوسہ کے بازو کو ابراھیم خان ملغانی قلعہ دار مہوئی کے سپرد کیا۔ ابراھیم خان نے عرض کی کہ قلعہ

کے مالک آپؒ ہیں اور ملک بھی حضورؒ کا ہے اس لئے اسد خان کو پروانہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اسوقت نور محمد کھوسہ نے عرض کی غلام کی سعادت اور سرفرازی حضور کی ہمراہی میں ہے۔ فرمایا یہ مناسب نہیں اگر تمہیں تسلی نہیں ہوتی تو کوئی دوسرا معتبر شخص میری ہمراہی میں دے دو۔ پس ایک ہندو شخص کو آنجنابؒ کے ہمراہ کیا اور مردم کھوسہ کو قلعہ کے اندر بیٹھنے کی تاکید کی اور حکم دیا کہ قلعہ سے باہر ہرگز نہیں جاؤ گے۔ اور آپؒ وہاں سے روانہ ہو گئے چند قدم جا کر پھر رک گئے اور بلند آواز سے قلعہ دار ابراھیم خان کو بلایا اور سخت تاکید کی کہ ان کو قلعہ سے باہر ہرگز نہیں جانے دو گے۔ جب قلعہ مٹی محصورہ کے قریب پہنچے تو ملا صدیق سے لوگوں نے کہا لعل خان کو بہر صورت خدمت میں لے آنا۔ جب اسے لے آئے تو فرمایا اے لعل خان! لوگ تجھے شیر بہادر کہتے ہیں مگر اس قلعہ کو محاصرہ کئے ہوئے کئی دن ہو چکے ہیں مگر قلعہ فتح نہیں ہو رہا۔ اس نے از راہ مذاق کہا کہ حضورؒ کی مدد سے فتح نہیں ہوگا۔ از راہ ملامت لوگوں نے اسے کہا کہ تم نے یہ کام مردانگی کا نہ کیا بلکہ بچوں جیسا کھیل کھیلا۔ حضرتؒ نے آگے بڑھ کر اندرونی اور بیرونی سپاہ کو حکم دیا کہ تم لوگوں پر توپ اور بندوق نہیں چلاؤ گے۔ لعل خان نے کہا کہ اب قلعہ کس طرح مفتوح ہوگا۔ میں واگزار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ صادق خان کے نام خط لکھو اور صورتحال سے مطلع کرو۔ تا کہ اس کے واپسی جواب آنے تک تم اپنے سپاہ کے ساتھ موضع احمدانی پہنچ جاؤ اگر ادھر سے صادق خان خط کی تعمیل کرتا ہے تو فھو المراد۔ کہ قلعہ کی چابیاں فوراً تمہارے سپرد کرے گا تو بہتر ورنہ۔ اس اثناء میں ایک سو سواروں کے قریب ایک دستہ اسد خان کی طرف سے لعل خان کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس حضرتؒ نے لعل خان سے فرمایا کہ یہ مشورہ اپنے سنجیدہ

ساتھیوں کے ساتھ کر کے ظہر کے وقت اس کا جواب واپس بھیج دو گے۔ اور خود بدولت
نے ڈیرہ پر آ کر آرام کیا۔ اس دوران دو مرد قوم استرانہ باہر سے آئے۔ ادھر مردم
کھوسہ، لعل خان کے ملکیتی کھیت کے درختوں کے نیچے بیٹھے تھے کہ لعل خان کو اس کی
اطلاع دی گئی۔ لعل خان نے انتہائی تیز رفتار سوار اس طرف بھیجے اور انہوں نے
جا کر پانچ افراد کو قتل کیا اور ان کے سر کاٹ کر لعل خان کے پاس لے آئے۔ اس وقت
حضرت صاحب ؒ قیلولہ میں تھے۔ میاں محمد ملغانی نے حضرت صاحب ؒ کے پاؤں کو
بوسہ دے کر بیدار کیا اور صورت حال عرض کی۔ اتنے میں لشکر میں شور اٹھا اور طرفین
میں بندوقیں چلنے لگیں۔ فرمایا جلدی اٹھو اور خبر لے آؤ۔ وہ چلا گیا، ماجرا معلوم کیا،
پھر صورتحال عرض کی آپ ؒ وہاں سے سوار ہو کر تونسہ شریف روانہ ہو گئے اور فرمایا کہ ہم
طویل عرصہ لعل خان سے ہمدردی کرتے رہے مگر وہ ہمیشہ اس طرف سے شکار کرنے
میں مشغول رہا۔ اس کے بعد قلعہ مہوئی پہنچ کر لوگوں کو ان مقتولوں کے کفن دفن کے
بارے ہدایات فرمائیں۔ پھر واپس تونسہ شریف میں آ گئے۔ فرمایا ہم نے تو لعل خان
کے کتے کو بھی کبھی نہیں مارا۔ اور وہ کیا ستم کرتا جا رہا ہے۔ اس دوران یک درویش
جس کا نام فضل خدا تھا وہ ڈیرہ غازیخان کے نواح سے آیا قدم بوس ہوا۔ فرمایا اے
فضل خدا رات والی خبر کے متعلق کچھ سنائے گا۔ اس نے عرض کی قبلہ کیوں نہیں۔ اول
یہ کہ بفضلِ خدا اس ناتواں سے چادر لے لی گئی اس کے بعد بفضلِ خدا قمیض اتار لی گئی
اور اس کے بعد بفضلِ خدا پاجامہ اور پھر بفضلِ خدا بالکل عریاں ہو گیا۔ پھر مجھے
چھوڑ دیا گیا آ گے آ کر میں نے راستے میں دیکھا کہ ایک میت کو کندھوں پر اٹھائے
ڈیرہ کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ میت کس کی ہے؟ بتایا کہ یہ لاش لعل

خان نتکانی کی ہے۔ جو کہ قلعہ دلانہ کے محاصرہ میں تھا اور لوگوں پر گولیاں برسا رہا تھا پہلے اسکے بازو پر گولی لگی کہ جس ہاتھ سے بندوق اٹھا کر گولیاں چلا رہا تھا پھر اسے سینے پر گولی لگی اور جگر میں پیوست ہوگئی اور وہ موقع پر مر گیا۔ اور مزید دو گولیاں میت پر لگیں۔ لعل خان کے لشکر میں سے کسی اور کو کوئی ضرر نہ پہنچا۔ آپ نے فرمایا "ھو فی النار والسقر مع الجد والپدر" یعنی فرمایا وہ اپنے باپ دادا کیساتھ نارِ سقر میں جا پڑا۔

## گستاخ کا انجام

ایک مرتبہ ایک شخص نے حسن خان ولد مانجھا خان قوم جعفر جو کہ درگ کے سردار تھے۔ اس کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں آ کر فریاد کی۔ اور حضرتؒ سے سفارشی خط عطا فرمانے کی درخواست کی آپؒ نے فرمایا کہ کسی نے بتایا ہے کہ حسن خان ادھر آنے کیلئے تیار ہے۔ لہٰذا تم رک جاؤ تا کہ اسے بالمشافہ کہا جائے۔ الغرض جب وہ آیا تو مظلوم بھی یاددہانی کیلئے حاضر ہوا۔ آپؒ نے اسے فرمایا۔ اے حسن خان! اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں ڈرتا؟ کہ ایسے ناتواں پر ظلم ڈھاتا ہے۔ اس نے برہم ہو کر کہا کہ میں تجھے اور تیرے باپ کو بھی جانتا ہوں کہ تو ذکریاؒ جعفرؒ کا بیٹا ہے۔ اب چند درویشوں کو وظیفہ یعنی روٹی دینے کی وجہ سے خود کو قطب مدار اور غوث زماں سمجھ بیٹھا ہے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے صبر کرتے ہوئے اس کے جواب میں کچھ بھی نہ فرمایا اور حاضرین نے بھی حضرتؒ کی مرضی کے خلاف اسے کچھ نہ کہا۔ جب اگلے روز وہ کجاوے پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اندازاً آدھا میل چلا گیا تھا کہ دردِ شکم میں مبتلا ہوا اسی وقت ساتھیوں کو رخصت کیا اور

خود واپس آیا اور حضرت صاحبؒ کے اصطبل میں آ کر پڑا رہا۔ ایک درویش نے حضورؒ کی خدمت میں یہ معاملہ بیان کیا آپؒ نے فرمایا شاید اس کا کوئی کام رہتا ہوگا۔ اس نے عرض کی کہ وہ بری طرح درد شکم میں مبتلا ہے آپؒ نے فرمایا شاید تھوڑا درد ہوا ہوگا۔ دوسرے درویش نے عرض کی کہ وہ زبان باہر نکالے کتے کی طرح چیخ رہا ہے آپؒ نے فرمایا کوئی وظیفہ یعنی روٹی کا لقمہ اس کے حلق میں پھنس گیا ہوگا۔

## سطلنت خراسان کی جڑیں کاٹ دیں

ایک مرتبہ سوجھل نامی بھٹہ جو کہ تونسہ شریف کا زمیندار تھا اس کی زبان سے میاں جان محمد فقیر کے حق میں غیر مشروع بات صادر ہوگئی۔ اور مقدمہ طول کھینچ گیا علماء کے تمام گروہ جمع ہوگئے۔ اسد خان سے سوجھل کو تعزیری سزا دینے اور بازو کا مطالبہ کیا۔ اسد خان نے سوجھل کو سید سلطان کی معرفت حضرت صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا۔ رات کے وقت درویشوں نے اسے حجرہ میں بند کر دیا۔ کہ حضرتؒ کی ذات کریم ہے ہمیں کچھ نہ کہیں گے اور سید صاحب موصوف کے طفیل معاف فرمائیں گے۔ درویشوں نے قینچی سے اس کے چہرہ سے ایک طرف کی زلفیں کاٹ دیں۔ علی الصبح تمام ماجرا حضرتؒ کے سامنے پیش ہوا۔ تو آپؒ نے اس کا قصور معاف فرما کر اسے رہا کیا۔ جب کہ حضرت صاحبؒ مہار شریف کی طرف حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے عرس شریف پر تشریف لے گئے۔ سوجھل موقع پا کر اسد خان کے اہل کاروں کے ساتھ ڈیرہ چلا گیا اور ڈیرہ کا نواب جس کا نام جمعہ خان تھا۔ اس کے سامنے تمام واقعات کا اظہار کیا کہ چند تونسوی اشخاص مجھے تشدد کا نشانہ بنانا چاہے

ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ نواب صاحب میری مدد کرتے ہوئے ایک خط تونسہ شریف کے قلعہ داران کے نام عطا فرمائیں اور حکم صادر فرمائیں کہ تمام علماء کے گروہ کو پکڑ کر قید میں ڈالیں۔ اور میرا بدلہ اور جرمانہ ان سے طلب کیا جائے۔ ان میں سے کچھ جرمانہ نقدی کی صورت میں ادا کریں اور کچھ کو جرمانہ کے عوض قید میں ڈالا جائے۔ جب یہ خبر مہار شریف میں پہنچی۔ حضرت صاحبؒ اسی وقت اٹھے اور جا کر حضرت قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اس خبر کے سننے پر ملا جمال تونسوی بہت روئے اور بہت زاری کی۔ آپؒ نے اس سے فرمایا کہ تمہارا رونا قبول ہوا مگر فوراً سات لاکھ درود شریف پڑھو جس وقت درود شریف مکمل ہو گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اس درخت کو جڑ سے اکھیڑنا چاہتے ہو یا شاخ سے کسی کو جواب کی ہمت نہ تھی۔ اور آپؒ نے خود فرمایا اگر شاخ سے کاٹو گے تو جڑ پھر سے ہرا ہو جائے گا۔ لہٰذا جڑ سے اکھیڑنا چاہیے۔ تا کہ پھر کبھی سر نہ اٹھائے۔ پس خانقاہ شریف سے اٹھ کر روانہ ہوئے اور تونسہ شریف میں داخل ہوئے۔ اور پھر مذکورہ مقدمہ کیلئے ڈیرہ روانہ ہو گئے۔ قاضی قطب الدین کی دکان پر تشریف لائے۔ اس سے پہلے قاضی صاحب کوٹ والہ میاں ابوبکر کے دکان سے مذکورہ مقدمہ کیلئے مفتی محمد ظریف کے مکان پر پہنچے ہوئے تھے۔ چند دن ایسے گزرے۔ ایک دن محمد رضا خان فوفلزئی نے عرض کی کہ سات دن ہو چکے ہیں کہ نواب صاحب آپؒ سے ملاقات کرنے نہ آیا۔ اگر فرمان ہو تو میں اسے کسی حیلہ بہانہ سے آپؒ کی خدمت میں لے آؤں۔ آپؒ نے فرمایا، اے محمد رضا خان! تجھے حق تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اس طرف کا کام حق تعالیٰ کے ارادہ اور مرضی پر منحصر ہے نہ کہ کسی کی تدبیر اور اثر وغیرہ پر۔ نواب نے جب حضرتؒ کی تشریف آوری کی اطلاع

سنی تو خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوس ہوا۔ اور علماء والا جرمانہ کے تین سو روپے
آپؒ کی خدمت میں پیش کیے اور عذر خواہی کی کہ میں اس سے بے خبر تھا۔ لہٰذا وہ قلعہ
دار کے پاس محصل کو حوالہ کرے اور کہے کہ اسے کوئی سزا نہ دے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہم
تمہاری دلجوئی کی خاطر تینوں افراد کا قصور معاف کرتے ہیں۔ اور وہاں کے مفسدوں
کے بازو ہمارے حوالہ کر دیں۔ پس نواب صاحب نے اپنا ایک مہر زدہ خط لکھ کر بنام
قلعدار حوالہ کیا۔ جب ڈیرہ سے روانہ ہوئے اور شریف شاہ کے قریب پہنچے اور ملک
چاندن کھوکھر جو کہ ہمراہ تھا اور تلوار گردن کے ساتھ حمائل کئے ہوئے تھا۔ آپؒ نے
فرمایا، اے کھوکھر! اپنی تلوار کا قبضہ مجھے دکھا۔ اس نے عرض کی کہ میری تلوار حضور کے
دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ صرف کانے کاٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جلال میں آ کر
فرمایا کیا نہیں دیتا! مجھے دیدو! اس نے جلدی جلدی میان سے نکال کر حضرت صاحبؒ
کے ہاتھ میں تھما دی۔ قبضہ کو مضبوط پکڑ کر لہراتے ہوئے منہ خراسان کی طرف کر کے
ہوا میں ضرب لگا کر فرمایا "اللہ اکبر" اسی طرح آپؒ نے تین بار کہا۔ اس کے بعد تلوار
کی دھار پر نظر ڈال کر فرمایا۔ اے کھوکھر! تو کہتا تھا کہ میری تلوار صرف کانے کاٹنے کی
لیاقت رکھتی ہے لیکن اس تلوار نے تو خراسان کی سلطنت کی جڑیں تحت الثریٰ تک
کاٹ دی ہیں کہ کبھی وہ تخت سلطنت پر بیٹھ نہ سکے گا۔

## شہر دہلی کی تباہی

حالات کی مناسبت سے آپؒ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ ایک
سرکاری اہل کار نے بمعہ دو ہندو سواری کے گدھوں کے بیگار میں لگا دیا تھا۔ اور اس

ہندو کی سابقہ بیوی فوت ہو چکی تھی اور اس کی چھوٹی بچی خالی گھر میں والدہ کی جدائی میں روتی اور گریہ کرتی رہتی تھی۔ اس کا رونا جناب حق تعالےٰ میں قبول ہو گیا اور تمام شہر دہلی اس ایک فرد کے فعل سے تباہ و ویران ہو گیا اور وہ فرد اس سے بے خبر تھا۔

## ملتان کے لوگوں کا انجام

ایسا ہی ایک واقعہ ملتان شریف میں بھی رونما ہوا اور ملتان کے اکثر لوگ قید ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ بھی ان میں سے تھے۔ جب تمام حضرات قید سے رہا ہو کر ملتان میں داخل ہوئے تو وہ شخص کہ جس کی شامت سے ملتان اس صورتحال سے دوچار ہوا۔ اسی طرح شراب پیتا تھا اور کنجریوں کا رقص کرواتا تھا اور شہر کی ویرانی و تباہی سے بے خبر تھا کسی نے کہا اور کیا اچھا کہا ۔

(1) کسے کز صرصر ظلمش دمادم چراغ عیش مظلوماں بمیرد

(2) نمی ترسد ازان کایزد تعالےٰ اگر چہ دیر گیرد سخت گیرد (اللھم اغفرلنا ذنوبنا)

ترجمہ: (1) جو شخص کہ آندھی کی طرح مسلسل ظلم کرتا ہے تو مظلوموں کے سکون کا چراغ گل ہو جاتا ہے۔

(2) وہ اللہ تعالےٰ کا خوف نہیں رکھتا لیکن اللہ تعالےٰ دیر سے پکڑتا ہے اور سخت پکڑتا ہے۔

## ظالم کفن سے بھی محروم ہو گئے

جس وقت عطا خان آنخضرت قبلہؒ کی ناراضگی کی وجہ سے جو کہ تاج خان پر رنجیدہ ہونے کی بناء پر تھا ڈیرہ غازیخان کی نیابت سے معزول ہو گیا۔ اور محمد رضا خان

اس کی جگہ نیابت پر بیٹھ گیا اور عبدالجبار خان فوفلزئی تونسہ شریف کا قلعہ دار بن گیا۔ اور اسد خان کے اہل کاران اور انکے ساتھ لعل خان کے ہمراہیوں کو ملک سنگھڑ سے نکال باہر کیا۔ اس اثناء میں قلعدار مذکور نے تونسہ کے زمینداروں سے کہا کہ وہ اپنی نوجوان حسینہ جمیلہ دوشیزاؤں کو تلاش کر کے میرے نکاح میں دے دیں۔ پس یہ چار افراد تھے۔ سوجھل، سردار، امام بخش اور عثمان۔ چاروں نے متفق ہوکر عاقلوں کے نام دوشیزہ لڑکیوں سے جو کہ امام بخش اور عثمان کے قریبی تھے کی طرف انگشت نمائی کی۔ اور قلعہ دار سے کہا کہ ان کو جبراً قلعہ داران کے ذریعے بلوالو۔ اگر ہم ان سے تمہارے لئے نسبت کرنے کے متعلق کہیں گے تو ہم ملامت زدہ ہو جائیں گے۔ پس قلعہ دار نے ان کو زبردستی قلعہ میں داخل کیا اور وہ ان کے دھوکہ سے برادران یوسفؑ کی طرح فریاد کرتے ہوئے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں آئے۔ باوجود اس کے کہ آپؒ نے ایسے ظلم وستم کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی۔ مگر بکر کی بیٹی کو قلعہ دار زبردستی اٹھا کر قلعہ میں لے گئے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ مجھے تمہارے قول و فعل پر کوئی اعتبار نہیں۔ تم خود یہ کام کر کے اور خود فریادی بن کر آئے ہو۔ انہوں نے قسمیں کھائیں اور اسم خدا اور رسول کا واسطہ دیا۔ آپؒ نے فرمایا، اگر تم سچ کہتے ہو تو اٹھو اور سوار ہو کر میرے ساتھ ہو جاؤ تا کہ دیرہ کے دروازہ پر جا کر بازو کو اور عاقلان کو چھڑا کر لے آئیں۔ اور قلعہ دار کو بھی سزا دیں۔ پس سوار ہو کر رود سنگھڑ کے شمالی کنارہ پر پہنچے۔ قلعہ داران نے دیکھا تو چند قدم آگے دوڑے آئے اور حضرت صاحبؒ کے رکاب سے لپٹ کر گھوڑے کی باگ کو تھاما اور فریاد وزاری شروع کی۔ بازو لڑکی کے واپس کرنے کا اقرار کیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ بازو دختر کو اسی وقت، اسی مقام پر لا کر ہمارے سپرد

کردو۔ آخران کے بازوکو رود مذکور کے شمالی کنارہ پراسی وقت لاکر حاضر کیا۔ آپؒ
نے بازو ورثاء کے حوالہ کر کے خود واپس گھر آ کر آرام فرمایا۔ پس چند ایام کے بعد ان
کی تقدیر اس پر آ چکی تھی۔ تو تونسہ کے زمینداروں نے بھی خفیہ طور پر جو کہ قلعہ داروں
کے ہم صلاح تھے۔ قلعہ دار اسد خان کو ہمراہ کر کے اور رشوت دے کر پھر اسی دوشیزہ
کے بازو پکڑنے کا قصد کیا۔ جب عاقلوں کو اس بارے میں خبر ملی تو وہ اپنی دختر کو
حضرتؒ کے حرم سرا میں لا کر چھوڑ گئے اور صورت حال اور خطرات کے بارے حضور
قبلہؒ سے گزارش کی۔ زمینداروں نے رات کے وقت قلعداروں کو مشورہ دیا کہ کل علی
الصبح تمام سپاہ کے ساتھ سوار ہو کر تونسہ شہر کا محاصرہ کریں۔ اور اعلان کردیں کہ اگر
مذکورہ بازو ہمیں نہیں دو گے تو تمام شہر کو لوٹ لیں گے اور تباہ کریں گے اور قتل وخون بھی
کریں گے۔ اور ہم بھی حضورؒ میں عرض کریں گے کہ ایک بازو کی وجہ سے تمام شہر تاراج
ہوتا ہے اور لوگ مارے جائیں گے۔ شاید اس بہانہ سے حضرت صاحبؒ اس بازو لڑکی
کو واگزار کریں گے۔ پس علی الصبح اسی طرح محاصرہ کیا اور فائرنگ کرنے لگے اور
امام بخش زمیندار تلبیس ومنافقت کے ساتھ سپاہیوں کو فائرنگ سے روکنے لگا۔ اور
ساتھ ہی کہتا تھا کہ حضرت صاحبؒ کو کہہ دو کہ بازو عاقلان کو حرم سرا سے نکال کر ان
کے حوالہ کردیں اور تمام شہر کو تباہ وبرباد ہونے سے بچائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں
ہوسکتا کہ بازو کو ان خبیث مکاروں کے حوالہ کردیں۔ کیونکہ یہ تمام ماجرا ان
زمینداروں کے مکر کی وجہ سے رونما ہوا۔ پس کچھ دن بعد محمد رضا خان قلعدار کی نیابت
سے معزول ہو کر ذلیل وخوار ہوا۔ ادھر تونسہ کے ان زمینداروں سے اسد خان نے کسی
دوسری وجہ سے بارہ ہزار روپیہ جرمانہ کیا۔ حتیٰ کہ سوجھل، امام بخش اور عثمان تینوں افلاس

زدہ ہوکر بھوک سے نڈھال ہو گئے اور انتہائی ذلت کے ساتھ مر گئے اور کفن سے بھی محروم رہ گئے۔ مگر سردار خان حضرت صاحبؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تائب ہوا اور گڑ گڑا کر معافی کا خواستگار ہوا۔

## اعیان ثابتہ

آپ نے فرمایا کہ ماہیات ممکنات جو کہ صوفیہ کے نزدیک اعیان ثابتہ سے عبارت ہے۔ تمام عارضی وجود ہیں اور وجود معروض۔ پس اختلاف و کثرت سے اعراض اور اختلاف و کثرت میں معروض لازم نہیں آتا۔ یعنی کثرت حقائق ممکنات حق تعالیٰ کے وحدت وجود میں قادح نہیں ہوتے۔ جیسے کہ کثرت امواج وحدت بحر میں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے دل کو یاد حق میں متوجہ رکھے اور غیر کا اندیشہ دل میں نہ لائے۔ کیونکہ غیر کا خطرہ اہل جمع کے مذہب میں تفرقہ ہے۔ اور تمام مخلوق کے کام کا دارومدار اندیشہ یعنی نیت پر ہے۔ مومن اور کافر کی مثال وجود واحد کی ہے۔ اندیشہ یعنی نیت سے کفر کافر ہے اور اندیشہ یعنی نیت سے ایمان مومن ہے اور اندیشہ سے سعادت سعید ہے اور اندیشہ ہی سے شقاوت شقی ہے۔ پھر آپ نے یہ رباعی فرمائی۔

(1) اے برادر تو ہمیں اندیشۂ — ما بقی تو استخوان و ریشۂ

(2) در گل است اندیشۂ تو گلشنے — ور بود ان خار تو ہم گلخنے

ترجمہ: (1) اے بھائی! تو یہی خیال ہے اور جو باقی ہے تو ہڈیاں اور ریشہ ہیں۔

(2) اور اگر تیرا اندیشہ پھول ہے تو تُو گلشن ہے اور اگر تیرا اندیشہ کانٹا ہے تو تُو گلخن ہے۔

پس سالک کو چاہئے کہ "اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا o (پ۱۵ سورۃ کہف)

ترجمہ: ہم ان کے نیک اعمال ضائع نہیں کرتے جن کے اچھے کام ہوں۔

کو اپنا نصب العین رکھ کر سعی بلیغ کرے تا کہ اس وعید سے "وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا o (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور، اور بھی زیادہ گمراہ۔

سے نجات پائے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

(1) بشکند دستے کہ خم در گردنِ یارے نہ شد

کور بہ چشمی کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

(2) ہر بہار آخر شد و ہر گل بفرق جا گرفت

غنچۂ باغ دل ما زیب دستاری نہ شد

(3) کار من آخر شد و آخر زمن کاری نہ شد

مشت خاک من غبار کوچۂ یاری نہ شد

(4) ہر کہ آمد در جہان آخر بمطلب خود رسید

پیر شد زیب النساء اور اخریداری نہ شد

ترجمہ: (1) وہ ہاتھ ٹوٹ جائے جو یار کی گردن میں خم نہ ہوا۔

(2) ہر بہار کا موسم ختم ہوا اور پھول نے سر پر جگہ لے لی۔ مگر ہمارے دِل کے

باغ کا غنچہ کسی کی دستار کا زیب نہ ہوا۔

(3) میرا کام ختم ہو گیا آخر مجھ سے کوئی کام نہ ہو سکا اور مری مٹھی بھر مٹی کسی محبوب کے کوچے کا غبار نہ بن سکا۔

(4) جو بھی دنیا میں آیا اپنے مقصد میں پہنچ گیا زیب النساء بوڑھی ہو گئی پر اس کا کوئی خریدار نہ ہو سکا۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ وہ غیر حق پر تکیہ یعنی بھروسہ نہ کرے ایک شخص نے جناب صاحبزادہ گل محمدؒ کے وصال کے موقع پر یہ شعر پڑھا۔

؎ اولیاء راہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

ترجمہ: اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قدرت حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹا سکتا ہے۔

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔

(1) اگر دردہد یک صلائی کرم عزازیل گوید نصیبی برم

(2) وگر بر کشد تیغ تہدید حکم بمانند کروبیان صم وبکم

ترجمہ: (1) اگر ایک بار بخشش کا اعلان کر دے تو شیطان کہے گا میں بھی حصہ لوں گا۔

(2) اگر غصہ سے جھڑک وعتاب کا حکم دے تو کرّوبیان فرشتے صمٌ بکمٌ یعنی گم صُم رہ جائیں گے۔

## عجیب امراض کا ذکر

ایک دن محفل پاک میں عجیب امراض کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ یہ قربِ قیامت کی علامتیں ہیں۔ اس لئے عجیب وغریب امراض پیدا ہو رہے ہیں۔ نہ حکیم ان کو سمجھتے ہیں نہ کتابوں میں ان کے بارے میں کچھ لکھا ملتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ دور میں ایک ایسی بیماری واقع ہوئی کہ بعض لوگوں کی آنکھوں سے خون جاری ہوتا اور بعض کے دانتوں سے پانی جاری ہوتا تھا۔ پہلے والا مریض اکثر مرتا تھا اور دوسرے مرض والا ہرگز تندرست نہ ہوتا تھا۔ پس ادھر مولوی قادر بخش کی طرف لکھا کہ حکیم احسن اللہ سے ان ہر دو امراض کے بارے لکھوا کر بھیج دیں۔ پس مولوی صاحب کے جواب سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب اس خط کے مطالعہ سے اور ہماری اطلاع سے ایسے امراض سے متعلق متعجب و حیران رہ گئے۔ اور کہا کہ ہم نے ایسی بیماری کے متعلق نہ کسی کتاب میں پڑھا اور نہ ہی استاد سے سنا اور نہ ہی ہم اس کے علاج کے متعلق کچھ جانتے ہیں۔ پس یہ سب علاماتِ قیامت ہیں اس وقت قیامت قائم ہوگی کہ کوئی "اللہ" کہنے والا روئے زمین پر پایا نہیں جائے گا اور کعبۃ اللہ میں بت رکھے جائیں گے۔ اور قبیلہ اوس کی عورتیں زیوارت سے آراستہ ہو کر کعبۃ اللہ میں رقص کریں گی اور ناچیں گی۔ پس فرشتے حق تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کو آسمان پر لے جائیں گے۔ لیکن اہل اللہ کی نظر میں ہر گھڑی قیامت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے " کل شئی ہالک الا وجیہہ "اور "یہلک" نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ اسم فاعل ہے استمرار پر دلالت کرتی ہے اور صیغہ یہلک مضارع ہے۔ دلالت استقبال پر کرتی ہے۔

## کوہستان میں بخار ذات الجنب کا علاج

فرمایا کوہستان میں جس کسی کو ذات الجنب بخار چڑھتا ہے تو اسے "قند سیاہ" دودھ میں جوش دے کر پلاتے ہیں۔ وہ امر الٰہی سے شفا پاتا ہے۔ تو اس کی ناک سے خون جاری ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اے حکیمو! تم بھی اس قسم کا علاج کرتے ہو؟ یا کسی کتاب میں ایسا علاج دیکھا ہے؟ انہوں نے دست بستہ عرض کی کہ "نعوذ باللہ" یہ تو اس کے حق میں زہرِ قاتل ہے۔ فرمایا، تم نے سنا ہوگا کہ ملک مارواڑ میں ہر مرض کو دور کرنے کیلئے داغ دیتے ہیں۔ اور اس سے ہر قسم کے مریض شفا پاتے ہیں مگر یہ سب کچھ اعتقاد کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے "انا عند ظن عبدی بی" یعنی "اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوتا ہوں" پس ہر وہ شخص جو اعتقاد کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔

## فرمایا ایک راہب نے سرکار ﷺ کو سجدہ کیا

ایک دن محفل میں فرمایا کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ ایک مرتبہ ایامِ طفولیت مبارک میں ایک کوچہ میں سے گزر رہے تھے۔ تو ایک راہب نے حضور ﷺ کو دیکھتے ہی سجدہ کیا۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے اس بچے کو کیوں سجدہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ تمام اشجار، احجار اور ملائک اس کو سجدہ کر رہے ہیں۔ میں نے بھی مجبور ہو کر اسے سجدہ کیا ہے۔ اس اثناء میں میاں محمد یار منشی نے عرض کی کہ میں نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ابوجہل لعین نے کسی اعرابی کے اونٹ زبردستی چھین لئے تھے۔ اور وہ اعرابی جناب رسالت مآب ﷺ جو ابھی تک مبعوث نہیں ہوئے

تھے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور التجا کی کہ اپنی وساطت سے میرے اونٹ اس لعین سے واپس دلائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ مجھ سے عداوت رکھتا ہے وہ تمہارے اونٹ میرے کہنے پر کب دے گا؟ اس نے بہت فریاد و زاری کی۔ رحم فرما کر آپ ﷺ اس کے ساتھ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ ابوجہل آپ کو دیکھتے ہی فوراً کھڑا ہو گیا اور غش میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس اعرابی کے اونٹ واپس دلانے آیا ہوں۔ اس نے فوراً حوالے کئے۔ واپسی کے وقت ابوجہل سے پوچھا گیا کہ تم نے عداوت کے باوجود اس جوان یعنی حضور ﷺ کے سامنے انتہائی تعظیم سے پیش آنے اور اونٹ واپس کرنے کی وجہ کیا تھی؟ اس نے کہا کہ جس وقت وہ میرے قریب آئے تو دو شیر ان کے دائیں، بائیں منہ کھولے ان کے ہمراہ تھے اگر میں اس وقت آپ کی بات نہ مانتا تو وہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ اس لئے ان کی ہیبت سے ڈرا اور ان کے حکم کی تعمیل کی۔ مصرعہ "ہیبت حق است وصاحب دلق نیست" یعنی یہ رعب و دبدبہ حق تعالیٰ کا ہے گودڑی پوش کا نہیں ہے۔

## فرمایا شریعت کی متابعت سے کامیابی ہوتی ہے

اسلام خان جو کہ وکیل کے طور پر بہاول خان کی طرف سے حضرتؒ کی خدمت میں آتا جاتا رہتا تھا۔ اور حضرتؒ کا مرید بھی تھا۔ ایک دن محفل میں عرض کی کہ بہاول خان کہتا ہے کہ ہم ایسے شیخ کامل سے بیعت ہیں جو بھی کام کریں غم نہیں ہے۔ آپؒ نے فرمایا تمام مشائخ کے سرتاج آنحضرت سرور عالم ﷺ ہیں۔ اور آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ سے فرماتے تھے کہ ہم اس شخص کی طرح ہیں کہ کسی شہر میں

آ کر اس شہر کے لوگوں کو دشمن کے خوف سے ڈراتا ہے اور جو بھی اسے سچ سمجھ کر اٹھتا ہے اور گوشۂ تنہائی اختیار کرتا ہے تو دشمن کے شر سے امان پاتا ہے۔ اور جو بھی اس کے کہنے پر یقین نہیں کرتا تو مجبور ہو کر ان کے ہاتھ سے اسیر ہو جاتا ہے اور ذلیل و خوار ہو جاتا ہے تو دوسرے کیلئے کونسی جگہ رہ جاتی ہے۔ "وما علے الرسول الا البلاغ" پس جس کو بھی شریعت کے مطابق متابعت حاصل ہوتی ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے اسکے بغیر دارین کی سعادت کا حصول محال ہے۔

## تلقین شیخ کی تاثیر

ایک دن محفل میں بزرگوں کی کلام کی تاثیر پر بات چلی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک جوان ملتان میں علم حاصل کر رہا تھا۔ جب اس نے تحصیل علم تمام کیا یعنی فارغ التحصیل ہوا۔ تو ایک بزرگ کی خدمت میں ارادت کے طور پر پہنچا اس کے بعد اسے اپنے گھر میں قرار نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کے استاد نے اس سے پوچھا کہ تجھے اپنے گھر میں قرار کیوں نہیں آتا؟ اس نے کہا کہ میرے شیخ نے اسم "اللہ" سکھایا ہے اس وجہ سے بے قرار ہوا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے ہزار بار اسم "اللہ" تعلیم دی ہے۔ اس نے کہا کہ تلقین شیخ اور تاثیر رکھتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ شیخ کی خدمت میں جا کر مشرف ہوتا ہوں۔ جوں ہی شیخ کی خدمت میں پہنچے تو اس معلم نے اپنے میں اور طرح کی تاثیر دیکھی۔ اس نے اسبابِ جہان ترک کر کے حق تعالےٰ میں مشغول ہو گئے۔

ترک دنیا کن برائے آخرت ؎

از بدن برکش لباسِ فاخرت

ترجمہ: آخرت کیلئے دنیا کو ترک کر اور اپنے جسم سے لباس فاخرہ نکال دے۔

## نیک بخت اور بد بخت

آپؒ نے فرمایا کہ صوفیائے کرام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں صوفی نے اتنا مجاہدہ کیا اور فلاں نے اتنا۔ لیکن سب کو حق تعالےٰ کی توفیق رفیق ہوئی "وما توفیقی الا باللہ" اور نہیں توفیق مگر سوائے اللہ تعالےٰ کے "۔۔۔ جملہ انبیاء کرامؑ اور اولیاء کرام رضوان اللہ کہ انہیں نبوت اور ولایت بغیر کسب و مشقت کے عطا ہوئی۔ چنانچہ عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام شکم مادر سے پیدا ہوتے ہی نبوت پر فائز ہوئے "ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ" یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے چاہے جسے بھی عطا فرمادے"۔۔۔۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ سید مسلمان کا ادب کرنا واجب ہے تو یہ درست ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص سادات میں مشہور تھے وہ آیا۔ ایک دوسرے شخص نے اس سے کہا کہ تو سید نہیں ہے ایک اور بزرگ کہ جسے آنحضرت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شرف حضوری حاصل تھی۔ اس شخص کی بات سے متفق ہوا اس کے بعد وہ بزرگ سرکار ﷺ کی زیارت سے معطل ہوا اور محروم ہوا۔ اس نے گریہ وزاری شروع کی پھر اسے شرف زیارت نصیب ہوئی۔ تو اس نے بارگاہ اقدس میں اپنے قصور کے بارے میں استفسار کیا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ وہ شخص سید نہ تھا لیکن میرا نام اس نے اپنے سر پر رکھا تھا اس لئے تم پر اس کا ادب واجب ہو گیا تھا۔ نیز

فرمایا قطاع الطریق وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو راہ حق سے باز رکھتے ہیں اور بد بخت وہ لوگ ہیں جو خود کو نیک بخت سمجھتے ہیں۔ اور نیک بخت وہ لوگ ہیں جو خود کو سب سے برا شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہٗ کے زمانے میں بارش رک گئی۔ لوگ نماز استسقاء پڑھنے کیلئے صحرا میں چلے گئے، نماز استسقاء ادا کی گئی۔ بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ بُرے لوگوں کی شامت اعمال سے بارش نہ ہوئی۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بُرا میں ہوں اس لئے میں یہاں سے باہر جاتا ہوں تاکہ بارش برسے۔

## اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم

ایک دن محفل میں حق تعالےٰ کے فضل وکرم کے بارے میں بات چلی تو آپؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہا کہ میں تیسرے دن مرنا چاہوں گی۔ اور کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تھوڑی سی مویز مجھے دے دیں تاکہ میں مرنے کے وقت کھالوں۔ جب تیسرا دن آیا ویسا ہی ہوا اور وہ مر گئی۔ نیز فرمایا ابراھیم خان بزدار، نور محمد کھیانی بزدار کا باپ میرے پاس آیا اور جانے کیلئے اجازت لی۔ پھر آیا اور اجازت لے لی چنانچہ کئی بار آتا رہا اور جانے کیلئے اجازت لیتا رہا۔ الغرض کئی بار اسطرح تکرار کے ساتھ ایسے کرتا رہا۔ آخر میں نے پوچھا کہ تم اسطرح کیوں کررہے ہو؟ کہا واللہ اعلم شاید پھر دوبارہ نہ آسکوں۔ پس ایسا ہی ہوا کہ واپس نہ آیا اور وصال کر گیا۔ قوم بزدار کا ایک اور شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ میں آج مروں گا کوئی دعا تلقین کریں۔ تاکہ میں مرنے کے وقت پڑھ لوں میں نے اسے کلمۂ شہادت تلقین

سالک کو یہ بھی چاہئے کہ اپنے سے تین چیزیں دُور رکھے امر قضاء، دوسرے کی ضمانت اور امانت رکھنا۔ ان تینوں امور میں مشائخ عظام کی وصیت سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچی ہیں اور جاری وقائم ہیں۔"والحمدُلِلّٰه حمدا کثیرا والصلوٰۃ والسلام علے رسولہٖ محمد و آلہٖ وسلم"

فرمایا کتاب فقرات مورث جذبہ ہے۔ سالک کو چاہئے کہ اسے خاص طور پر نظر میں رکھے۔ اور دیگر بڑی ومعتبر کتب سلوک کے مطالعہ سے غافل نہ رہے۔ عشق کے کام میں مردانہ وار توجہ دے اور محنت کا بوجھ اٹھائے اور برداشت کرے ۔اگرچہ معشوق کی طرف سے ہو۔ ظاہراً اس کا جذ معلوم نہیں ہوتا اور پھر آپ نے ہندی شعر پڑھا۔

ے چکورکی جاندہ نامنی    اپنی توڑنبائی اُسکی ادہ جائی

## حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ کے شعر کا عملی جواب

ایک دن خارق عادت کے بارے میں بات چلی کہ ملتان کے نواح میں ایک متقی شخص تھا۔ جس کا نام عصام الدین تھا اس نے مولانا جامیؒ کے اس شعر ے

یکبار میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا

ترجمہ: ہر آدمی ایک مرتبہ مرتا ہے لیکن جامی کئی بار مرتا رہا ہے۔

تو اس شعر پر اعتراض کیا۔ اور اسے جھوٹ کی طرف منسوب کیا پس ایک درویش جس کا نام عبدالغفور تھا کہتے ہیں وہ مولانا جامیؒ کا ایک خواہر زادہ تھا اس نے اس کا اعتراض سن کر پرانے اور رنگین لباس میں ملبوس ہو کر اس متقی کی مسجد میں مسافر

ہوا۔ جب متقی مذکور اپنی پرانی عادت ومعمول کے مطابق بوقت سحر تہجد پڑھنے کیلئے مسجد میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا ہر عضو الگ الگ ہوا پڑا ہے۔ دیکھ کر حیران رہ گیا لوگوں کو اطلاع دی۔ جب لوگ جمع ہو کر مسجد میں آئے تو دیکھا کہ وہ صحیح سلامت اور زندہ بیٹھا ہے متعجب ہو کر پوچھا تو اس نے کہا کہ میں حضرت مولانا جامیؒ کے کمترین غلاموں میں سے ہوں۔ اور تم لوگوں نے ان کے شعر پر اعتراض کیا تھا میں تمہیں اس کا عملی جواب دینے آیا ہوں۔ پس وہ معترض متقی شرمندہ ہوا اور اسے نیا لباس پیش کیا۔ اور ان سے چند دن وہاں رہنے کی درخواست کی مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور وہاں سے چلے گئے۔

## خواجہ اجمیریؒ کا مزار ہندوستان کی بادشاہی کر رہا ہے

ایک مرتبہ محفل میں ارشاد فرمانے لگے کہ حق تعالےٰ نے دونوں جہانوں کی بادشاہی اپنے دوستوں کو عطا فرمائی۔ چنانچہ نادر شاہ نے ایک مرتبہ ایک عقل مند شخص کو ملک ہندوستان کی طرف ملک اور دربار شاہی کی جاسوسی کیلئے بھیجا۔ جب وہ ملک اور شاہی دربار کے احوال معلوم کر کے واپس گیا۔ تو بادشاہ نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ نہ تو دربار شاہانہ رکھتا اور نہ ہی ہندوستان کا بادشاہ ایسا شاہی دبدبہ رکھتا ہے۔ بلکہ اجمیر میں ایک مزار ہے جو کہ تمام ہندوستان میں شاہی دبدبہ کے ساتھ بادشاہی کر رہا ہے اور ہر روز صبح وشام ان کے خدام ملک ہندوستان کے روزمرہ کے احوال وغیرہ ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ سائل اور حاجت مند اور دادخواہ اپنی اپنی درخواستیں ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور بعض پریشان حال اپنی ضرورتیں ان

کی قبر پر جا کر عرض کرتے ہیں اور اپنے اپنے مقاصد میں پہنچ جاتے ہیں۔

## حضرت سلطان ابراھیم ادھمؒ کی شان

نیز حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک رات حضرت سلطان ابراھیم بن ادھم بلخیؒ ایک مسجد میں مسافر ہوئے اور متولی مسجد نماز عشاء کے بعد دروازہ کو تالا لگا کر اپنے گھر چلا گیا۔ حضرت سلطانؒ صاحب کو رات کے وقت حاجت انسانی کا تقاضا ہوا۔ چونکہ دروازہ بند تھا لاچار و مجبور ہو کر جامہ میں قضا حاجت کی اور لپیٹ کر طاق مسجد میں رکھ دیا۔ جب صبح مؤذن مسجد میں آیا دروازہ کھولا حضرت باہر نکلے اور اپنی راہ لی مؤذّن مسجد میں داخل ہوا۔ نمازی جمع ہوئے تو انہیں مشک وعطر سے بڑھ کر خوشبو محسوس ہوئی۔ تو انہوں نے تلاش شروع کی۔ آخر طاق مسجد میں انہیں وہ کپڑا ملا سب متعجب ہوئے اور یہ خبر مشہو ہوگئی۔ حتیٰ کہ بادشاہ تک جا پہنچی۔ اس نے منگوا کر تھوڑا سا اپنے تاج میں رکھ دیا اور باقی دوسرے بادشاہوں کو تحفہ کے طور پر بھیج دیا جنہوں نے بھی اسے اپنے اپنے تاج میں رکھ دیا۔ حق تعالیٰ نے آنحضرت قبلہؒ کو بتایا کہ ترکِ دنیا کی وجہ سے ہم نے تمہیں یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ تمہاری قضائے حاجت کو بادشاہ تاج میں رکھتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ ایک رات آنجناب یعنی ابراھیم بن ادھمؒ سردی کے خوف سے غار میں سو گئے اور برف باری شروع ہوئی اور آنجناب کو سخت سردی لگنے لگی۔ اس کے بعد کوئی چیز لحاف کی مانند آنحضرتؒ کے تمام جسم سے لپٹ گئی اور سردی دور ہوگئی۔ جب دن ہوا تو دیکھا کہ ایک اژدھا ان کے تمام جسم سے لپٹا ہوا ہے۔ خائف ہو کر غار سے باہر نکل آئے۔ حق تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ کیا تم ہماری مہربانی اور کرم سے

بھاگتے ہو۔ ہم نے تم پر مہربانی فرمائی اور تم ہماری تابعداری میں مستعد رہتے ہو جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

(1) تو ہم گردن از حکم داور پیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(2) چو تو خدمتِ ما نمودی ادا — بخدمت تو باشند ارض و سما

ترجمہ: (1) تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے گردن نہ موڑ تو پھر دنیا کی کوئی چیز تیرے سامنے گردن نہ موڑے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تابعداری کر ہر چیز تیری تابعدار ہوگی۔

(2) جب تو ہماری خدمت کرتا ہے تو زمین و آسمان تیری خدمت کریں گے۔

ایک دن فرمایا۔

؎ آن تلخ وش صوفی کہ ام الخبائث خواند

اَشْھیٰ لَنَا وَ اَحْلیٰ مِنْ قُبْلَۃِ الْعَذَارٰی

ترجمہ: اس تلخ صوفی نے جسے ام الخبائث کہا ہے وہ ہمارے لئے باکرہ لڑکیوں کے بوسہ سے زیادہ مرغوب اور خوش گوار ہے۔

میاںؒ حاجی خان کاتب نے سوال کیا کہ غریب نواز اس شعر کا معنی کیا ہوگا۔ فرمایا کہ جب صوفی مقامِ جمع میں پہنچتا ہے۔ تو ممکن و واجب اس کی نظر میں یکساں ہوتا ہے اور اس کے دل سے تفرقہ اٹھتا ہے یعنی دوئی کا تصور جاتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

؎ مستی بہ چشم شاہد دلبند ما خوش است زآں رو سپردہ اند بہ مستان زمام را

ترجمہ: مستی ہمارے محبوب کی آنکھوں سے اچھی لگتی ہے اس لئے ہم نے اپنے باگ

کو مستوں کے سپرد کیا ہوا ہے۔

## سالک کیلئے پانچ چیزیں

فرمایا سالک کو اس دنیا میں پانچ چیزیں ناگزیر ہیں۔ چنانچہ کسب قوت کیلئے ضروری ہے اور کپڑا استر عورت کے برابر۔ پانی پیاس دور کرنے کیلئے، مکان عبادت اور علم بہ قدر ضرورت۔ کیونکہ ان کی مثال دنیا سے نہیں شمار کی جاتی بلکہ امور دینی سے شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتاب فقرات میں آیا ہے کہ اسباب دنیا فضولیات میں سے ہیں۔ مگر پانچ چیزیں مذکورہ بالا نہیں۔

## دوست حقیقی کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہئے

ایک دن محفل میں بات مسئلہ توحید کے بارے چلی۔ فرمایا ایک مرتبہ حضرت خلیفہ نارووالہ صاحبؒ نے اپنے فرزند کو حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کی خدمت کتاب لوائح شریف شروع کرائی۔ آنجناب اس راز کے اخفاء سے بہت احتیاط فرماتے تھے کہ حجرہ کے دروازہ بند کر کے سبق دیتے تھے۔ نیز دیکھنے والوں کو دروازہ پر بٹھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہ قرب قیامت کے علامات میں سے ہیں کہ مسئلہ وحدت الوجود کو اعلانیہ اور فاش دیگر مسائل کی طرح بیان کریں۔ حق تعالیٰ نے اولیاء کو مقام انا الحق عطا فرمایا۔ مگر شریعت کے احترام کے طور پر یا اور کسی وجہ سے اس کے مکمل اظہار میں احتیاط کیا۔ جب شیخ منصور نے اظہار کیا تو علماء نے اسے سولی پر لٹکا دیا۔ شیخ شبلی صاحب نے حق تعالیٰ سے عرض کی یا اللہ! منصور سے کون سا قصور سرزد ہوا کہ لائق دار ہوا؟ فرمان آیا کہ دوست کے راز کو فاش نہیں کرنا چاہئے۔ فرمایا اگر چہ جناب

نبوت مآب ﷺ کی بعض احادیث میں مسئلہ وحدت الوجود موجود ہے۔مثلاً "انــا احــمد بلامیم انا عرب بلاعین" صادر ہوئے۔لیکن وہ بھی خاص وقتِ خلوت میں ظاہر ہوئے۔ پس سالک کو چاہیئے کہ رات دن محاسبہ اور مراقبہ، زُہد اور ریاضت میں لگا رہے۔ جب تک یہ ساری باتیں اپنے اندر نہ پائے تو اسے کامل معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث میں ہے "عرفت ربی بربی "یعنی میں نے رب کو رب سے پہچانا۔ پس عارف اور معروف ذات حق سبحانہٗ ہے نہ کوئی اور امر۔لہٰذا آنحضرت ﷺ نے عرفان کی نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی۔ جو بھی اپنی طرف نسبت کرے وہ باطل ہے۔درحقیقت حصول عرفان کی نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی۔ جو بھی اپنی طرف نسبت کرے وہ باطل ہے۔ درحقیقت حصولِ عرفان حضور نبی کریم ﷺ کی متابعت کے بغیر محال ہے۔

## احترام خواجہ صاحبؒ کے لئے ہاتھی رک گیا

جس وقت کہ کرپارام، امیر رنجیت سنگھ کی طرف سے اسد خان کو ملک سنگھڑ سے نکالنے کیلئے علاقہ میں داخل ہوا۔ اور شہر کے بازار کے درمیان سوار ہو کر منگروٹھہ کی طرف جارہا تھا۔ اور شام کے قریب جب تونسہ سے گزرنے لگا تو وہ ہاتھی کہ جس پر کرپارام سوار تھا۔ وہاں رک گیا فیل بان نے ہر چند کوشش کی مگر قدم آگے نہ بڑھایا۔ حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا کہ اس شہر میں کون سے بزرگ رہتے ہیں؟ معلوم کر کے ہاتھی کا رخ واپس پھیر دیا جب شہر کے نزدیک پہنچے تو ایک معتبر سوار کو جو کہ قوم سادات سے تھے۔ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں زیارت کیلئے اجازت لینے

بھیجا۔ اس نے اجازت پا کر قدم بوسی کی اور سونے کی چند اشرفیاں بطور نذرانہ پیش کیں۔ کچھ دیر بعد محفل برخاست ہوئی۔ تو حضرتؒ سے وحدت الوجود کے مسئلہ پر بحث کی۔ دیر تک خلوت میں ایک دوسرے سے بحث کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ملازمین دیوان مذکور کہنے لگے کہ شاہ صاحب یعنی آنحضرت نے دیوان کو مسلمان کیا ہے۔ آخر رخصت ہو کر منگڑوٹھہ میں داخل ہوئے۔ چند سال کے بعد سنا گیا کہ دیوان کرپارام نے ریاست کو ترک کیا اور باقی تعلقات کو قائم رکھ کر دریا کے کنارے پر خلوت گزین ہوئے اور یاد حق میں مشغول ہو گیا۔ واللہ اعلم.

## فرید خان لکھویرا کی قبر پر تلوار مارنے کی وجہ

ایک دن موضع تاج سرور میں نور محمد گرمانی نے آنحضرت قبلہؒ کے جناب سوال کیا کہ فرید خان لکھویرا کی قبر پر لوگ تلواریں مارتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ درویشوں کے گروہ سے جو کہ حضرت قبلہ عالمؒ کی زیارت کیلئے آرہے تھے۔ اثناءراہ میں فرید خان مذکور کے نوکروں نے کیمیا گروں کے خیال سے درویشوں کو قیدی بنا کر فرید خان کے پاس لے گئے۔ اس نے درویشوں سے کہا کہ جب تک تم مجھے کیمیا گری نہیں سکھاؤ گے تمہیں رہا نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا ہم درویش ہیں۔ کیمیا کہاں سے لے آئیں۔ تمام درویشوں کو ایک مکان میں قید کیا۔ اتفاق سے آدھی رات کے وقت فرید خان کے لڑکے نے خنجر کی ضرب سے فرید خان کے پیٹ کو پھاڑ دیا۔ جب لکھویرا کے لوگوں کو خبر ملی۔ تو انہوں نے دشمن کے لشکر کے خیال سے ایک دوسرے کے سامنے تلواریں سونت لیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ پس

درویشوں کو رہائی ملی اور وہ وہاں سے نکل کر سیدھے حضرت قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپؒ نے پوچھا کل رات کہاں تھے۔عرض کی شہر فرید لکھویرا میں آپؒ نے فرمایا کہ آدھی رات کے وقت ادھر بندوقیں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں کیسی تھیں؟ درویشوں نے صورت حال عرض کی اور نیز فرمایا کہ ایک بیوہ عورت نے چند روپے ایک ہندو سے اصلی گھی بیچنے کیلئے بیع سلم (پیشگی رقم) کے طریقے پر لے لئے۔اس عورت کے پاس چند دودھ دینے والی گائیں تھیں۔ہندو نے اس عورت سے کہا کہ تم کو فرید لکھویرا کے چور نظر نہیں آتے کہ تم اصلی گھی میں ملاوٹ کر کے دیتی ہو۔عورت نے کہا کہ قدرت الٰہی دیکھئے وہی ہوگا جو کچھ مقدر میں ہے۔پس واللہ اعلم ان درویشوں کی وجہ سے یا اس عورت کی وجہ سے قتل ہوئے۔وہ لوگ فرید کے مظلوم تھے اس وجہ سے اس کی قبر پر تلوار مارتے ہیں۔پس اس کے بعد ان کی یہ عادت ہوگئی۔فرید ایسے ظالم تھے کہ ان کے نوکروں، گداگروں کی زنبیلوں کی تلاشی لیتے اور پوچھتے رہتے کہ یہ مزیدار لقمہ کس گھر سے لائے ہو؟ جن گھروں کے بارے وہ گداگر وغیرہ بتادیتے وہ ان گھروں کو بھی لوٹ لیتے تھے اور قبرستان جو فرید کے اردگرد ہے یہ قبریں ان کے مقتولوں کی ہیں۔

## بارش کے لئے دعا کے الفاظ

میاں احمد بخش طالب علم جو حضرت قبلہ عالمؒ کے خانقاہ شریف میں رہتے تھے اور کتاب شرح ملا پڑھتے تھے۔اس نے بیان کیا کہ جس وقت بارش رک گئی تھی اور مخلوق انتہائی خشک سالی سے دوچار ہوگئی۔آخر لوگ جمع ہوکر خانقاہ شریف پر استغاثہ

کیلئے آئے اور یہ فقیر بھی ہمراہ تھے۔ دوپہر کے وقت سو گئے۔ خواب میں خود کو میں نے تونسہ شریف میں پایا کہ شمالی بنگلہ کے دریچے سے داخل ہو کر قدم بوس ہوا۔ فرمایا کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مخلوق بے چاری مہار شریف میں بارش کی تنگی کی وجہ سے انتہائی عاجز اور پریشان حال ہیں۔ فرمایا، حضرت نبی اکرم سرور عالم ﷺ کے زمانے میں بارش کی تنگی ہوگئی تھی تو آنحضرت ﷺ نے اصحاب کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی۔ پس اس دعا کے پڑھنے سے بارش برسی تھی۔ اب تم بھی یہ دعا پڑھو۔ **"سبحان القادر القائم القیوم الکافی لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم"** پس جب میں بیدار ہوا تو میں نے اپنا خواب اپنے استاد مولوی نور اللہ سے بیان کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ چونکہ آنجناب کی طرف سے تمہیں ارشاد ہوا۔ اس کا پڑھنا بھی تمہارے ذمہ ہے۔ پس میں نے ساون کی نو تاریخ کو شروع کی۔ اور گیارہویں تاریخ کو اتنی بارش ہوئی کہ تمام مخلوق خوب سیر ہوگئی اور شکر گزار ہو گئے۔ اس کے چند سال بعد پھر بارش رک گئی تھی۔ پھر اسی دعا کو پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے بارش کی پھر کشائش کر دی اور تنگدستی دور ہوگئی۔

واصلان حق بہ بیداری وخواب
خلق راازفیض کردہ بہرہ یاب

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کامل ولی خواب میں اور بیداری میں خلق خدا کو فیض سے بہرہ یاب فرماتے اور نوازتے ہیں۔

## آپؒ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے دیئے

میاں احمد بخش نے بتایا کہ میرے ماموں نے کئی بار آنجناب کی خدمت میں فرزند تولد ہونے کے بارے میں دعا کی درخواست کی۔ آپؒ نے دعائے خیر فرمائی۔ مقتضائے فرمان "کل شئی مرھون باوقاته" اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ آخر ایک بار اپنے اہل خانہ کہ ہمراہ حضرت صاحبؒ قبلہ کی خدمت میں آیا اور قدم بوس ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کون عورت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ حضورؒ کی لونڈی ہے اور میری زوجہ ہے۔ اسے حضورؒ کی بارگاہ میں لایا ہوں تا کہ حضورؒ اسے فرمادیں کہ مجھے ایک بیٹا جَن کر دے دے۔ پس آپؒ نے اس عورت کو گردن سے پکڑ کر دوسرا ہاتھ اوپر اٹھایا، دوبارہ اپنا ہاتھ اسکی پیٹھ پر مار دیا۔ صرف مکا اس کی پیٹھ پر نہ مارا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اے میری خالہ! اسے بیٹا جَن کر دیدے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے تین بیٹے عطا کئے۔ جب تیسرے بیٹے کی پیدائش پر لوگوں نے اسے مبارکباد دی۔ تو اس نے کہا کہ اس بیٹے کی مبارک بادی مجھے نہ دو کیونکہ حضرت صاحب قبلہؒ نے اس تیسرے فرزند کے لئے ہاتھ اٹھا کر میری عورت کی پشت پر مکہ مارا تھا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے میرا یہ بیٹا زندہ نہ رہے گا آخر ایسا ہی ہوا اور اس کا تیسرا بیٹا فوت ہو گیا۔

## فرمایا اللہ تعالیٰ بیٹا دے گا نام محمود رکھنا

میاں محمد لنگاہ نے اظہار کیا کہ جس وقت میں اور میری بیوی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ کر قدم بوس ہوئے۔ از راہ کرم آپ نے پوچھا کہ تمہارا کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے یا صرف لڑکیاں ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ ابھی تک تمام لڑکیاں ہیں۔ فرمایا،

کیا بالکل بیٹا پیدا نہ ہوا یا پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ ہم نے کہا پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ میری بیوی سے کہا کہ تم روزانہ فجر نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ لمبی عمر والا بیٹا حق تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔ پس چند دن پڑھنے کے بعد میری بیوی کو حمل ٹھہر گیا۔ جب نو ماہ ہو گئے تو مزدوری کیلئے دوآبہ کی طرف نکل پڑے۔ اجازت لینے کیلئے حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہم دوآبہ کی طرف مزدوری کرنے جا رہے ہیں۔ لہٰذا جو بیٹا پیدا ہوگا۔ اس کیلئے نام بھی مرحمت فرمائیں۔ فرمایا، نامتولد بچہ جو ابھی شکم مادر میں ہے، میں کیا کہوں؟ گویا میں علم غیب جانتا ہوں۔ ہم نے انتہائی فریادوزاری کی۔ فرمایا، خیر اگر حق تعالیٰ نے تم کو بیٹا عطا فرمایا تو اس کا نام محمود رکھو گے۔ پس حق تعالیٰ نے فرزند عطا کیا تو ہم نے اس کا نام محمود رکھا۔ پھر جب واپس آئے تو ہم سیدھے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے قدم بوسی کی اور محمود کو بھی حضرتؒ کے مبارک قدموں میں ڈال دیا میں نے عرض کی۔ غریب نواز! میری یہ عورت اب نماز نہیں پڑھتی اور میرے کہنے پر عمل نہیں کرتی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تو نے نماز کیوں ترک کر دی؟ اس نے چھوٹے بچے کی وجہ سے کپڑوں کی ناپاکی کا بہانہ کیا۔ فرمایا تو نے نہیں دیکھا کہ عورتیں دوسرا ناپاک کپڑا بچوں کے نیچے دیتے ہیں تاکہ کپڑے ناپاک نہ ہو جائیں بلکہ ناپاکی سے محفوظ رہ جائیں تو بھی اسی طرح کر لے اور تارک نماز نہ ہو جا۔

## خطرات سے بچنے کا وظیفہ

نیز میاں محمد لنگاہ نے بیان کیا کہ ایک دن رخصت کے وقت میں نے عرض

کی کہ ہمیں پہاڑی لوگوں کی شب خون کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آتی ہم روزانہ تمام
شب مضطرب اور پریشان رہتے ہیں ۔ فرمایا نماز عشاء کے بعد تین بار سورۃ قریش
پڑھ کر سینہ پر دم کر کے سو جایا کرو۔ انشاء اللہ تعالےٰ محفوظ رہو گے کوئی شب خون
مارنے اور لوٹنے کی جرأت نہ کریگا۔ جب میں نے ایسا کیا تو حق تعالےٰ نے اس کی
برکت سے تمام بستی لنگاہ کو محفوظ رکھا۔

## فصل کو ٹڈی سے بچانے کا طریقہ

نیز میاں محمد مذکور نے بیان کیا کہ ایک موقع پر " کرم شب " جسے ہندی
زبان میں ٹڈا کہتے ہیں ۔ اس ٹڈے نے میری روئی کی فصل کو کہ جس میں خربوزہ کے
بیل بھی تھے کو کھا کر تلف کیا۔ پس میں نے ایک دن ایک خربوزہ کو جو ٹڈے کے کھانے
اور تلف کرنے سے بچا ہوا تھا۔ اٹھا کر حضور قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوس
ہوا۔ اور خربوزہ آپؒ کے سامنے رکھ دیا۔ چونکہ آپؒ مراقبہ میں تھے۔ کچھ دیر بعد جب
مراقبہ سے آپؒ نے سر اٹھایا اور خربوزہ کو مصلے پر دیکھا۔ فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض
کی غریب نوازؒ۔ یہ بے چارہ ظالموں کے شب خون کے ہاتھوں تنگ آ کر حضورؒ کی
بارگاہ میں فریادی بن کر آیا ہے کہ وہ ظالم رات کے وقت ہر شب ہم پر بے رحمی سے
حملہ کر کے تاراج کرتے ہیں ۔ تمام برادری نے اس بے چارہ کو جو کہ بالغ ہونے کے
قریب ہے اسے قتل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس کے تمام خاندان کے مقتولوں کے گوشت
اور ہڈیوں تک کو کھا کھا کر ختم کرتے ہیں ۔ جب دن روشن ہو جاتا ہے تو وہ ظالم کمین
گاہوں اور مورچوں میں جا کر چھپ جاتے ہیں پھر جب رات آتی ہے تو نکل آتے

ہیں پھر اسی طرح کرتے ہیں اگر کوئی ان ظالموں سے بچ بھی جاتا ہے پھر ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس پر حملہ کرتے ہیں۔فرمایا، وہ کس مخلوق خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔میں نے عرض کی کہ زبان ہندی میں اسے ٹڈا کہتے ہیں۔حضرتؒ نے بہت تبسم فرمایا،اس لفظ پر ارشادفرمایااور پوچھا کیااس برادری میں سے آج فقط یہی باقی رہ گیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! فقط یہی بے چارہ باقی رہ گیا ہے کہ اپنے سر کو حضور قبلہؒ کے دامن میں چھپانے آیا ہے۔جو کہ مخلوق کیلئے جائے پناہ ہے۔فرمایا، وہ کس وقت آتے ہیں۔میں نے عرض کی کہ وہ مغرب کے بعد آتے ہیں اور تمام رات قتل وغارت مچاتے ہیں۔فرمایا، باوضو ہوکر ڈھیلوں پر یہ آیت شریفہ پڑھ کر دم کرکے ان کی طرف پھینک دو۔انشاء اللہ تعالےٰ نقصان نہ کرسکیں گے۔آیت کریمہ یہ ہے "انہ من سلیمان وانہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم "میں نے اس پر عمل کیا۔اس کے بعد میں نے ان میں سے کسی کو نہ دیکھا۔اگر کوئی ایک آدھ ٹڈا کہیں نظر آتا بھی تھا تو کوئی نقصان نہ کرتا تھا۔ دوسرے سال بھی ایسا ہی اتفاق ہوا۔اسی طرح حسب سابق میں اسی آیت کو پڑھ کر دم کرتا اور ان کی طرف پھینکتا تھا۔اس طرح وہ دفع ہوتے تھے اور کوئی نقصان نہیں کرتے تھے۔والحمد لِلّٰہ علےٰ ذلک حمداً کثیراً۔

# ہندی مناجات

مولوی خدا بخش بغلانی کی ہندی مناجات نہایت مقبول ہے۔ جب یہ مناجات مصنف نے آپ کی خدمت میں پڑھی۔ فرمایا۔ جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں مِل گیا۔

| |
|---|
| آ کھاں ثنا ربّ پاک دی جیں بھیجا ہے مصطفیٰ<br>عربی محمد ﷺ ہاشمی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ |
| اصحابِ عالیشان ہن اُمت کیتے نُور الہُدیٰ<br>صدیقؓ تے فاروقؓ بھی عثمانؓ حیدرؓ مرتضےٰ |
| حضرت سلیمانؒ تونسوی افغان قطب الاولیاؒ<br>توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| سنگھڑ تھیا روشن جڈوں اِتھ ابھریا چن تونسوی<br>بہرہ لدھا پنجاب ہندوستان دکن دہلوی |
| گجرات پورب لکھنؤ چین ومچین وہانسوی<br>قندھار کابل بلخ تے نالے بخارا غزنوی |
| مشرق کنوں مغرب تئیں ہر جاہ تے پہتا ونجہ شُعا<br>تو کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحِبا |
| سُورج تھیا ظاہر پیا پرتو جہاں تے نور دا<br>حقا عدن وچہ چھپ گیا جلوہ جمالی حُور دا |

روئی اور صابن مبارک جس سے
فخر الاولیاء حضرت شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کو آخری غسل دیا گیا تھا

| |
|---|
| اختر قمر کوں پہنچیا آخر زوال ضروردا<br>چمکن کیویں جو ہا ایہو جلوہ سچا کوہ طوردا |
| لَمَّا تجلّٰی ربُّہٗ قَدْ خَرَّ مُوسیٰ صَاعِقا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| غوث الخلائق قطبِ حق ہَیں مظہرِ نُور نبی ﷺ<br>اللہ ذاتوں تُو تے کیتی ڈات عالی منصبی |
| مکہ کنوں آیا تیڈ و مدنی خلیفہ عربی<br>پارس لدھس جلدی کیتوس لوہے کوں سونا مغربی |
| اکسیر کامل گھن گیا جس دا او ہو طالب اہا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| شملہ فخر دانُور تُوں حضرت سلیماں سر بدھا<br>سنگھڑ یقینی مرتبہ ملکِ سلیمانی لدھا |
| تونسے تے برسے دمبدم وہ فیض رحمانی سدھا<br>آدم فرشتہ جن پری ہر ہک اتھوں حصہ گِدھا |
| کیتی کریمی کرم سی مخلوق تیں خالق خدا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| خاتم سلیمانی جڈوں اللہ ڈیوایا ہتھ تجھے<br>معلوم کرویونس تیکوں اسرار عرفانی گجھے |

فرمان تیڈا اسر منن اربع عناصر جو کہے

منقاد ہوئی خلق کُل درگاہ تیڈی دو لُجھے

ہاتھ آ تھیا دریا جڈوں کندھی اوتے توں آ لتھا

تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

بردی تیڈی درباردی اظہار کردی عرض دا

ہادی مہر کر کے سنو مقصود میڈی غرض دا

دارو کروز حمتو لڈی اندر باہر دی مرض دا

بخشالو بّا گردن کنوں ایہہ بار باری قرض دا

اِسۡمَعۡ اَجب مستفعیاً لِی عَنۡ جنابِ الۡمُلۡتَجَاۡ

تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

کملی لونی لوک دی دامن لگی لجپال دے

کوجھی تے کانڑیں گل پئی صاحب جمال کمال دی

لائق کَجچی ہی نہیں توڑے سہاگ وصال دے

خالی نہیں ولدے ولی سائل سخی لکھپال دے

ڈیوو سہاگ نبھاگ کوں لکھپال اے وڈ گاترا

تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

ہر دم کُپتّی سس میڈی طعنہ کنوں دل ساڑئے

ڈیون ننان بھجائیاں مہنڑ ین تے کرن خوارئے

| |
|---|
| سینگیاں تے سیّاں ہنسد یاں آکھن اللہ دی ماریٔ<br>بردی کمینی سگ تیڈی آخر تھئی بیچاریٔ |
| بھالومہر دی اِک نظر طعنیں کنوں میکوں چھڑا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| سیّاں کتن پچھیّاں بھرن شہ کون رجھاون دمبدم<br>ماڑن سہاگ تے بھاگ نت خوشیاں کرن کھاون نہ غم |
| ہک میں نکمی پھر دیاں ہک تل جتیں کیتم نہ کم<br>کیویں کریساں میں اتھاں جتھاں اگوں تلسن قدم |
| دامن لگیدی کر شفاعت بیٹھ دامن دے لُکا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| شیطان ملعون دمبدم مارے تتی دے راہ کوں<br>میں تے پچھائس نفس کُتّی شوخ تے بدخواہ کوں |
| چخ چخ کراں چیکاں بھراں ڈھونڈاں سجن دی واہ کوں<br>اوجھڑ پئی حیراں تھئی سوراں توں شنشاہ کوں |
| یَامُرشِدا لِلّٰہِ اَخرِجنِیٔ مِنَ الظُّلَمِ الدّجیٰ<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| ڈُونڈی عمل بدکار دی آئی وچالے گھیر دے<br>سبھے مُہانڑیں ہٹ رہے تھئی غرق گھمر گھیر دے |
| ہیبت کنوں رنگ پھٹ گیا جی ونج پیا وچ جھیر دے<br>مشکل خلاصی سجھ نائی باجھوں مدد تو شیر دے |

| |
|---|
| کرغور پکڑ لانہہ کوں، تے پارڈونڈی کوں پچا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| ہاں میں نقابل جگ کنوں گالھی تمامی لوک دی<br>سینگیاں سرسسیاں ہسدیاں میں تے بنی جاٹوک دی |
| نیکی نہیں کائی پلّے باجھوں تساڈے شوق دی<br>لیکن جڈوں ضامن توں ہیں حاجت نہیں گنڈھ روک دی |
| نیکی بدی زمے لگی میڈی تہاڈے ہادیا<br>توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| جیواں حیاتی نال میں اس جگ وچالے جے تیئں<br>شاداں گذاراں عمر کوں ڈیکھاں کشالے ڈکھ نہیں |
| محتاج نہ تھیواں آ کڈی میں خویش بیگانے تیئں<br>خواجہ سنبھال نکاردی توں دمبدم لہندار ہیں |
| ہرگز وساریں مُول نہ اے بیکساں دا آسرا<br>تُوں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |
| جس وقت آوے موت سر تیں زور کر جولان دا<br>امداد میڈی توکریں حافظ تھیویں ایمان دا |
| وانگے عمر خطابؓ دے چبہ بھنیں شیطان دا<br>کلمہ شہادت دادلوں تھیوم بیان زبان دا |
| بندے خدا بخش آپنی کوں رب کنوں گھن ڈے عطا<br>توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا |

# سجادگانِ تونسہ شریف

ثانی کریم حضرت شاہ اللہ بخش تونسویؒ

حافظ محمد موسیٰ صاحب تونسویؒ

حضرت حافظ محمد سدید الدین صاحب تونسویؒ

حضرت خواجہ میاں محمد حامد صاحب تونسویؒ
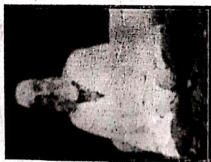
حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسویؒ

# شجرہ مبارک

حضرت قطب الاقطاب غوثِ زمان
خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۸۳ـ۱۲۶۷ھ

حضرت خواجہ
عبدالرحمان صاحبؒ
۱۳۵۱ھ

حضرت خواجہ
گل محمد صاحبؒ
۱۳۱۰ھ

حضرت خواجہ
معین الدین صاحبؒ

حضرت خواجہ
غلام فرید صاحبؒ

حضرت خواجہ
نظام الدین صاحبؒ

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب
۱۲۶۹۔۱۳۲۳ھ
حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب
۱۳۱۱۔۱۳۱۲ھ
حضرت خواجہ عبداللہ صاحب
حضرت خواجہ محمد یوسف صاحب
حضرت خواجہ گل محمد صاحب
حضرت خواجہ محمد حامد صاحب
۱۲۹۲۔۱۳۵۰ھ
حضرت خواجہ حافظ محمد یوسف صاحب
۱۳۹۸ھ
حضرت خواجہ عبدالوہاب صاحب
حضرت خواجہ محمد موسیٰ صاحب
حضرت خواجہ درویش محمد صاحب
حضرت خواجہ حافظ سدیدالدین صاحب
حضرت خواجہ خان محمد صاحب
حضرت خواجہ علم الدین صاحب
حضرت خواجہ غلام اللہ بخش صاحب
حضرت خواجہ محمد مسعود صاحب
حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب
حضرت خواجہ خالد حسن صاحب
حضرت خواجہ حامد حسن صاحب
حضرت خواجہ عطاحسنین صاحب
حضرت خواجہ فرید صاحب
حضرت خواجہ خان محمد صاحب
حضرت خواجہ علی عباس صاحب
حضرت خواجہ محمد خرم ذیشان علی عطا صاحب
حضرت خواجہ محمد مسعود صاحب
حضرت خواجہ سلیمان جعفر صاحب
حضرت خواجہ غلام سدیدالدین صاحب
حضرت خواجہ عبدالحامد علی صاحب
حضرت خواجہ عبدالمطلب صاحب
حضرت خواجہ عبدالوہاب صاحب
حضرت خواجہ غلام ہندال صاحب
حضرت خواجہ غلام سلیمان صاحب
حضرت خواجہ غلام یونس صاحب
حضرت خواجہ غلام یحییٰ صاحب
حضرت خواجہ حافظ عبدالمنانی صاحب
حضرت خواجہ اسحاق صاحب
حضرت خواجہ غلام عباس صاحب
حضرت خواجہ غلام الیاس صاحب
حضرت خواجہ ادریس صاحب
حضرت خواجہ غلام یزدانی صاحب

حضرت خواجہ غلام الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حافظ محمد زبیر صاحب
حضرت خواجہ محمد خلیل صاحب
حضرت خواجہ محمد جلیل صاحب
حضرت خواجہ محمد جمیل صاحب
حضرت خواجہ محمد عمیل صاحب
حضرت خواجہ محمد سہیل صاحب

حضرت خواجہ غلام مصطفیٰ صاحب رح

حضرت خواجہ غلام عباس صاحب
حضرت خواجہ خدا بخش صاحب

حضرت خواجہ محسن عمیل صاحب
حضرت خواجہ غلام سلیمان صاحب
حضرت خواجہ غلام علی صاحب

حضرت خواجہ محمد اویس صاحب
حضرت خواجہ محمد بشارت صاحب
حضرت خواجہ محمد وقاص صاحب
حضرت خواجہ اوصاف صاحب

حضرت خواجہ غلام نبی صاحب
حضرت خواجہ ماجد جمیل صاحب
حضرت خواجہ ساجد جمیل صاحب

حضرت خواجہ عاقب حسین صاحب
حضرت خواجہ غلام محمد صاحب
حضرت خواجہ شاہنواز صاحب
حضرت خواجہ شاہجہان صاحب

حضرت خواجہ غلام یونس صاحب مدظلہ العالی
حضرت خواجہ غلام محمد صاحب
حضرت خواجہ غلام جعفر صاحب
حضرت خواجہ محمد مبین صاحب

حضرت خواجہ غلام سلیمان صاحب مدظلہ العالی
حضرت خواجہ محمد داؤد صاحب
حضرت خواجہ محمد مودود صاحب
حضرت خواجہ محمد محبوب صاحب
حضرت خواجہ محمد مقبول صاحب

حضرت خواجہ غلام عباس صاحب رح
حضرت خواجہ محمد امین صاحب
حضرت خواجہ غلام عباس صاحب
حضرت خواجہ شہباز علی صاحب

حضرت خواجہ عبدالوہاب صاحب رح
حضرت خواجہ صبغت اللہ صاحب
حضرت خواجہ غیاث اللہ صاحب
حضرت خواجہ مغیث اللہ صاحب
حضرت خواجہ محمد مدبر صاحب
حضرت خواجہ محمد معاذ صاحب

حضرت خواجہ غلام ہندال صاحب رح

حضرت خواجہ حافظ عبدالمناف صاحب مدظلہ العالی
حضرت خواجہ محمد ہاشم نعیم صاحب
حضرت خواجہ محمد موسیٰ کلیم صاحب
حضرت خواجہ غلام اللہ بخش صاحب
حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب
حضرت خواجہ محمد نور سلیمان صاحب

حضرت خواجہ عبدالمطلب صاحب مدظلہ العالی
حضرت خواجہ محمد قاسم ضیاء صاحب
حضرت خواجہ محمد صابر سعید صاحب
حضرت خواجہ محمد عبداللہ ہارون صاحب
حضرت خواجہ جنید سلیمان صاحب

حضرت خواجہ حافظ محمد محمود صاحبؒ
۱۲۸۱_۱۳۴۸ھ
حضرت خواجہ حافظ احمد صاحبؒ
۱۳۰۵_۱۳۳۶ھ
حضرت خواجہ غلام قطب الدین صاحبؒ
حضرت خواجہ غلام نصیر الدین صاحبؒ
۱۳۲۵ھ
حضرت خواجہ غلام فرید شہید صاحبؒ
حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحبؒ
۱۳۳۶_۱۳۸۵ھ
حضرت خواجہ حافظ احمد صاحبؒ
۱۳۰۵_۱۳۳۶ھ
حضرت خواجہ غلام مجتبیٰ صاحب
حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب
حضرت خواجہ غلام مصطفیٰ صاحب
۱۳۶۸ھ
حضرت خواجہ احمد سعید صاحب
حضرت خواجہ محمد غوث صاحب
حضرت خواجہ محمد محمود صاحب
حضرت خواجہ محمود احمد صاحب
حضرت خواجہ مسعود احمد صاحب
حضرت خواجہ مقصود احمد صاحب
حضرت خواجہ خضر محمود صاحب
حضرت خواجہ محمد حماد صاحب
حضرت خواجہ محمد ذہین صاحب
حضرت خواجہ محمد مرتضیٰ صاحب
حضرت خواجہ شہزاد احمد صاحب
حضرت خواجہ شیراز احمد صاحب
حضرت خواجہ فرحان مجتبیٰ صاحب
حضرت خواجہ عرفان مجتبیٰ صاحب
حضرت خواجہ ذیشان مجتبیٰ صاحب
حضرت خواجہ محمد جنید صاحب
حضرت خواجہ محمد نشاط صاحب
حضرت خواجہ محمد حسنات صاحب

۱
حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحب رح ۱۳۳۹۔۱۳۸۵ھ
حضرت خواجہ غلام فخر الدین صاحب ۱۳۹۹ھ
حضرت خواجہ غلام معین الدین احمد صاحب
حضرت خواجہ غلام معین الدین محمد صاحب
حضرت خواجہ نصر المحمود صاحب
حضرت خواجہ نظام المحمود صاحب
حضرت خواجہ فیض محمد صاحب
حضرت خواجہ علم الحق صاحب
حضرت خواجہ غلام اللہ بخش صاحب
حضرت خواجہ غلام نظام الدین صاحب
حضرت خواجہ فخر المحمود صاحب
حضرت خواجہ محمد اویس عمر صاحب
حضرت خواجہ غلام معین الدین صاحب
حضرت خواجہ محمد فضیل صدیق صاحب
حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب
حضرت خواجہ محمد عذیر صاحب
حضرت خواجہ غلام نصیر الدین صاحب رح ۱۳۳۵ھ
حضرت خواجہ غلام محمود صاحب ۱۴۰۸ھ
حضرت خواجہ کمال الدین انور صاحب
حضرت خواجہ سراج الدین اطہر صاحب
حضرت خواجہ صلاح الدین اکبر صاحب
حضرت خواجہ جمال الدین اصغر صاحب
حضرت خواجہ فضل محمود صاحب
حضرت خواجہ غازی علم الدین صاحب
حضرت خواجہ شیراز محمود صاحب
حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب
حضرت خواجہ نصیر المحمود صاحب
حضرت خواجہ غلام قطب الدین صاحب رح
حضرت خواجہ عاقب علی صاحب
حضرت خواجہ مدثر محمود صاحب
حضرت خواجہ عمار محمود صاحب
حضرت خواجہ تاشفین محمود صاحب
حضرت خواجہ غلام دستگیر صاحب
حضرت خواجہ سراج الدین صاحب
حضرت خواجہ عاشق محمود صاحب
حضرت خواجہ فیض محمود صاحب
حضرت خواجہ محبوب احمد صاحب
حضرت خواجہ نشاط محمود صاحب
حضرت خواجہ شاہد محمود صاحب
حضرت خواجہ ذیشان محمود صاحب
حضرت خواجہ آصف محمود صاحب
حضرت خواجہ خالد محمود صاحب
حضرت خواجہ عامر محمود صاحب
حضرت خواجہ عاصم محمود صاحب
حضرت خواجہ طاہر محمود صاحب
حضرت خواجہ حسن محمود صاحب
حضرت خواجہ حسنین محمود صاحب

ن
حضرت خواجہ خیر محمد صاحب رح
۱۲۴۴ـ۱۳۱۰ھ
حضرت خواجہ گل محمد صاحب رح
حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحب رح
۱۳۵۱ھ
حضرت خواجہ خیر محمد صاحب
حضرت خواجہ عطا محمد صاحب
حضرت خواجہ درویش محمد صاحب
حضرت خواجہ غلام علی صاحب
حضرت خواجہ محمد جمال صاحب
حضرت خواجہ عطا محمد صاحب
حضرت خواجہ شہاب الدین صاحب
حضرت خواجہ گل محمد صاحب
حضرت خواجہ عطا محمد صاحب
حضرت خواجہ محمد سلامت صاحب
حضرت خواجہ محمد محمود صاحب
حضرت خواجہ خیر محمد صاحب
حضرت خواجہ غلام اللہ بخش صاحب
حضرت خواجہ محمد مظہر جمال صاحب
حضرت خواجہ محمد نعیم جمال صاحب
حضرت خواجہ محمد عارف صاحب
حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب
حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب
حضرت خواجہ محمد ارسلان صاحب
حضرت خواجہ غلام علی اصغر صاحب
حضرت خواجہ غلام علی اکبر صاحب
حضرت خواجہ غلام قاسم صاحب
حضرت خواجہ غلام زین العابدین صاحب
حضرت خواجہ عون محمد صاحب
حضرت خواجہ باقر علی صاحب
حضرت خواجہ سجاد حسین صاحب
حضرت خواجہ محمد حسن رضا صاحب
حضرت خواجہ محمد فضل عباس صاحب
حضرت خواجہ محمد سبحان صاحب
حضرت خواجہ محمد امین صاحب
حضرت خواجہ ناصر علی صاحب
حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحب
حضرت خواجہ رحمت علی صاحب
حضرت خواجہ محمد علی صاحب
حضرت خواجہ غلام علی صاحب